TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222479
UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—791—25-4-72—10,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱ Accession No.

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

بعد ثناے مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

واہ کیا نظیر داستان ہے ہر ہر شعر میں جسکے سو سو گلہاے رنگا رنگ گلستان سخن [illegible]

بستان ارم

قصہ

شاہزادہ آفرین

حسب فرمایش [illegible] باہتمام [illegible] عمدہ شعراے سخن فہم منشی بھگونت راے صاحب تخلص [illegible]

مطبع نامی منشی نولکشور میں مزین بطبع مقبول جہان ہوا

اطلاع — اس مطبع مین ہر علم وفن کے کتب کا ذخیرہ سلسلہ فروخت کے لیے موجود ہے فہرست مطول ہر ایک شائق کو اجازت سے مل سکتی ہے جسکی معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کو معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہر اس کتاب کی ٹیٹل پیج کے تین صفحہ سادہ مین بعض کتب قصص و مثنویات وغیرہ درج کر دیتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اور بعض کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانو نکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

قصص و مثنویات وغیرہ اردو

الف لیلہ منظوم — چار جلد تصنیف مختلف
۱ جلد — بنظم دلکشا مرزا اصغر علیخان نسیم دہلوی متخلص بہ نامی —
۲ جلد — نتیجہ طبع شاعر خوش کلام منشی طوطا رام شایان —
۳ جلد " "
۴ جلد از منشی شادی لال شاگرد مرزا نسیم دہلوی —
مجموعہ قصص منظوم پانچ قصہ مولف مختلف
۱ قصہ سوداگر بچہ ۲ قصہ ماہی گیر ۳ قصہ بہمہ ۴ قصہ منصور ۵ قصہ شاہ ...
قصہ سوداگر بچہ فقط
قصہ ماہی گیر فقط
قصہ بہمہ فقط
قصہ منصور فقط

چشمہ شیرین — فرہاد و شیرین کا قصہ
مختصر ہمت — تصنیف منشی جی گوپال تافتہ تخلص —
ایجاد رنگین — منتخب مختصر حکایات منظومہ سعادت یارخان رنگین دہلوی —
مجموعہ جوتے نامہ و بلی نامہ و افیون نامہ —
جوگن نامہ — مصنفہ میان باطن اکبرآبادی
قصہ مقتول جفا معروف باسم تاریخی فسانہ غم مولفہ حافظ محمد ...
پدماوت بھاکھا منشی ... معانی از ملک محمد جایسی —
ایضاً بھاکھا سے اردو مین شعر بشعر نظم فرمایا مولوی قاسم علی بدایونی نے —

بعون عنایت معین مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

واہ کیا بے نظیر داستان ہے ہر ہر شعر میں جسکی سو سو گلدستے نہاں ہیں گلدار گلستان سخن ہے

قصہ

جناب بندگی شاہ نادر کمال ساکن بریلی ناظم جمعیت عمدہ شعرائے فن مع منشی بہگونت رائے صاحب تخلص

مطبع نامی منشی نولکشور میں طبع ہو مقبول جہان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنا دے قلم کو مرے یا قدیر / کلیم سر طور کا ہم صفیر

سراپا تری حمد سے نور ہو / تجلی سے شمع سر طور ہو

رقم تیری شان خدائی کرے / سر لوح پر جبہہ سائی کرے

رہی تیری وحدانیت پر گواہ / شہادت کی انگشت ہو یا الٰہ

قلمرو مین معنی کے شام و پگاہ / رہی سکہ زن مثل خورشید و ماہ

مضامین رنگین کی وہ گل کھلای / کہ ہر شاخ گل شرم سی سر جھکای

سموم خزان سے نہ دیکھی زوال / بنے باغ معنی کا رنگین نہال

مجھے ملک معنی کی دے داوری / کہ روشن ہو نام زبان آوری

عطا کر سخن مین مرے فیض عام / رہے حشر تک زندہ راحت کا نام

کہاں تیری حمد اے خداے جہاں — کہاں میرا کلک بریدہ زباں
مگر اپنی توفیق کر تو عطا — کہ پیہم لکھے نعت خیر الورا
پلا ساقیا آب کوثر مجھے — کہ ہے ذوق نعت پیمبر مجھے
رہے جسمین مطبوع اہل زمن — بڑھے خلق مین آبروی سخن

نعت سرور کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم

پس حمد ہے نعت احمد ضرور — کہ جسکا ہوا پیشتر خلق نور
وہی باعث ارض و افلاک ہے — سجا شان مین اوسکو لولاک ہے
عطا کی خدا نے اوسے سروری — اوسی پر ہوئی ختم پیغمبری
رسول خدا سرور ملک دین — امام الہدا آبروے زمین
احد کا ہی احمد سے جلوہ عیان — فقط میم موہوم ہے درمیان
امین خدا و امام رسل — کرے ہمسری اوس سی کیا عقل کل
حبیب خدا سرور کائنات — شفیع امم خضر راہ نجات
حقیقت مین مقبول معبود ہے — ثنا جسکی قرآن مین موجود ہے
ثنای محمد کا پایان نہین — سماتا ہے کوزہ مین دریا کہین
نہین وزن اعمال کا مجھکو ڈر — کہ ہین میرے پلہ پہ خیر البشر
یقین ہو کہ رحمت سے روز جزا — گنہ میرے خالق سی بخشائیگا
پلا مجھکو ساقی شراب کہن — بنا جس سے پیدا ہو طرز سخن
وہ کیفیتین ہون سخن سی عیان — مزہ جس سے پائین سب اہل زبان

سبب تالیف اس فسانۂ دلاویز کا کہ حسب ایما سے

صاحبان عالیشان رونق افروز کاکوری اتفاق گل افشانی اوپر صفحۂ قرطاس کی ہوا

داستان

بیان کیا کرون اپنا حال حزین / بہت اندنون تھا مین اندوہگین
عزیزون کی صدمی سے دل چور تھا / غم آلودہ و سخت رنجور تھا
نہ تھا شعر کہنے کا کوئی محل / گیا تھا ستم سے کلیجا دہل
بہت دن سے گم تھی کلید سخن / بندھا غم سے رہتا تھا قفل دہن
خموشی جو مانند شمع لگن / شب غم مین تھی باعث سوز تن
خیال آیا مجھکو یہ ناچار پھر / کرون سوز دل اپنا اظہار پھر
لکھون جوش خاطر سے وہ داستان / کہ ہو دور جس سے غم رفتگان
ابھی دل سے کرتا تھا ہان یا نہین / کہ آکر سخن نے سرایا وہین
صدا دی کہ ای رای بھگونت رای / تری رای پر صاد ای نیک رای
خوانین والاخطاب و سخی / زکی و رضی و سمیّ علی
مسیحا نفس صندل درد سر / طبیب دوا بخش درد جگر
چراغ سر بزم دانشوری / مہ اوج اقبال و نیک اختری
دعا ہے مری یا غفور الرحیم / بڑھے خلق مین اونکا رتبہ عظیم
خداوند کل ایزد ذو الجلال / ہمیشہ رہی حافظ جان و مال
مہ و مہر سان زیب عالم رہین / حوادث سے محفوظ دائم رہین
چمکتا ہے اختر اقبال کا / اوٹھائین مزہ ہر مہ و سال کا

رہین رونق افزاے باغ جہان ستائی نہ آسیب باد خزان
بنین بزم دولت کے روشن چراغ عدو کو ملے داغ پر سوز داغ
یہ ہین جنکے فرزند عالی گہر ازل سے نمازی دین ہین نامور
سر سروران زیب شرع متین مکان شریعت کے مسند نشین
سکندر منش حاکم دادگر فلاطون طبیعت ارسطو سیر
امیر جہان داور دین پناہ تسلی دہ خاطر داد خواہ
جوان بخت عالی ہمم نامدار وصی علیخان والا تبار
عزیزان جنکے ہین ایک عالی نشان خرد ور بڑا اور برابر جہان
گرامی گہر انتخاب زمن محیط کرم آبروے سخن
گہر سنج ذی فہم شیرین کلام خدا ترس ہمایدعلیخان ہی نام
ہوا اونکا بھی مجھسے ایما یہی کہ ہی شغل ہرگز نہ بھولیگا بھی
پس حمد و نعت شفیع الورا رقم کر کوئی قصہ دلکشا
جو مارا مئی شوق نی دلمین جوش کیا جام معنی طبیعت نی نوش
جما لوح خاطر پہ رنگ سخن نمایان ہوے لالہ و نسترن
گیا خار خار الم مجھکو بھول کھلے گلشن دلمین معنی کے پھول
کیا حق نی مقبول میرا سخن کہ مطبوع عالم ہوئی دلنشین
غنیمت کی تھی مثنوی دلکشا لڑی اوس سی جو میری طبع رسا
ہوئی وہ بھی مطبوع اہل تمیز کہ ہی ذوکر شاہد سی ہر دل عزیز
ملی اوس سے جو دلکو فرصت کمال پسند آیا بہرام و زہرہ کا حال

او سے بھی تو دل سے منظوم کر
جہانِ سخن کا ہوا نامور

جو مدھمالتی نام یک دلربا
مہارس مین مشہور تھی مہ لقا

منوہر سے راندیپ کا اک امیر
ہوا تھا محبت مین اوسکی اسیر

کمال اوسکا قصہ تھا خاطر پسند
ہوا نظم وہ بھی بہ طرزِ بلند

مین لکھتا ہون اب مثنوی پانچوین
کہ اورون سے قصہ یہ ہی دلنشین

کہا حق نے گھر بیٹھے بے فکر و رنج
نظامی صفت صاحب پنج گنج

عجائب ہی گلدستہ یہ داستان
بجا ہی کہون گر اسے بوستان

جہان جس جگہ پر نگہ جا لگی
بہار گلستان نظر آ گئی

ہر اک شعر اسکا ہی رنگین چمن
کسی جا ہزارا کسی جا سمن

بنفشہ کہین سرو سنبل کہین
صنوبر کہین طرۂ گل کہین

کہین جا ہی جوہی کہین نسترن
کہین لالہ و سوری و نارون

کہین نازبو کیتکی موگرا
کہین یاسمن سیوتی موتیا

کہین اشرفی چاندنی ارغوان
کہین جعفری مالتی زعفران

کسی جا مدن بان و نخل حنا
کہین سوسن و نرگس خوشنما

سودرسن کسی جا ہی بیلا کہین
نیوارہ ہی کسی جا پہ چنپا کہین

کہین عشق پیچان کسی جا گلاب
کہین نخل انگور جہانِ شراب

کہین لطف اور رنگ ہی آشکار
کسی جا ہے سورج مکھی کی بہار

رتن منجری ہے کہین جا وہ گر
کسی جا ہے داؤدی تازہ تر

کسی جا ہے شمشاد نازک بدن
کسی جا ہے شب بو بہار چمن

نہ اوگتے بھلا کیون گل و یاسمین کہ یہ بوستان کی ہے رنگین زمین
اسی بحر مین قصۂ بے نظیر لکھا ہے حسن نے بھی کیا دلپذیر
کریگا جو سیر اسکی سر تا بپا اوٹھائیگا ہر وقت لطف ضیا
کبھی بیکلی سے نہ گھبرائیگا سرور چمن کا مزہ پائیگا
تڑپتا ہون ساقی مین تیرے بغیر مجھے ہو گئی زہر دریا کی سیر
کبھی دخت رز پر نہ کرتا نگاہ لب آب دی اوسنے خود آ کی چاہ

عاشق ہونا شاہزادۂ فتن کا اوپر جمال جہان آرا سے مہربانو کے کہ محض ناآشنائی روزگار تھی تنہا اوپر کشتی کے سوار جاتی تھی

فتن مین تھا اک شاہ گردون نشان شہنشاہ جم جاہ گیتی ستان
شہ آسمان قدر خورشید جاہ مہ عالم افروز انجم سپاہ
گرامی گہر حاکم بحر و بر جہاندار دریا دل داد گر
بسر ایک رکھتا تھا یوسف نظیر عزیز جہان رشک بدر منیر
لڑکپن سے عہد جوانی تلک رہا مہربان اوس پہ پیر فلک
قمر کو نہ کسطرح ہو تا زوال بنا عشق ابرو کمان سے ہلال
کہ اکثر سر شام وہ گلعذار لب بحر جاتا تھا بہر شکار
جلا کر کبھی کشتیون پہ چراغ ستارونکو دیتا تھا لاکھون داغ
بنا کر گلونکی کبھی ڈالیان بناتا تھا دریا کو باغ روان
کبھی آشنائی سے دو دو پہر ٹہر جاتا تھا دریا مین آب گہر

کبھی کشتی پل سے بالائے پل | دکھاتا تھا کیفیت موج گل
کبھی بیٹھ کر ساحل آب جو | بڑھاتا تھا توقیر جام و سبو
کسی وقت پیکر میں ہم آفرنگ | ترنگوں سے کرتا تھا سیر فرنگ
کسی وقت بجرے پہ ہو کر سوار | مگرسوس کا کھیلتا تھا شکار
تفنگوں کی آواز سے ہر نفس | مچاتا تھا گھڑیال شور جرس
دھواں دھار رہتا تھا بالائے آب | حرارت سے ہوتی تھی مچھلی کباب
نہنگوں کا ہوتا تھا دم ناک میں | سسکتے تھے چھپ چھپ کے خاشاک میں
الگ چھوڑ کر پاٹ دریا کا کوہ | پکڑتی تھی دانتوں سے داماں کوہ
کسی دن وہ خورشید رشک قمر | سر شام ساحل پہ تھا جلوہ گر
قضا کار یک کشتی خوشنما | نظر آئی پانی پہ بے ناخدا
شتابی سے بالائے آب رواں | غضب تند جاتی تھی بے بادباں
فقط ایک پری اوس پہ تھی جلوہ گر | نہ تھا دوسرا اور کوئی بشر
چمن در چمن بوئے گل بوستان | سہی سرو شمشاد باغ جہان
سیہ چشم مے پرست جادو نگاہ | کمند گرہ دار زلف سیاہ
بلند اختر اوج حسن و جمال | جبیں ماہ یک ہفتہ ابرو ہلال
جواہر سے کان جواہر تھی کان | دو بالا تھی بجلی سی بالے کی شان
جھلک اپنی دکھلا کے وہ دلستان | رواں ہوگئی مثل آب رواں
وہ جان باز غمدیدہ و دلفگار | شہید خم تیغ ابروی یار
وہیں ساحل آب بے دست و پا | رہا چشم خونبار سے آشنا

گیا بھول مچھلی مگر کا شکار — بنا آپ ہی ماہیئے بیقرار
غضب کر گئین مچھلیان کانگی — کہ عاشق کو مشکل پڑی جانکنی
گھڑی وہ پانی پہ کیون بے سبب — کہ نا آشنا خشک ہوتی ہین سب
مسافر کے الفت کا کیا اعتبار — کہ ہوتا نہین اوسکا یکجا قرار
یہان آج ہے کل کہین اور ہے — نیا آب و دانہ زمین اور ہے
ہزارون کھڑے تھے وہان ہشیار — نظر باز و ذی فہم خدمتگزار
کسی نے نہ جانا کہ کیا رنگ ہے — دل اس گل کا کیون غنچہ سان تنگ ہے
تپ دل سوا ہے ہمدم آہ کیون — بنا ماہئے خستہ یہ ماہ کیون
حرارت سے بیتاب کیونکر ہوا — لب آب سیماب کیونکر ہوا
کھڑا تشنہ لب ساحل سیم ہو کیون — دل آشفتہ و چشم پرنم ہو کیون
سر شام سے درد کیا سر مین ہے — بھونر کی طرح جو یہ چکر مین ہے
نہ ذوق غذا ہے نہ پروائے آب — دم زیست بھرتا ہے مثل حباب
یہ سمجھے کہ یہ گوہر شاہوار — کنی کھا گیا ہے لب جویبار
اسی سے خراش جگر ہو اسے — غم جانکنی کا ضرر ہے اسے
طپش دل مین سوز نہانی کی ہے — اسی سے اسے چاہ پانی کی ہے
لگے کرنے بیہودہ فکر علاج — دوا سے کیا اور برہم مزاج
جسے خال مشکین ہو پیش نظر — کرے کیا اوسے تخم ریحان اثر
جو بیہودہ سوداے کاکل سر ہے — اوسے کیا سروکار سنبل سے ہے
وزیر شہنشہ کا تھا اک پسر — جمیل و حسین رشک شمس و قمر

سر نو جوان کا وہ رنگین عذار
اگر کین سے تھا بندۂ جان نثار

پریشان یکایک اوسے دیکھکر
لگا پوچھنے کہ اے شہ بحر و بر

دل صاف کیون آج ہی پر ملال
مکدر ہے چہرہ پریشان ہی حال

اگر فعل بد کا ہے رنج و تعب
فلاطون ارسطو ہین موجود سب

جو سایہ پری کا ہے تو کیا ہے ڈر
کہ ظل خدا ہے شہنشاہ پر

مجھے بھی عمل ایسے ہین یاد
پری کیا کہ تسخیر ہون دیو زاد

دکھاؤن جو مین اپنی افسون گری
پڑے تن پہ آسیب کے تھرتھری

زبر جد ہے میرے انگوٹھی کا نام
نگین نے سلیمان کا کرتی ہے کام

اگر آدمی پر ہے دل مبتلا
تو نزدیک شہ کے حقیقت ہی کیا

کہ لاکھون پری چہرہ و سرفراز
غلامی مین حاضر ہین مثل ایاز

جو اندر کبھی ظاہر ہو مجھ پہ ملال
کرون دفع مین اوسکی کوشش کمال

چھپانی ہی پڑتا ہے وہ نام مرض
تپ دق کو کرتا ہے پیدا مرض

طبیبون کا پھر زور چلتا نہین
کرین لاکھ کوشش سنبھلتا نہین

نہ کہنے سے تھا بسکہ وہ یار غار
کہا شاہزادہ نے کہ اے غمگسار

مرا درد محتاج درمان نہین
طلبگار عناب و ریحان نہین

مین دلدادۂ کاکل یار ہون
کمند جنون کا گرفتار ہون

ستاؤن مین کیا اپنا حال تباہ
کسیکو نہو سیر دریا کی چاہ

پھری دشت مین تشنہ لب چار سو
نہ جائے مگر ساحل آب جو

کہ تھا کل کا دن سب یونہی صرف آب
ہوا بند تھی گرم تھا آفتاب

عیان جوش گرمی کا سینے سے تھا　　بدن آب گرما پسینے سے تھا
مکانون مین گرمی تھی حمام کی　　رہی سخت تکلیف آرام کی
ہوادار پر ہو کے آخر سوار　　لیا جا کے دریا پہ مین نے قرار
وہان چل رہی تھی جو ٹھنڈی ہوا　　رہا دن ڈھلے تک نہایت مزا
سر شام تک گشت کے برق دم　　نمایان ہوئی بر سر آب ہم
چمک مین تھی مہتاب ماہ تمام　　ہوئی دور تاریکیٔ وقت شام
جلا بحر کی ایک سے دس ہوئی　　نمودار صبح بنارس ہوئی
حسین ایک پری رو فریب بشر　　اکیلی تھی اوس ناؤ پہ جلوہ گر
چمکدار اوڑھے تھی رنگین ردا　　فقط منہ کھلا تھا بدن تھا چھپا
یہ معلوم ہوتا تھا بالائے آب　　عیان برج ماہی مین ہے آفتاب
یکایک یہ پیدا ہوئی روشنی　　گئی ڈوب مہتاب کی چاندنی
چمکتی تھین جو بجلیان بے مثال　　کھلا صاف بالے نہ جھمکے کا حال
ہوا موتیون سے یہ ثابت مگر　　ستارے ہین سیارہ گرد قمر
سپیدی عجب چھا گئی تھی وہان　　کہ چکرا گئین دیکھ کر پتلیان
ابھی تک مجھے شک ہے آمین کمال　　کہ تھین دونو ابرو کمان یا ہلال
سیہ چشم بادام ہے یا ہرن　　کوان تھا ذقن یا تھا سیب مین
نہ ہوتی اگر زیر چادر نہان　　تو سب عضو کے وصف کرتا بیان
مرا خون سب آب ہو کر گئی　　چھری دوسرے پانی لہو کر گئی
برنگ سیاوش آشفتہ حال　　ہوئی بیگنہ میری گردن حلال

لگا کر کلیجی پہ نشتر نگاہ — مجھے کر گئی کسطرح قتل آہ
نہ پیکان تھا اوسمین نہ سوفار تھا — خدا جانے کیا اسمین اسرار تھا
مری ساتھ دریا پہ وہ گھاٹ کی — کہ دشمن بھی کرتا نہ ایسی بدی
مگر تیغ کے گھاٹ مارا مجھے — کہ ساحل پہ سوکھا اوتارا مجھے
خدا ترس ہوتی وہ نترسا اگر — نہ جاتی ترستا مجھے چھوڑ کر
وہ شمع لگن سخت بیگانہ تھی — کہ مطلق تشنگی کی پروا نہ تھی
نہ سمجھی کہ مانند سیماب مین — کسے چھوڑ آئی ہون بیتاب مین
تڑپتا ہے ساحل پہ بے آب کون — اوٹھاتا ہے رنج تب و تاب کون
ہوئی جب سے وہ بت نگاہون سے دور — مجھے سنگ مرمر ہے تاج سمور
حریر و کتان قاقم و پرنیان — تن ناتوان پر ہین بار گران
ملے گی نہ جب تک وہ سیمین عذار — نہ پاویگا یکدم وطن مین قرار
دم صبح رکھتا ہون عزم سفر — خدا جانے لیجائے گردون کدہر
ابھی ہے مگر قصد ہندوستان — کہ وہ ملک ہے جلوہ گاہ بتان
بنارس مین ہے کثرت گلبدن — ملی شاید اوسجا وہ گل پیرہن
پتا جو نہین اوس جگہہ پاؤن گا — عجم ہو کے سوے عرب جاؤن گا
کہ لیلی وشون کا ہے مسکن وہان — عجب کیا وہین ہو وہ جان جہان
لڑکپن سے تو ہے وفادار یار — اگر رنج غربت نہو ناگوار
مرے ساتھ مانند گرد روان — طریق عقیدت سے ہو ہمعنان
شہ نوجوان کا وہ روشن ضمیر — حقیقت مین تھا جو انیس و مشیر

اوسی دم اوٹھا رہبری کے لیے / لبو سے کف پا پہ بوسے دیے
غم یار مین ساتھ تھے غمگسار / کئی دن سے ہون خستہ و بیقرار
شتابی سی لعل سے جام بھر / کہ مستی مین آسان ہو رنج سفر

روانہ ہونا شاہزادی کا ساتھ پیر وزیر کے مہربانو کے چاہ مین اور ملنا ملاح و نجار کا اثنائی راہ مین

عجب رنگ چرخ سیہ فام ہی / کہ نیرنگ سے شہرۂ عام ہی
گھٹاتا ہے ہر ماہ مین ماہ کو / بناتا ہے پل مین گدا شاہ کو
ہمیشہ نئے روپ بدلا کیا / یہ رہزن برانا ہے بہروپیا
کہان سوتے فتنے جگاے نہین / کوئین کسکو گھر گھر جھکاے نہین
کہان ماہ کنعان کہان کاروان / بنایا نہ کس کس کو بیخانمان
سفر پر نہ موقوف جو گھر مین ہے / سدا اسکے گردش سی چکر مین ہے
ستائے نہ کیون سبکو چرخ کہن / کہ کالے کا ہوتا ہے ٹیڑھا چلن
پہنتا تھا جو پرنیانی قبا / بنایا اوسے دلق پوش گدا
رہی ایک حالت پہ کیونکر جہان / کہ ثابت قدم خود نہین آسمان
بہت ایسے مرتے ہین بیکس غریب / نہوتا ہی جنکو کفن تک نصیب
جنازی کا اور قبر کا کیا حساب / سر راہ ہوتی ہی مٹی خراب
ہزارون ولی ایسے گذری ہین پاک / کہ اب تک ہین با آبرو زیر خاک
عقیدت سی تربت پہ ہر خاص و عام / چڑھاتے ہین پھولونکی چادر مدام
نگاہون سے کہنے کو معدوم ہین / وہ سب زندہ و مغفور مرحوم ہین

الٰہی زمانے مین گردون دون / نہ دے نوجوانون کو درد دوران
نہ پوچھو کچھ اوس دم کا حال الم / نمایان تھا ہر چہرہ پر ماتم کا غم
غضب قصر شاہی مین کہرام تھا / ہجوم الم بر سر بام تھا
بہت گرچہ روئے سب اہل حرم / گرے پا سر و چشم زیر قدم
کیا کچھ نہ لخت جگر نے خیال / بڑھا اور رونے سے دونا ملال
چلا گھر سے یکتا و سرور وان / کھڑی ہو گئی رو کے پیر و جوان
مکان سے بجز شامت شام غم / لیا کچھ نہ ساتھ اپنے ساز حشم
ازل سے جو رکھتا تھا ہمت قوی / فقیری مین تھی شان شاہنشہی
کہ فوج غم و درد ہمراہ تھی / بجائے علم آہ جانکاہ تھی
سمند ہوا تھا عجب زیر ران / نہ تھی احتیاج رکاب و عنان
فقط ساتھ تھا نور چشم وزیر / کہ تھا وہ ازل سے انیس و مشیر
نہ پہونچا تھا گھر سے ابھی کوس بھر / کہ اک پیر دیرینہ آیا نظر
ضعیفی سے تھا گرچہ بر دست و پا / ولی تیز آتا تھا مثل ہوا
پہونچ کر قریب شہ نوجوان / جھکا بہر تعظیم مثل کمان
قدم چوم کر مونہہ سے یہ بار بار / بلائین لگا لینے وہ جان نثار
شہ نو نے دیکھہ اوسکو منت پذیر / بہ شفقت سے پوچھا کہ ای مرد پیر
ترا کیا ہے مقصد بیان جلد کر / جھکاتا ہے کیون بار بار اپنا سر
کہا اوسنے رو کر کہ ملاح ہون / غلام شہنشاہ سیاح ہون
ہوا خواہ سلطان ہون لاکھونگر / مین ہون بندگی سے سرافراز تر

دہ بس سال پیدا ہوئے تھے حضور — عدم سے ہوا تھا جہان مین ظہور
وہ شہ پر ایک ماہ سیم گون — جو مین لے گیا تھا برسم شگون
شہ بحر و بر نے سمجھے بے شمار — کیئے تھے عطا لولوئے شاہوار
وہ پہلی سیواتی سمجھے ہو گئی — کثافت کدورت کی سب دھو گئی
ابھی تک مرا گھر ہے درج گہر — نہ درج گہر بلکہ برج قمر
لب آب ہین میرے دو کوٹھیان — جہان جمع رہتا ہے سارا جہان
سر شام ہوتا ہے ایسا ہجوم — کہ رہتی ہے صبح بنارس کی دھوم
اوسے ہین فراغت سے لیل و نہار — زمانے کی مین دیکھتا تھا بہار
نہین سدا اسلئے گھر سے کرتا سفر — سفر وہ کرے جسکے گھر ہو نہ زر
ازل سے جو مین تھا تمنائے شاہ — خوشی آیا یہی طرز پیش نگاہ
کہ کچھ دن رہون خدمت شاہ مین — کرون فرش آنکھین سر راہ مین
مین ہون فن سے اپنے کمال آشنا — ملاحی کا دم بھرتے ہین ناخدا
زمانے کے غواص و طیراک سب — مرے دم سے رہتے ہین یار طلب
ہوا ہو جو آب روان بر روان — خس و خار و گل یا جہاز گران
نشان اوسکا بتلا سکون گا نہین — مری آنکھ سے شیشۂ دوربین
کہا شہ نے سنتے ہی اوسکا بیان — کہ ای آشنائے محیط جہان
بھلا دیکھ تو غور سے آج کل — کہی سطح دریا سے کیا شئے نکل
گرانبار ہے یا سبکسار ہے — کلوخ سیہ سنگ یا خار ہے
کہا اوس نے ہان اے شہ نامدار — قرینے سے ہوتا ہے یون آشکار

کہ کل اک پری چہرہ کشتی نشین
گئی ہے برابر ادہر سے کہین

کھٹکتی ہے ناآشنا سے مگر
کہ ہو ناخدا بھی نہین ناو پر

جو تھا قابل صدق اوسکا بیان
نہایت ہوا خوش شہ نوجوان

سمجھ کر بچا ساتھ ہشیار کا
ہوا گام زن منزل یار کا

گیا جب نکل اور اک کوس بھر
تو پھر دیکھتا کیا ہی منہ پھیر کر

کہ اک شخص مانند گرد روان
شتابی سے آتا ہے بیدل دوان

پہونچکر ہوا جب قدم بوس پا
شہنشہ نے پوچھا ترا نام کیا

کہان تو چلا کیا ترا نام ہو
جو سرعت سے پیک سبک گام ہو

دعا دے کے بولا کہ اے شہریار
مین نجار ہون شہ کا خدمتگزار

زمانے مین جب صورت شمع طور
شبستان شہ مین ہوا تھا ظہور

بنا کر سر پر روان خوش نگار
در شہ پہ پہونچا تھا امیدوار

در و لعل رخشندہ تر ماہ سے
ملے تھے غلامان درگاہ سے

فروغ جواہر سے میرا مکان
نمایش مین ہے جوہری کی دکان

بنا ہے سر راہ بازار مین
جڑے ہین نگین سنگ دیوار مین

درون پر ہین مخمل کے پردے پڑے
دلاویز دلکش جواہر جڑے

شب تار مین گوہر شب چراغ
ستارون کو دیتے ہین حسرت کا داغ

مرا قصر بھی قصر فغفور سے
زمانے کی دولت سے معمور ہے

ہری کوٹھیان سب ہین برج محل
صفائی سے گویا ہین موتی محل

فرح بخش سے دلکشا ہین کہین
دلارام سے خوش نما ہین کہین

سنا مین نے جس دم کہ شاہ جہان
سنین تھم سکے مہر منزل مین پاؤن
تمنا یہی ہے کہ یہ خاکسار
بنا ہون تیز دستی مین مشہور عام
کسی سے طلبگار یاری نہین
ضرورت نہین مجکو ہتھیار کی
نہانی نہ پروا کی مجکو تلاش
اگر حکم دین مجکو شاہ جہان
دکھاؤن ہوا پر زمانے کی سیر
سواد عجم سے عرب تک شام
جدہر پھیر دون کل سے پھیر جاوے وہ
ٹھہرنا ہو منظور جنا طرحفان
جدھر ہو اوڑانے کی مد نظر
رسائی سے مانند مرغ خیال
مجھے مانتے ہین سب اہل فرنگ
تماشا کرون مین یہ قدرت کہان
جو طاقت مرے دست بازو مین ہے
ابھی جا ہون اوڑ جاؤن مانند باد
کرونگا مین حل مشکلین راہ کی

سفر مین ہے یوسف کاروان
جمی شوق رفتار سے دل مین پاؤن
نہ ہے ہمرکاب پشہ نامدار
بسولے کا لیتا ہون اور ہی کام
جو کام آپڑے اوسمین عاری نہین
نہ فرمان کی حاجت نہ پرکار کی
نرالا میرا ہے تراش و خراش
بناکر اسیوقت تخت روان
نظر آئے ہے اور خدائی کی سیر
نظر آئے کیفیت روم و شام
تماشا ہوائی کا دکھلائے وہ
ٹھہر جائے مانند کوہ گران
اوڑے صاف چٹکی بجاتے ادھر
ہوا پر ہے طائر تیز بال
اوڑاتا ہون ہے ڈور کا مین پتنگ
بنائین جو زنار کی پتلیان
وہ قدرت نہین سحر و جادو مین ہے
پورا ہے بہت ایسے کرتب ہین یاد
بجا عرض ہے اس ہوا خواہ کی

سنا شہ نے جب یہ بیانِ عجیب
ہوا خوش کہ نادر ہین میری نصیب

چلا جب سے مین یار کی چاہ مین
شگون اچھے ملتے گئے راہ مین

حقیقت مین تھی رحمت کردگار
کہ اک جان دو قالب ہوئی چار یار

گئی تھی جدہر کشتیِ دلستان
ہوئے مثل آب روان سب روان

خدا کے لیے راہ مین ساقیا
مرا ہمسفر خضر ہو رہنما

شراب مسرت کا وہ جام دے
کہ ہر وقت منزل مین آرام دے

دوچار ہونا شاہزادے کا پیر مرد سے صحرای خارزار مین اور ملاقی ہونا پریزاد معشوقہ منوچہر بادشاہ سے مسکن دیو جفاکار مین

گئے جب سفر مین کئی دن گذر
خطرناک جنگل اک آیا نظر

غضب مثل زندان تھا تاریک و تنگ
کہ تھے زندہ در گور گرگ پلنگ

یہ بدبو تھی اوسکے خس و خاک مین
کہ پیل دمان کا تھا دم ناک مین

تہ خاک تھے سیکڑون جانور
ہرن کرگدن شیر گور خر

بہم گرد سے ناخن شیر تھے
ہما کے لیے استخوان ڈھیر تھے

ہوا گرچہ دہشت سے پانی جگر
دلیرانہ آگے بڑھے سب مگر

کئی دن کے بعد ایک دیرینہ سال
نظر آیا پیر مبارک خصال

کرامت سے تھا خضر راہ نجات
کہ پاس اوسکے تھا جام آب حیات

پڑی تھی وہان کاہی اک مردہ تن
ستمدیدہ پوسیدہ افسردہ تن

سراپا کرم تھا وہ نیکو سیر
کہ تھا قطرہ افشان سر خستہ پر

پھر کہتے ہی قالب میں جان آگئی / سر نو سے پھر زندگی پا گئی
اوچھل پھاند کر یک بیک بیقرار / ہرن ہو گئی جانب مرغزار
مسیحا دم اوس پیر کو جان کر / کہا سب نے کہ ای پیر فرخ سیر
ہمارا بھی ہو بہر حق رہنما / کئی دن سے پھرتے ہیں بی سر و پا
کہا اوسنے لاحول کہتے ہو کیا / گنہگار کیجیے نہ بہر خدا
مثال خضر مجھ میں عظمت کہاں / زمین کو فلک سے ہے نسبت کہاں
بڑھاتے ہو کمتر کا رتبہ عبث / بناتے ہو قطرے کو دریا عبث
کہاں عالم افروز مہر منیر / کہاں ذرۂ کم نما و حقیر
کہاں رو نماے جہان آئینا / کہاں آہن رو سیہ بد نما
کہاں گل سرور مشام و دماغ / کہاں زشت بد فام دود چراغ
میں ہوں آپ ہی ضعف تن سے ہلال / قمر سے ہے جگنو کی کیا مثال
یہاں بندۂ حق ہے اک پیرزن / ملک خصلت و پارسائے زمن
ریاضت سے ہے زار و لاغر کمال / بدن گھٹتے گھٹتے ہوا ہے ہلال
کسی شئے پہ کرتی نہیں وہ نگاہ / فقط دودھ کھاتی ہے وقت پگاہ
یہی ہے حلال ایک کھانا اوسے / حرام اور ہے آب و دانہ اوسے
یہ گاو ستمدیدہ و خستہ تن / ازل سے ہی پروردۂ پیرزن
کیا تھا پلنگ ماں نے ہلاک / پڑی تھی کئی دن سے بالای خاک
غم قوت سے وہ زن کہنہ سال / نہایت تھی پژمردہ و خستہ حال
شب و روز پی پی کے خون جگر / ریاضت میں کرتی تھی اپنی بسر

خضر کی طرح جو یہ آب بقا | کیا ہے خدا نے مجھے بھی عطا
اید ہر مثل ابر سیہ بھیج کر | کیا آب رحمت سے کھیت او سکا تر
نہوتا بھلا کیون مصیبت مین یار | کہ رزاق عالم ہی پروردگار
مین ہون خلق مین بندۂ ناتوان | گنہگار خلاق کون و مکان
جو ہو چاہ پانی کی موجود ہے | دعا مانگنا مجھسے بیسود ہے
ضعیفی سے ہون سخت بیدست و پا | بنونگا تمھارا مین کیا رہنما
کیا انکسار اپنا جب یون بیان | ہوی خوش نہ پانی سے سب تشنگان
فقط آپ ہی کی دعا چاہیے | نہین ہمکو آب بقا چاہیے
جیئین گے تو آخر جئین کی سدا | ملیگا مزہ ایسی جینے سے کیا
کہ یہ زندگی رنج دکھلائیگی | ملاقات یارونکی چھٹ جائیگی
مزہ نوجوانی مین نعمت کا ہے | بڑھاپے مین کیا لطف دولت کا ہے
اکیلے جیئے تو نباہین گے کیا | خضر کی طرح خط اوٹھائین گے کیا
جو عالم مین ہین عاقل و ہوشیار | سمجھتے ہین دنیا کو ناپایدار
کبھی زندگانی پہ مرتے نہین | ہوس آب حیوان کی کرتے نہین
مزہ آب حیوان مین ہوتا اگر | سکندر نہ کرتا کبھی درگذر
ہمین خضر سان یہ گوارا نہین | کہ تنہا کرین سیر روے زمین
عبث رہنمائی کی منت ہی | مبارک او نہین کو یہ خدمت ہی
فقط اسکی ہملوگ ہین خواستگار | کہ ہو جائین اب پنجتن چار یار
ڈبین جستجو مین نہ پاؤ سے ہم | ہر برون کو سمجھین سفالین ہی کم

ہے عاجز ہی سے جو مور ضعیف / ہوا مہربان پیر مرد لطیف
چلا ساتھ مانند رشتہ زبان / ہوئی قوت پیر سے سب جوان
غضب پر خطر تھا وہ دشت تباہ / جہان خضر پاتے تھے مشکل سی راہ
فزون تر سیاہی مین تھا رات سے / ملا اوسکا ڈانڈا وہ تھا ظلمات سے
جہان ہر طرح کے سب اندھیر تھے / سیہ سنگ کے سیکڑون ڈھیر تھے
جدھر اوڑ کے جاتا تھا مرغ نظر / اندھیرے مین گرتا تھا ٹکرا کے سر
نظر جو نہ آتی تھے خورشید و ماہ / مصیبت سی کرتی تھی ہر دم پناہ
کہ ہو کاش گر ہاتھیون تک گذر / سپیدی تو دانتون کی آئی نظر
جو تھا ساتھ وہ واقف گرم و سرد / سبھون نے یہ پوچھا کہ اے پیر مرد
یہ ہے کون جنگل جہنم نشان / جہان جگنو سے ظلمت شب عیان
سیاہی سے کیون ہاتھیو کا ہے بن / نہ جگنو نہ آتش نہ کالے کا من
کہان خضر سا رہنما پائین ہم / جو ظلمت مین سیدہے چلے جائین ہم
بلا کا بیابان ہے یہ پر خطر / کہ وحشت سی عنقا ہے ہر جانور
نہ چیتے نہ پاڑے نہ ہاتھی نہ شیر / فقط جا بجا ہڈیون کی ہین ڈھیر
کیا یہ سر دست کسنے ستم / خر و گوش ہی مست خواب عدم
شغالون کو بھی کھا گئی کیا یہ بن / جو آواز ہو ہو کی آتی نہین
ہرن کیون نگاہون سے گم ہو گئی / چرغ و مور و چرس سب کہان کھو گئی
یہان کون رہتا ہے شمشیر زن / جو سب بھاگے سیر چھوڑ کر گردن
عجب طرح کی ہے نحوست یہان / کہ بوم بد آہنگ ہے بے زبان

نہ زاغ و زغن بولتے ہین کہین نہ طاؤس منہ کھولتے ہین کہین
چھپاتے ہین جان اپنی حیوان کیون پری کی طرح گم ہین انسان کیون
گذرتے نہین کیا ادہر کاروان کہ شور جرس ہے نہ گرد روان
کوئی بن درندون سے خالی نہین دد و دام موجود ہین سب کہین
یہان کچھ تو کھٹکا ہے جاندار کو کہ دیکھا نہین کژدم و مار کو
کہین دے خدا اس سے جلدی نجات ابھی دن ہے دم بھر مین آتی ہے رات
اندھیرے مین بھٹکین گے گھبرائین گے جدھر جائین گے ٹھوکرین کھائینگے
بیان کر چکے اسطرح جب تمام دیا پیر نے پھر جواب کلام
کہ ہے دیو تیل کا اسجا وطن اسی سے تمام ہے ویرانہ بن
خطا جو بد اندیش و بدکار ہے بڑا ہی ستمگار خونخوار ہے
اگر پائے ہاتھی کو وہ کوہ تن کرے دست سنگین سے جلوہ بدن
یہ موذی ہے وہ اشتہ بیمار کہ کرتا ہے شیرون کا دل بیقرار
گرجتا ہے جب رعد سان وہ لعین لرزتی ہے وحشت سے گاو زمین
لب بحر جاتا ہے جب وہ مکر نہنگون کو کرتا ہے زیر و زبر
غم جان سے گھڑیال چھپتے ہین تہ قعر چھپتے ہین گھڑیون پڑے
چھپاتی ہین پانی مین جی مچھلیان مگر سوس کی سوکھ جاتی ہے جان
غضب آفت جان ہے وہ بدنہاد کہ کھاتی ہین خوف اوس سے سب نر و ماد
دکھائی جو شکل مہیب ایکبار یہ شیر کیا کہ ہاتھی کو آوے بخار
یہ سنکر کہا شہ نے کہ اے پیر مرد کیا چاہیے ایسے ظالم کو گرد

ستم ہے کہ ماریں ندیں بیگناہ | اوگلتا رہے زہر مار سیاہ
پڑھیں چلکے منتر جگائی ہوئے | وہ سوتا ہے بو سولائی ہوئے
دیا پیر نے پھر جواب سخن | کہ اے نیک کردار شاہ زمن
اگر لاکھ کوشش کرے لشکری | نہ ٹوٹے گا وہ سد اسکندری
غضب مثل شیشہ آہنی جنگ ہے | کہ یاجوج کی عاقبت تنگ ہے
وہ جلاد ہے خنجر خون فشان | زمانی کی لیتا ہے ہیبت سے جان
دم گرم سے آتش برق ہے | ذرا بھی نہیں برق سے فرق ہے
نہ یون ہوگا آدمی نہ زندگی سے وہ | کہ بے ڈر ہے آلات جنگی سے وہ
عجب مسکن اوس بوم کا ہے اوجاڑ | کہیں اونچے اونچے کھڑے ہیں پہاڑ
کہیں چاہ اندھے کہیں غار ہیں | کہیں ریگ صحرا کے انبار ہیں
کہیں ہیں مجنون نہ خار و خسک | کہ دشت میدان ہیں کوسون تلک
نہ دریا ہے نے نہر یون تک کوات | نہ سایہ نہ سبزہ نہ آب روان
بجز باد صرصر نسیم شمال | چلے صبحدم اوس طرف کیا مجال
کہیں بن ہے کانٹون کا بے حد مشکل | بھولا وے جو مجنون کا دیوانہ پن
کہیں سنگ خارا کا کوہ گران | تھکیں دست و پا کوہکن کی جہان
نہایت ہے اوس جا مصیبت کڑی | کہ کرتے ہیں آہو خطا چوکڑی
جہان تک تھے گرگ و سیہ گوش و شیر | کیا سبکو اوس فیل جنگی نے زیر
وہ فقط آیات ہے بس سے لا کلام | نہ یون ہوگا وہ کافر زشت نام
کہ رہتی ہے جب تک شب ماہتاب | کسی وقت کرتا نہیں میل خواب

عداوت سے مانند شیر ژیان ستاتا ہے صید بیابان کی جان
جو بڑھتا ہے آگے اوسے وہ دلیر چباکر شکم اپنا کرتا ہے سیر
سر شام سے ہر طرف تا پگاہ مچاتا ہے اندھیر وہ روسیاہ
پکڑتے ہین یہ ڈر سے کانے زمین کہ باہر سے باہر نکلتے نہین
شب تار ہوتی ہے جب آشکار مکانسے نکلتا نہین زینہار
سر شام سے پندرہ دن تلک نہین ایک پل کھولتا ہے پلک
تڑپ کر گرے برق تابان اگر کرے سر پہ ابر سیہ شور و شر
پڑین منہ پہ پانی کے چھینٹے ہزار جلا دے بدن آتش شعلہ بار
دہل زن بجاے دہل دم بدم کرے صور محشر سرافیل دم
دکھاے فلک روز اسفندیار سر و تن پہ دے گرز رستم کی مار
اوٹھائیگا صدمے پہ صدمے مگر نہین سر اوٹھائیگا وہ فتنہ گر
جو ہو تم مین فرزانہ وہوشیار دم خواب دے اوس پہ افسونکی مار
کہ وہ زشت پیکر ہی کوہ بلا بجز جادوے سامری دخل کیا
جو مارے اوسی کوئی تلوار سے سر و پا پہ قبضہ کرے دھار سے
یہ سنتی ہی شاہ جوان نے وہان کیا ساتھیونسے اشارہ کہ ہان
جسے سحر جادو مین ہو دستگاہ کرے جا کے اوس روسیہ کو تباہ
رہی بند شیشے مین مانند مل چراغ اوسکی ہستی کا ہو جائے گل
کسیکو نہ جرأت ہوئی اسقدر کہ دیتا جواب شہ نامور
گئی سوکھ ملاح کی ڈر سے جان کہ دریا نہ تھا وہ تھا کوہ گران

نہ تھا کام اوسے جا جو ہتیار کا | بدن ہو گیا چور تلوار کا
وہ شمشیر زبان یہہ تھا بدحافظہ | مقابل جوان کے بھلا کیا ہو پیر
ہو دست پا تو وزیر جہان | گھڑک کر او ٹھا مثل برق جہان
شہ ہجر یہ کے قدم چوم کر | چلا مثل ابر سیہ تند تر
نہ بیٹھا نہ ٹھہرا کسی جا ذرا | بنا تیز گامی سے پیک صبا
جہان سو رہا تھا وہ پیسل وہان | پہونچ ہی گیا مثل شیر زیان
ہرا یا تھا ہر چند وہ زشت تن | بزر ہنا پیشۂ و جنگ جو
بد اختر بہ پیہ فام شکل زحل | مگر مسکن اوسکا تھا برج حمل
کہ بیٹھی تھی اک نازنین رشک حور | فروغ جہان شعلۂ کوہ طور
صفائی سے تھا منہ پہ آئینہ بند | مگر زنگ غم سے تھا میلا بدن
خزان خوردہ وہ برگ چمن زار تھی | گل تر صفت ہمدم خار تھی
زمانی مین ہر چند وہ خوش جمال | گلستان خوبی کی تھی نونہال
مگر بیکلی سے برا رنگ تھا | خموشی سے منہ غنچہ تنگ تھا
صعوبت سے تھی زیر بار اسقدر | کمان کی طرح جھکگئی تھی کمر
کڑا تھا جو گوشی مین یہ نوجوان | کیہ اور چلا سکے آنسو روان
نہ دیکھی تھی ہر سون سی شکل بشر | نہ روتی وہ کیونکر بھلا پھوٹ کر
قلق سے کہا اوسنے کہ ای نوجوان | تجھے موت لائی ہے شاید یہان
یہہ ہی مسکن دیو آفت کا گھر | تجھی اسجگہ سے تجھی کیا خبر
پھنسائی عبث تو نے قسمت مین جان | کہ ہو قتل بیگناہ ہان یہان

1363

ستم ہے کہ اس سرزمین مین کہین | بجز آب شمشیر پانی نہین
ہزارون فدوی تشنہ کامی سے جان | گئی سوکھ کانٹے کی صورت زبان
یہ جنگل نہین کربلا سے ہے کم | یہان ہر طرح کے ہین جور و ستم
ہزارون ہوئے خون ناحق یہان | گئی مفت مین بیگناہون کی جان
یہانسی کھٹکتے ہین جن و پری | بہت دور انسان کی ہے جانبری
ابھی خیر ہے یا نسیم اوڑ جائے تو | ہوا لگا تشن دہر کی کہائی تو
مقابل نہو اوس جفا کیش سے | بڑا فرق ہے گرگ اور میش سے
وہ ہے شیر خونخوار تو ہے غزال | وہ گرگ جفاکار تو ہے شغال
کہان سنگ خارا کہان آئینہ | تجھے چور کردے گا ہر آئینہ
وہ سنگین بدن تو گل اندام ہے | وہ کافر ہے تو اہل اسلام ہے
گہر سودہ سنگ مرمر ہو کیون | چراغ سحر مہر انور ہو کیون
یہ صورت یہ رنگت یہ منہ یہ شباب | غضب شامت اپنی کرتا ہے مٹی خراب
رہی زندگی جب بہت نوحہ خوان | کہا نوجوان نے کہ اے مہربان
مجھے چھوڑ دے میری تقدیر پہ | یہان پہلے کیفیت اپنی تو کر
کہ کس اوج خوبی کی اختر ہے تو | قمر ہے کہ مہر منور ہے تو
گل باغ فردوس یا حور ہے | مہ عید ہے یا شعلۂ طور ہے
ہر اک سیہ تن ہے ہر طرح جای بیم | یہان صورت گنج ہے کیون مقیم
ستم کی ہے جا بلبل بوستان | رہی بر سر قاف سیمرغ سان
دبا کے ہے عنقا تو خوف شکار | جو کی گوشہ گیری یہان اختیار

مقام ہما یہ بیابان نتھا — سزاوار مرغ گلستان نتھا
نہاتے اگر زاغ و بوم آشیان — سجا تھا کہ ہین شاہتین سب یہان
فقیرانہ صورت بنائی ہو کیون — پری دیو کے گھر مین آئی ہو کیون
پھنسی کسطرح چنگل باز مین — تمھارا ربط کیا تجھکو پرواز مین
جو پرسش تاسف سے کی بار بار — کہا رو کے اوسنے کہ ای غمگسار
کہ ہر چند دختر یگانہ ہون مین — ولی خشک بے آب و دانہ ہون مین
رہی غرق بحر مصیبت سدا — کسی دن نہ جی بھر کے پانی ملا
جہان مین وہ برج عصمت تھی مین — چراغ شبستان دولت تھی مین
تھی صورت کہربا زرد رو — نہ روتی تھی مانند مرجان لہو
لب لعل تھے میرے لعل یمن — صفائی سے دندان تھے دُر عدن
جواہر تھے کانون کے سب برق دم — تھے آبداری مین بجلی سے کم
مرصع جو پہنے تھی زیور تمام — پریزاد کہتے تھے سب خاص و عام
میری شاہ کا نام ہے مینوچہر — فلک تہمت و غیرت ماہ و مہر
اوسی سے تھی عقد مثل گہر — خرابی نہ تھی کوئی پیش نظر
کبھی دھوپ مین یک بیک بے ملا — پری نے نہ دیکھا تھا سایہ میرا
ہوئی ہائے اس دشت مین بیحجاب — نہ سر پر ہے چادر نہ رخ پر نقاب
کیا جسطرح مجکو بے خانمان — کرے آسمان کو خدا لا مکان
اسی دیو کمبخت کو بھیج کر — دیا میرے سینہ پہ داغ قمر
اوٹھا لایا حسرت تو مجکو یہان — سسکتی ہون روتی ہون کھوتی ہون جان

اسیری مین گذرے مجھے دو برس
تڑپتی ہون مانند مرغ قفس

پری کے کہان بال و پر پاؤن مین
جو پھندے سے اسکے نکل جاؤن مین

بلا کی مصیبت ہے یہ سر لیے
مگر ایک صدمہ ہزارون دیے

بدن تھا مرا سرخ و صاف اسقدر
یہ سلگتی تھی انجم کی جسپہ نظر

صد افسوس پنہان تہ زنگ ہو
سیاہی سے انگشت بہ رنگ ہے

پری کو یہان پر ہے اوڑنا محال
لشکر مین بھلا کسکی آتی مجال

کہ اگر یہان سے پلٹ جائے پھر
ہوا گلشن دہر کی کھائے پھر

ہوئی تیرے آنے سے گو مین نہال
مگر ہوگا اب اور رونا محال

کہ جس دم تجھے دیکھ پائے گا وہ
تری طرح سے پیش آئے گا وہ

ابھی ہاں یہ ہے دو دو حلوا ہے تو
حلاوت سے ہمرنگ خرما ہے تو

لبون سے ہے قند مکرر عیان
مٹھائی سے تنگ شکر ہو دہان

جواب چمن روی گلفام ہے
بہن ہے کہین نازک اندام ہے

کبوتر سے نے باز کا کیون شکار
نہ کھاؤ سکے پنجے سے نشتر کی مار

پچھا کر کرے گا تجھے بے نشان
نہ ہونگی نصیب ہما ہڈیان

دکھا سے مزہ نوجوانی تری
رہے تا ابد زندگانی تری

کہا پھر جوان نے کہ اے مہ لقا
نصیحت تری ہے سراپا بجا

نہین خوف مرنے کا لایا ہون مین
یہان اس ارادے سے آیا ہون مین

کہ دیو لعین کا مٹا کر نشان
کرون سو ہی قعر جہنم روان

یہ سنکر ہنسی وہ بت گلعذار
کہ ہے موت کاندھی پہ شاید سوار

یہہ باتین بناتا ہے کس راہ سے ٹلے گا نہ کوہ گران کاہ سے
کہان وہ مسکین کہان پیل مست یہہ بیہودہ ہے سب ترا بند و بست
وہ شمشیر زبان تو غزال ختن خطا سے نہ چوکے گا وہ بد چلن
وہ تیغ دو دم تو ہے نازک میان ترے دم کو سرتا بپا ہے زبان
جہان تک بنے اوس سے پرہیز کر گلو پر نہ اپنے چھری تیز کر
قدم رکھہ کے تو بیہمار کیون کف پا کو دیتا ہے آزار کیون
خدائی کا کافر ہے وہ بیحیا نہ بیم پیمبر نہ خوف خدا
حرام اسکو ڈرسی سے خواب خیال وہ کرتا ہو دانتون سے گردن حلال
یہ دشمن ہے وہ ساری جاندار کا کہ پیتا ہے خون کفچہ مار کا
ابھی دیکھتا ہے زمانے کا رنگ نہ کھا سرخ گالون یہ موذی چنگ
وہ خونریز شمشیر فولاد ہے سر بیگناہان کا جلاد ہے
کسی اور سے دل کو بہلای تو تراب ستمگر نہ بن جای تو
پھر رنگ تجکو کرے گا وہ تنگ کہ ہین بدقماشی کے سب اوسمین ڈہنگ
زبردست ہی اسقدر وہ دلیر کہ پنجہ ملاتا نہین اوس سے شیر
جہان زور بازو دکھاتا ہو وہ پلنگون کے چھکے چھوڑاتا ہو وہ
وہ بیشک تجھی خون مین نہلائیگا بدن اپنا کیون اوس سے دلائیگا
ترا کام کردے گا دم مین تمام وہ ہی پیر گردون کا یک غلام
بہت کچھ کہا یون مگر وہ دلیر رہا تا قسم جنگ مانند شیر
دیا پھر جواب اوسنے کہ ای نیک خور دل نازک اپنا نہ کر غم سے چور

سفر مین محرم سے ہم پنجتن ۔ خرابی سے ہین مبتلائے محن
کمر بستہ پھرتے ہین ہمسر جہاد ۔ نہ فکر معیشت نہ خوف معاد
ابھی تک اوٹھاتے ہین تکلیف راہ ۔ گیا غم سے خالی نہین کوئی ماہ
اگر تیغ کافر سے ہونگے شہید ۔ ابد تک منائینگے عقبےٰ مین عید
حیات خضر صفت مین پائینگے ۔ ہوا باغ فردوس کی کھائینگے
تری مہربانی مین کچھ شک نہین ۔ قلق سے زبان بند اینک نہین
ابھی مان لیتا مین کہنا ترا ۔ نہوتا اگر شاق رہنا ترا
کوئی ایسی تدبیر بتلائے تو ۔ کہ قید ستمگر سے چھٹ جائے تو
کہا رو کے اوس ماہ پیکر نے کیا ۔ بتاؤن مین تدبیر دفع بلا
کہ ہے بات یہ دور امکان سے ۔ کہین دیو مرتا ہے انسان سے
قوی تر ہر اک رو سے ہوتا ہے یہ ۔ فقط زہر جادو سے ہوتا ہے یہ
اوسے مارنا سخت دشوار ہے ۔ کہ پیک اجل خود وہ خونخوار ہے
وہ بیگانہ بکری سے گرگ لعین ۔ ہرن شیر کو مار سکتا نہین
مگر ہان جو زنبور اک نیش دار ۔ بھرا جسمین ہو سر بسر زہر مار
پکڑ کر اوسے ہاتھ سے بےخطر ۔ کرے شہد مین تر مع بال و پر
دم دم کشتی ناک مین چھوڑ دے ۔ سر مدعی نیش سے توڑ دے
جہان گرمی سم کرے گی اثر ۔ پگھل جائے گا شمع سان مغز سر
جو چھینک آگئی موت سے بچ گیا ۔ قیامت کی آفت کرے گا بپا
نہ چھینکے تو اوسیدم نکل جائے گا ۔ جو آگے پڑے گا وہ جل جائے گا

خدا کے لیے جان اپنی نہ کھو | ابھی زندگانی سے بیدل نہو
ہوا ہو کے اوڑ جا ابھی تک ہے خیر | فراغت سے کر باغ عالم کی سیر
اگر مارنا اوسکا منظور ہے | اندھیری ہے شب چاندنی دور ہے
شب غم کی شامت ہی اوسپر سوار | کئی دن سے سوتا ہے بے اختیار
پہونچ جا دھوین کی طرح وقت شام | کہ ہو کام اوس روسیہ کا تمام
تجھے کچھ نہ پہونچے گا اوس سے ضرر | وہ خود ہو رہا ہے چراغ سحر
جہان چھوڑ دیگا اوسے ناگہان | حرارت سے ہوجایگا منہ دھوان
یہ تدبیر خالی نہین جایگی | تماشائے نمرود دکھلائیگی
ترے دست ہمت سے بیشک خدا | کرے گا اوسے پائمال جفا
پلا آج ساقی مجھے وہ شراب | بڑھے جسکی مستی مین زور شباب
کرون ناک مین دیو ہلہل کا دم | سر شام دکھلاؤن راہ عدم

جانا وزیر کا دلیری سے خوابگاہ ہلہل مین اور مار ڈالنا اوسکا نیش زنبور سے ایک پل مین

وزیر خردمند عالی دماغ | یہ سنتے ہی خوش ہو گیا باغ باغ
پسند آئی تدبیر اوسکی کمال | کہ بیشک کرونگا اوسے پائمال
مٹا کر زمانے سے بنیاد کین | بناؤنگا پیوند خاک زمین
کمان کیانی نہ تیر و تفنگ | نہ شمشیر بران نہ گرز و خدنگ
نہ نیزہ نہ برچھی نہ نوک سنان | نہ گولی نہ بارود آتش فشان
نہ نشتر نہ شکن کار و برق دم | نہ سامان جنگی نشان و علم

نہ زنجیر آہن نہ دار و رسن　　نہ جوشن نہ مغفر پناہ بدن
نہ خنجر نہ جمدھر نہ تیغ و تبر　　چلا جانب روسیہ بے سپر
گیا جب سر دیو پر ناگہان　　بنا بید لرزان و سرو روان
بھلا خوف کھاتا نہ کیون دیکھکر　　وہ دیو جفاکار تھا یہ بشر
وہ شیر زیان یہ غزال ختن　　وہ پیل گران تن یہ نازک بدن
دم آتشین پھونکتا تھا جہان　　تب گرم سے سوکھہ جاتی تھی جان
دھوان دھار اٹھتی تھی آندھی سیاہ　　پہونچتی تھی گردون تلک گرد راہ
جہان کھینچ لیتا تھا نیچے کو دم　　ٹھہرتی تھی آکر درون شکم
بدلتا تھا جسوقت کروٹ کہین　　دہل کر سسکتی تھی گاو زمین
عجب زشت پیکر تھا وہ پرستم　　کہ وقت رقم کانپتا ہے قلم
نمایان تھی چہرے سے خرطوم فیل　　اوڑاتا تھا گردون پہ گرد سبیل
سیہ گوش بدچشم و دندان دراز　　وہان زبون تھا دہان گراز
گوزن کہن سے کہین نوکدار　　غضبناک ماتھے پہ شاخین تھین چار
ہر اک موی تن تھا وبال نگاہ　　کلان بدنما مثل خرس سیاہ
غضب ناخن دست خونریز تھے　　کہین ناخن شیر سے تیز تھے
لہو کیطرح دونون آنکھین تھین لال　　سیہ تیلیون کے تھے تل خال خال
درخت تناور تھا وہ بد ثمر　　کہ تھے دست و پا شاخ و بیخ شجر
فلک سے تھا ہمدوش قد بلند　　گران کوہ الوند سے تھا دوچند
طمع سے نہ کی جو بدی پر نظر　　خدا کا تھا سایہ پری زاد پر

لذیذ و حلوا تھی وہ نازنین — دہن مین تھی شیرینیِ انگبین
لب شکر افشان یہ از قند تھی — رطب سے مٹھائی مین وہ چڑھی
مذاق زبان تھی نبات دہن — غذای دل و جان تھا سیب ذقن
تعجب ہی کیونکر یہ کا بد نہاد — کہ حلوی پہ دیتی ہین جی دیوزاد
دہل تو گئی پہلی ہیبت سے جان — کہ یہ تھا ہرن وہ تھا شیر ژیان
زبر دست دشمن سے ڈرتی ہین جب — کنارہ و سر دست کرتی ہین سب
سنبھل کر پھر القصہ مانند شیر — گیا بر سر گرگ خونین دلیر
شکاری نے سمجھا ہی کب وہ شکار — قضا سر پہ ہوتی ہے جسکی سوار
دم خواب وہ فتنۂ تیز دم — لگا بھرنے جب سانس سی پھر شکم
اوسی وقت زنبور کو بے خطر — دیا ناک مین چھوڑ مثل شرر
دماغ ستمگار مین بر ملا — پہونچتے ہی کی اوسنے آفت بپا
یہ دی زہر سے نیش عقرب کی مار — کہ گھبرا گیا صاف وہ نابکار
اوٹھی کاسہ سر مین آگ اسقدر — توے کی طرح ہو گیا گرم تر
لگا اوٹھنے مغز سر جوش سے — بہا چربی شمع سان گوش سے
سو لگنے لگی آتش دیگدان — کیا گرمی زہر نے منہ دھوان
یہ سوز درونی ہوا شعلہ زن — بنا آب گرما پسینے سے تن
نہی بینی زشت سوزان تنور — ہوا نار دوزخ کا ہر سو ظہور
یہ در پردہ کی اوسنے نشتر زنی — کہ پہونچی اوسے نوبت جان کنی
کئی دن سے تھا بسکہ یہ مست خواب — یکایک جو پہونچا درونی عذاب

او سما صورت شیر خونخوار پھر ہوا فتنۂ خفتہ بیدار پھر
لگا دینے آزار عاندار کو نہ چھوڑا کسی کژدم مار کو
ہزاروں شجر جڑ سے ڈالی اوکھاڑ ہوا او امن دشت ودوتا او جاڑ
زمین کھوتا تھا دکھاتا تھا زور مچاتا تھا صور قیامت کا شور
اوڑائی شرارت سے کچھ دیر گرد ہوئی آخرش آتش ظلم سرد
بدن سے لگی آنے مردے کی بو لیا چوس شیر اجل نے لہو
زمین پر گرا سرنگون ناگہان بنا سنگ مرمر کا کوہ گران
تپ مرگ سے بن گیا مردہ فیل بہا دیدۂ تر سے دریای نیل
بنا جب خدنگ اجل کا ہدف ہوئی کلفت سرزمین برطرف
نکل آیا گوشے سے وہ نوجوان جھکا سجدۂ حق مین مثل کمان
بولا کر پریزاد کو روبرو کہا ای دلارام فرخندہ خو
مبارک مبارک وہ پیل دمان ہوا سوی قعر جہنم روان
مین جاتا ہون اب شاہزادی کی پاس کہ غیبت مین میرے وہ ہوگا اداس
ابھی لیکے ساتھ اپنے آتا ہون مین خدا پر تجھے چھوڑے جاتا ہون مین
یہ کہہ کر گیا شاد خندان وہان جہان جلوہ گر تھا وہ شاہ جہان
سنائی خبر پہلے یہ سرسری کہ ہے خانۂ دیو مین یک پری
چراغ شبستان مہ آسمان جہان گیر خورشید نور جہان
دلارام گلفام رنگین کلام چمن وتمن بو پریزاد نام
بدن حور کا صورت انسان کی ہے زمرد پری باغ رضوان کی ہے

پری کر سکے اوس سے کیا ہمسری
وہ دلبند زہرہ ہے یا مشتری

وہان گرچہ ہے کثرت خار زار
نہ غنچہ نہ گل ہے نہ باد بہار

نہ نسرین نہ جوہی نہ نازک بدن
نہ سنبل نہ داؤدی و نسترن

نہ سوسن نہ نرگس نہ سرو سہی
نہ شبو نہ ریحان نہ سیب و بہی

مگر اوس چمن سے وہ ہے گل زمین
نمایان ہے کیفیت یاسمین

وہ بلقیس پیکر سلیمان پسند
اوٹھاتی تھی دیو لعین کا گزند

نہ گر وہ پنہان ہو چہرے کی آب
وگرنہ تھی آئینۂ لاجواب

خفا اوس سے شاید ہو چرخ کہن
گہن سے ہو خورشید کاہیدہ تن

نہین کان مین اوسکے چھالی مگر
برستا ہے خوبی سے آب گہر

نہ بالے نہ پتے نہ جھمکے نہ پھول
حقیقت مین تھا انکا ہونا فضول

کہ خوبی سے ہے گل سے بہتر کہین
کسیطرح محتاج زیور نہین

کئی دن ہو ذرہ کو اقبال سے
چھوڑایا اوسے مین نے جنجال سے

گیا بوجھ گاؤ زمین کا اوتر
سبک کر گیا سب کو وہ گور خر

یہ کی خضرت خضر نے یاوری
جو ہاتھ آ گئی وہ زمرد پری

رخ نور افشان سے ہنگام شام
کرے گی اندھیرے مین مشعل کا کام

شہنشاہ اب مثل باد شمال
چلین اور کرین سیر باغ جمال

بیان کر کے وصفت پریزاد جب
کہا قتل دیو لعین کا سبب

ہوا خوش شہ عالم آرا و چند
یہ سمجھا کہ یاور ہے بخت بلند

پکڑ کر پھر اوس نیک اختر کا ہاتھ
چلا دیکھنے کو رفیقونکے ساتھ

ملا جا کے پہلے پریزاد سے | کہ یا لاتھی قامت مین شمشاد سے
اوسے ساتھہ لیکر گیا پھر اودہر | پڑا تھا جہان ظالم خستہ سر
تنہا گرچہ مطلق گمان زیان | سراسر تھا بیجان وہ کوہ گران
مگر دیکھہ کر سب اوسے کھو گئی | تب خوف سے نیمجان ہو گئی
پلا ساقیا روح پرور شراب | کہ آباد ہو وسے گا شہر خراب
مسیحا مری حق مین بنجای تو | مزہ زندگانی کا دکھلاے تو

پہونچنا شاہزادی کا مسکن پریزاد مین دشت پر خطر سے اور چلا آنا مینو چہر کا مددگاری پیر خجستہ سیر سے

گیا جب عدم کو وہ شیر زیان | ہوئی بیخطر خاطر تشنہ ہان
بسا دشت سارا ددودام سے | لگا سونے خرگوش آرام سے
پلنگون سے سب آہوان خطا | لگے چوکڑی بھرنے پھر جابجا
کھلی راہ بن مین چراگاہ کی | بن آئی بز و بیش و روباہ کی
جو تھی صورت مردہ افسردہ تر | نئے سر سے پھر جی اوٹھے گورخر
ہزبرونکے مسکن شبستان ہوئی | نئے سر سے آباد میدان ہوئی
سر و ست پائی جو گینڈونکی ڈہال | بسے جھاڑیون مین گوزن و شغال
پہاڑون سے ہاتھی کی غول آگئی | گھٹا کی طرح ہرطرف چھاگئی
جہان رہ نوردون کی تھی راہ بند | اوٹھاتی تھے بیطاقتی سے گزند
خوشی سے وہان آنی جانی لگے | جرس قافلون مین بجانی لگے
ہزارون نئے یوسف آئی نظر | دل و جان یعقوب و نور بصر

پریزاد کو ساتھ لے کے بہم ۔۔۔ چلے سب جوانان عالی ہمم
پھرے جب بہت صورت گرد باد ۔۔۔ نظر آیا اک شہر مینو سواد
ہزارون مکان مثل ملک فرنگ ۔۔۔ سنے تھے سر راہ پاکیزہ رنگ
عجب خوشنما صحن بازار تھا ۔۔۔ کہ خوبی سے رشک چمن زار تھا
دکانین تھین کان جواہر تمام ۔۔۔ زر و لعل و یاقوت سے لالہ فام
مگر گم تھا نظرون سے مثل پری ۔۔۔ نشان فروشندہ و مشتری
پریشان تھے سب یہ ہو نقد و سیم ۔۔۔ سرشک یتیمان تھے در یتیم
خرابی سے مانند زخم کہن ۔۔۔ لہو رو رہے تھے عقیق یمن
زمرد کے سبزے تھے خار نگاہ ۔۔۔ ٹپکتے تھے نیلم سے آنسو سیاہ
فقط کہربا ہی نہ تھا زرد گون ۔۔۔ تپ غم سے تھا خشک جان کا خون
تباہی برستی تھی پکھراج پر ۔۔۔ زبرجد کی حالت تھی اوس سے بتر
جواہر تھے بے جوہری سب خراب ۔۔۔ نہ موتی نہ ہیرے مین تھی آب و تاب
عجب ہو کا عالم تھا اوس جا وہان ۔۔۔ کہ پیدا نہ تھا آدمی کا نشان
نہ سودے کا چرچا تھا بازار مین ۔۔۔ نہ شور نمک تھا نمکسار مین
دکانون مین تھا گو کہ آثار مصر ۔۔۔ ہر اک سو دو رویہ تھا بازار مصر
ولی رائیگان جنس بازار تھی ۔۔۔ کہ محتاج دست خریدار تھی
گذرتا اگر یوسف کاروان ۔۔۔ نہ ہوتا خریدار کوئی وہان
در رشتہ سستا حد سے زیادہ تباہ ۔۔۔ نہ فریاد رس تھی نہ فریاد خواہ
یہ باجون کی بگڑی تھی نوبت وہان ۔۔۔ کہ تھا سرنگون کوس گردون نشان

نہ بلبل کے گلشن مین تھے چہچہے — نہ کبک خرامان کے تھے قہقہے
ہوئی غرق بحر تحیر کمال — یہ رنگین چمن کیون ہوا پائمال
دلونکو جلاتا ہی حسرت کا داغ — کیا کس نے اس شہر کا گل چراغ
کہان چل بسے باغبان باغ کی — جو گلبن نشیمن ہوے زاغ کے
بہت آکے شہر خموشان مین ہم — پھنسے ہائے کنج زندان مین ہم
نہ کابل نہ ایران توران ہے یہ — پرستان ہی یا ملک دیوان ہے یہ
نہین جن سے گھر بیٹھے بچتی تھی جان — وہ چھوڑینگے کب جیتے جی اب یہان
پھری جب بہت چار سو دربدر — پڑی ایک قصر برین پر نظر
فلک پایہ تھا بس ستون مکان — نمایان تھی کوٹھی سے سیر جہان
وہ مہتابیان خوشنما تھین عجیب — کہ خورشید منزل سی تھین قریب
مگر تھا سراپا اوجاڑ اسقدر — کہ روتے تھے ماتم سے دیوار و در
نمایان تھے آثار شامت تمام — خرابی کا عالم تھا بالاے بام
جھروکھے تھے سب مسکن زاغ و بوم — نحوست کی مہتابیون پر تھی دھوم
محل اپنا پہچان کر وہ نگار — لگی رونے بے ساختہ زار زار
شہ نوجوان دیکھکر اوسکا حال — ہوا درد خاطر سے مضطر کمال
کہ کیونکہ ہوئی یہ پری دردمند — جو رفعت مین ہی بیتونسے دوچند
درون سے عیان غم کے آثار ہین — خس و خار چوکھٹ پہ انبار ہین
ہر اک برج اسکا ہی برج حمل — فلک سے تھا احتمال خلل
ستم ہی بنا کر بگاڑا اسے — بیابان سے بدتر اوجاڑا اسے

الٰہی مرا دو کہ بھولائیگا کون
یہ اوجڑا ہوا گھر بسائے گا کون

نہ نسرین نہ نرگس نہ نازک بدن
نہ سنبل نہ سوسن نہ گل پیرہن

جلا کر جو کو سمجھے یہ رنگین کنول
دکھائین گے لطف چمن برمحل

کہان سے نظر آیا پھر گھر مجھے
کیا درد مین اور شش و رنج سے

فلک کاش مجکو نہ لاتا یہان
جو لاتا نظر مین نہ پاتا مکان

کہان ایسی قسمت جو پھر پی کرے
سنون نغمۂ بربط و چنگ و نے

خواصون کے ہاتھون مین ہو پیر آبگینہ
پھرون مثل کبک دری ساتھہ تحفہ

چراغون سے روشن ہون مہتابیان
بنے رشک خورشید منزل مکان

بڑھے شمع سے فرش قالین کی آب
بنی چاندنی چادر ماہتاب

وہی دھوم ہو پھر در قصر پر
بجے نوبت عیش آٹھون پہر

صدا کوس کی جائے گردون تلک
دہل جائے دون دون ہی کاخ فلک

چمن مین نئے باغبان یک قلم
پھرین آکے پھر نونہالون کا دم

سر دست لاؤن مین کیونکہ یقین
کہ آتا ہے پھر وقت رفتہ نہین

نصیبونکا اب جاگنا ہے محال
یہ باتین ہین سب اپنی خواب و خیال

جلانا ہے مردے کا دشوار سخت
کہین سبز ہوتے ہین سوکھے درخت

مسیحا سی جاتا مرا درد دل
سو وہ چرخ چارم پہ ہے مستقل

جب اسطرح غم سے وہ رشک قمر
بنی شمع گریان در قصر پر

تلاطم ہوا چشم پر آب مین
لگے ڈوبنے غم کے سیلاب مین

او سیدم شہنشاہ گردون سریر
ہوا ورت ناخدا دستگیر

پکڑ کر رہِ غمگساری سے ہاتھ — چلا اور جانب رفیقوں کے ساتھ

در آیا پھر اک قصر زیر نگاہ — جہان تخت شاہی کا تھا جلوہ گاہ

جواہر مین سر تا بپا غرق تھا — بیاضِ سحر مطلعِ شرق تھا

یہ رفعت سی ہوتا تھا اوسکی عیان — زمین پر بھی ہے کرسیِ آسمان

پڑا اوس پہ تھا اک جوان مردہ تن — ستمدیدہ دستِ چرخِ کہن

بدن گو تھا پژمردہ سر تا بپا — ولی بر مین تھی پرنیانی قبا

عقیق یمن لو لوے آبدار — چمکتے تھے بازو پہ خورشید وار

سب انداز شاہی کے تھی جلوہ گر — فقط تاج زرین نہ تھا فرق پر

کلاہِ گدا گرد خواری سے تھا — نہ رنگ بے آبداری سے تھا

وہین کا تھا وہ شاہ والا حشم — سر تاجداران ملکِ عجم

اوسی کی تھی بیگم یہ زہرہ جبین — سر بزم معشوقۂ نازنین

وہ لاشا جوان تخت پر دیکھکر — لگی پیٹنے اور ماتم سے سر

ترقی پہ سوز و فغان ہو گیا — عزا خانہ سارا مکان ہو گیا

ہوئی چشم روزن سے آنسو روان — ٹپکنے لگے ابر سی سایبان

سر نعش پر رکھ کے سر دمبدم — یہ کرتی تھی رو رو بیان الم

مین روتی ہون کیسی گھڑی شمع وار — ذرا اٹھو جاگو مرے شہریار

تمہین پر تھی زیبا جہان پروری — کریگا مری کون جان پروری

بس اب سو چکے رخ ادھر کیجیے — مری بیکسی پر نظر کیجیے

کبھی ایسی سونے کی عادت نہ تھی — نظر بند چشم مروت نہ تھی

مجھے بیچ رہا ہے گیا وقت خواب
اوٹھو پھر گلے سے لگاؤ مجھے
بھری منہ مین ہے آپکی کیا نبات
اکیلا مرا جی اندھیرا ہے گھر
کہ جب خواب مین بیخبر پائینگے
کہیں ہاتھہ چرخِ ستمگار کے
کہ توڑین مرے ہاتھہ کی چوڑیان
فقط جنکی بجلی سے تھی آب و تاب
مجھے بالے ین سے تھیں مطبوع جان
تڑپتا ہے دل مچھلیون کے بغیر
گلابی مرا افشان میری کرتیان
ہوئین ہاتھ نامحرمون کو نصیب
جواہر سے لے نئی شان کے
ملا تا تھا ناہ جھالے سے آنکھہ
مرا طوق تھا ہالۂ آفتاب
کہان کھو گئی ہاتھہ کی آرسی
مرصع تھین میری جہانگیریان
پری بند و تعویذ و جوشن تمام
پری کی طرح گم ہوا اونکا نشان

کھڑا ہے وہ رشاہ پر آفتاب
بہت رو چکی ہون ہنسا ؤ مجھے
جو کھاکر نہین مجھسے کرتے ہو بات
پلنگون پہ کیونکر کرون گی بسر
پلنگونکی صورت چبا جائینگے
تھکین پاؤن اس گرم رفتار کے
مٹایا جہان گیریون کا نشان
ہوئی میری پوشاک ساری خراب
کہان کھو گئین کان کی بالیان
کہ حاصل تھی برقِ درخشان کی تاب
جو تھین دیدۂ بدگمان سے نہان
مزے لوٹتے ہونگے گھر مین رقیب
مہیا تھے کانون مین ہر کانکے
جھمکتی تھی بجلی کی بالی سے آنکھہ
ستارون سے بالا تھی جگنو کی تاب
کہ منہ دیکھنے کو ترستا ہے جی
طرحدار مرغوب نورِ جہان
بچاتے تھے آسیب سے جو مدام
ہوے جلوہ دست و بازو کہان

او ٹھائیں جب آہیں دم سرد سے — کہا شہ نے پیر جہان گرد سے
کہ پھر غداب کرم کی نظر — تن مردہ پر آب حیوا نسے کر
پریشان ہے دل گریۂ ماہ سے — چھوڑا دے اسے درد جانکاہ سے
پڑا ہے جو یہ نونہال چمن — تن افسردہ مانند نخل کہن
مزہ ہو اگر تازگی پائے پھر — ہرا آبحیوان سے ہوجائے پھر
نہال چمن جیسے نئے سرسے ہو — گل اشرفی جامۂ زر سے ہو
یہ سنتے ہی وہ خضر عیسیٰ خصال — ہوا مہربان عاطفت سے کمال
دیا جیسے پانی بدن پر چھڑک — وہ بوسیدہ سر جی اوٹھا یک بیک
ہوا زندہ لیکن نتھا ہوش تن — کہ جیون چوکڑی بھولتا ہے ہرن
لگا سوچنے دل مین یون باربار — یہ ہین کون قزاق بیگانہ وار
مگر ہین یہ طرار رہزن بڑے — جو ہین قصر شاہی کے اندر کھڑے
ہوا کے ادہر آتے اوڑتی تھی ہوش — ہو آئے تو لب دم چورائے خموش
محل تھی مرے بے ستون سے بلند — نہ بیم رسن ہے نہ خوف کمند
تعجب ہے کیونکر یہان آگئے — کہان نردبان برین پا گئے
مرے در کے دربان تھے وا حشم — تھے دیدبے مین سکندر سے کم
کئی دن کی جاگی تھی کیا سو گئے — یہ غفلت کہ سب بیخبر ہو گئے
مکان تھا مرا آفتون سے بری — نہ تھا جن کا قبضہ نہ دخل پری
درآئی درون محل کسطرح — ہوئین مشکلین انکی حل کسطرح
کمند ہوا کسطرح ہو گئے — رسا نارسا کس طرح ہوگئے

الٰہی ہوا کیا مرا تخت و تاج
بدن زرد غم سے گھٹا کس طرح
پراگندہ زلفِ مسلسل ہے کیون
سبکدوش بارگران سے تھا مین
مشیرون سے خالی ہے کیون انجمن
گئی فوج و لشکر کے افسر کہان
نہ آواز نوبت نہ بانگ جرس
نہ ارکان دولت نہ سامان جاہ
دیا کسنے چوب گران کا گزند
موذن گئے مسجدون کے کہان
چھری پھر گئی یک بیک سب پہ کیا
قدم باز گھوڑے مرے کیا ہوے
سمندان خوش رنگ چابک سوار
قوی دست و پا شیر نر کیا ہوے
عجب کارخانے کا بگڑا ہے رنگ
مرے ہاتھیون کو بنا کر گھٹا
کہ شوکت سے تھے مثل کوہِ متین
خوش انداز طاوس زرین لگا
کہان پاے شہباز و شاہین سکے پر

مرا حال کیونکر پریشان ہے آج
بڑھے ناخن دست و پا کس طرح
شکن سے ہر اک بال مین بل ہے کیون
بری ہر گز نہ جہان سے تھا مین
اندھیرا ہے گھر گل ہے شمع لگن
نشان و علم کا ہے گم نہ نشان
نہ فریاد دربان نہ شور عسس
نہ ماہی مراتب نہ فوج و سپاہ
کہ ہے طبل جنگی کی آواز بند
اذان ہے نہ مرغ سحر کا فغان
کہ یہ وقت اللہ و اکبر کا تھا
کہ ہر مثل صرصر سبک پا ہوے
ہوئی کس طرح اشتر بیمہار
ہرن کرگدن گورخر کیا ہوے
پلنگون سے خالی پڑے ہین پلنگ
اوڑا لیگئی کیا فلک پر ہوا
گران میخ دامان روے زمین
خرامان تھے چار و طرف کبک نار
گئے اوڑ کے مانند عنقا کدھر

چمن ہو گئی یک بیک کیون اوجاڑ ‌ نہ سہدی نہ سنبل نہ بیلے کی جھاڑ
نہ نرگس نہ ریحان نہ جوہی کی بیل ‌ گئی باغبان کیا لگانے کو بھول
زمین پر مرا گھر تھا برج قمر ‌ ستارونکی پڑتی تھی جسپر نظر
جلا سے چمکتا تھا آئینہ وار ‌ نہ تھا نام کو بھی کہیں جا غبار
کنول جھاڑ فانوس سے سب مکان ‌ منور تھا مانند قصر جہان
یکایک ہوا ہائی کیا انقلاب ‌ دہ مومین کی طرح ہین جو تھی آب و تاب
ہوئی پست کوٹھین کی تعمیر کیون ‌ کمان ہو گئی جھک کے قصر تیر گون
درون پر پڑا انبار خاک زمین ‌ چھپے ہین تہ گرد نقش و نگین
چھتون سے برستی ہے خاک ستم ‌ کھلا ہے ہر اک جا پہ باب الم
بنے تھے اثاثہ کہ دن کر شمے چار سو ‌ زمین پر تھی قصر ارم ہو بہو
بچھی تھی مصفا تھی چاندنی ‌ جھلک جس سے تھی چاندکی چاندنی
ہوا ہو گئی شیر قالین کدھر ‌ کہ آتی نہین نقش پا بھی نظر
نہالی نہ توشک ہے زیب پلنگ ‌ تہ گرد ہے چادر گل کا رنگ
مسہری چھپر کھٹ کے گدے تمام ‌ کنارون پہ تھا ٹانکے سوزن کا کام
کہان چھپ گئے تار نظر ہو گئے ‌ مرے بخت بیدار کیا سو گئے
جگہ تھی جہان شیشہ و جام کی ‌ نحوست ہے جغد بد انجام کی
غضب ہے کہ قصر اوسکا مسکن ہوا ‌ بجائی ہما سایہ افگن ہوا
نہ ارباب محفل نہ ساز سرود ‌ نہ قلقل نہ شیشہ نہ جام بلور
بھری تھے صبوحی سے جام و سبو ‌ ہوئی کیون تہی ہو کے بے آبرو

بیٹھی مے نے پائے کہان بال و پر
کیا دختر رز کو شاید حلال
برابر محرم سے تھا تاک مین
وہ گلرنگ انگور کی جان تھی
گل سرخ سے تھی کہین خوب تر
بطونکو بناتی تھی سرخاب پر
روان بخش تھا اوس سے شیشونکا م
فلاطون صفت وہ گل شرمگین
فقط چاندنی کے سوا ایک بیک
نکالے نہ منزل پری پر کبھی
سدا قید شیشے کے اندر رہی
نہ بدظن نہ بدخو نہ تھی خنگ جو
خمون مین وہ پھرتی تھی آٹھو پہر
صراحی کی گردن مروڑی کہان
نہ کشتی کو صرصر کا جھونکا دیا
نہ شیشے کو پتھر پہ پٹکا کبھی
رہی ظرف شکنی سے ہر وقت دور
وہ شیرین صفت خوش سرانجام تھی
ملاتی تھی جب مہ جبینونسے لب

گئی اوڑ کے مثل کبوتر کدھر
کہ تھا محتسب اوسکا دشمن کمال
عجب کیا جو پھینکا ہو خاشاک مین
بلند اوسکی ہر پھول سے شان تھی
سراسر تھی خون کبوتر مین تر
کھلاتی تھی ہونٹھونسے عناب تر
تھی قم سے آواز قلقل کی کم
ہمیشہ رہی شرم سے خم نشین
نکلتی نہ تھی دھوپ مین بے دھڑک
گئی اوڑ کے خم سے نہ باہر کبھی
مصیبت قفس کی برابر سہی
کہان اوسنے توڑے ہین جام و سبو
جو کم ظرف ہوتی تو دیتی ضرر
گلابی سر بزم توڑی کہان
نہ کاٹا چھری سے کدو کا گلا
نہ بوتل نہ کنٹر کو توڑا کبھی
کہان کردئے چور جام بلور
سدا عہد خسرو سی نیکونام تھی
چمک اوڑ اوٹھتی تھی بزم طرب

جماتی تھی محفل مین رنگ نعم
بڑھاتی تھی عشرت گھٹاتی تھی غم

ترقی پکڑتے تھے سب اگ رنگ
خوش آتی تھی مستون کو آواز چنگ

کیا اوسکو رندون نے بدنام مفت
ہوے بدگمان اہل اسلام مفت

جو در پردہ سے لے کی رشتے مدام
کبھی زاہدون پر نہوتی حرام

حقیقت مین کرتے تھے بدمستیان
نہین سوجھتا تھا کہ ہم ہین کہان

زمین پر ہین یا آسمان پر ہین ہم
تہ خاک یا لا مکان پر ہین ہم

نہ مسجد نہ کعبے سے رکھتے تھے کام
سوئے میکدہ پھیرتے تھے سلام

اگر پاس حرمت کا رکھتے خیال
ہر اک قوم کے واسطے تھی حلال

جھجھکتی نہ شیخ و برہمن کبھی
کراہت سے دھوتی نہ دامن کبھی

سدا منہ لگاتے صفائی سے روز
اوڑاتے مزے آشنائی سے روز

پری سے تھی وہ مجکو بس دلپذیر
مین شیشے مین رکھتا تھا اسکو اسیر

کہ ہمچشم صہبا پرستان نہ ہو
سر بزم ہمدوش مستان نہ ہو

نہ چھیڑے اوسے بے محابا کوئی
لگائے نہ دامن مین دھبا کوئی

نہ نادان لڑکپن سے بیہوش ہے
جوانی مین اب بر سر جوش ہے

نہ لگجاے حرمت مین بٹہ کہین
خیال اوسکو کھوٹے کھرے کا نہین

کہین نہ زرگرون کو نہ دے منہ بھری
بگڑتی ہے ٹانکے سے چاندی کھری

سیاہی کی سونے پہ تہمت ہو کیون
کسوٹی پہ گھسنے کی نوبت ہو کیون

سیہ رنگ کیون سرخ کندن بنے
گھٹائی سے بدروپ آہن بنے

مرے درد دل کی تھی میٹھی دوا
کہ تلخی تھی اسکی بہت خوش مزا

کہاں پاؤں جو منہ لگاؤں ابھی | عروس شب فتنہ پاؤں اوسی
رہوں صبح تک شوق سے لب بلب | کروں دلکو ہمدوش عیش و طرب
ازل سے جہاں میں ہے توقیر مے | ہر اک شے سے بہتر ہے تاثیر مے
نہیں نقص اسمیں کسی رو سے سے | فزوں نفع میں نوشدارو سے ہے
مٹاتی ہے دم میں شکست جگر | کہیں مومیائی سے ہے خوبتر
بہر کیف پینے میں ہے خوشگوار | جو نقصان سو فایدے ہیں ہزار
ہوا جب پریزاد پر یہ عیان | کہ ہے سخت حیرت میں ائینہ سان
شتابی لبوں سے قدم چوم کر | کہا ای مرے شاہ عالی گہر
کروں گر خرابی یہاں کی بیان | تو ہوں گے ملول اور شاہ جہان
کہ اک دیو بد خصلت و زشت فام | جفا کار خونخوار ملہل تھا نام
سر شام مانند دود سیاہ | در آیا دھواں بنکی روزن کی راہ
کیا اسقدر رعد سان شور و شر | کہ شق ہوگئے سب مکانونکی در
یہ ناخن سے کی اوس نے آفت بپا | ہوئے شیر نر درد میں مبتلا
نہ ہاتھی بچے اور نہ گھوڑے بچے | گئے بھاگ کوسوں جو تھوڑے بچے
پلنگوں کی جان اوس سے گھبرا گئی | تن گور پر مردنی چھا گئی
پڑے تھے جو بے بس کٹہرونمیں شیر | ہوئے خود بخود مر کے مٹی کے ڈھیر
لگا مارنے سبکو جو بے خطا | غزالوں نے لی راہ دشت خطا
شغالوں کے طوطے اڑے ہوش کے | اوٹھے کان وحشت سے خرگوش کے
ہوئی گور کی سب سے مٹی خراب | فشار لحد کے اوٹھائے عذاب

جو چیتوں کی ہوتی ہو پتلی کمر — پلنگوں پہ سوتی تھے آٹھو پہر
ملی بھاگنے کی نہ مہلت اونہیں — ہوئی اور بھی سب سے ذلت اونہیں
چھپے غار مین اپنے اژدرے — تہ سنگ مرمر کے بیدم سے بنے
غضب کی تھی چارو طرف اسکی بار — گئے دشمنی بھول طاؤس و مار
گیا آسمان پر جو شور و خروش — اوڑے جرہ و باز و شاہین کے ہوش
کیا طایران ہوا پر عمل — گئی جان زاغ و زغن کی نکل
گرجتا تھا مانند رعد اسقدر — سرافیل تھے دم بخود چرخ پر
فلک پر پریشان ثوابت تھے سب — قیامت کے آثار ثابت تھے سب
کمال اوسکی زورون پہ تھی مشتری — بدن پر تھی خورشید کی تھرتھری
یہ تھا خوف سے حال مریخ بریان — لرزتی ہو جیسون زلزلے سے زمین
اوٹھاتا تھا جسدم صدا وہ بلند — پہونچتا تھا برج حمل تک گزند
یہان تک تھے محلون کی دیوار و در — خلل آگیا سب گئے آثار پر
ہوئے آستان بوس دیوار و بام — کلس گر پڑے گنبدون کے تمام
چھتون پر ہوا بار کوہ گران — ہوئی جھک کے شہتیر چوب کمان
مکانون مین وسدن تھی بجلی پڑی — کہ تھی ہر گھڑی پر مصیبت کڑی
اوٹھا غل جو زنجیر کا ناگہان — ہوئین چور کھٹکے سے سب جوڑیان
یہ صدمے مین سب مبتلا ہو گئے — کہ چوکھٹ سے بازو جدا ہو گئے
ہر اک در پہ تھی آفت رستخیز — مچاتے تھے اوتر نگ شور بریز
ہوئے بے نشان سیکڑون شہ نشین — جو باقی ہین تھوڑے وہ ہین بے مکین

گئی ٹوٹ دیوار و در کی کمر ستون بن گئے جھک کی محراب پر
وہ دن تھا غضب رنج و آفت کا دن مصیبت صعوبت قیامت کا دن
ہوئی شہر مین ابتری اسقدر کہ سب ہو گئے گھر سے زیر و زبر
بچے جو وہ باہر روان ہو گئے در و بست خالی مکان ہو گئے
گئے بھاگ شمشیرزن پہلوان جما فوج مین ابتری کا نشان
جماعت جدا ہو گئی فرد فرد ہوئی چھوٹ کر جابجا ہی جو پیر کی گرد
پڑی ہار کی کار جو بے سبب ہوا رنگ بدرنگ لشکر کا سب
ہوئی فوج کے لوگ بیدل بہت پلٹنا تھا پانسے کا مشکل بہت
ہزاروں سپہدار شمشیرزن کماندار جرار ناوک فگن
دلیر و غا ترک روم و خطا سیہ فام زنگی قوی دست و پا
غزال ختن کرگدن شیر نر سیہ گوش گرگ کہن گور خر
ہوئی اوس پلنگ نر مانسی ہلاک بنے مردہ در گور سب زیر خاک
نہ چھوڑا کہین لونڈیوں کا پتا غلاموں کو پیسا بہ رنگ حنا
نہ نسرین کو چھوڑا نہ شمشاد کو نہ نازک بدن کو نہ فولاد کو
شہ نو کو بھی مرنے کے جانی گزند دکھایا تھا جنت کا قصر بلند
رہا بچ نہ کوئی مرا سرپرست جدا ہو گئے یار و پا و دست
اوٹھا کر مجھے مثل گل ہاتھ پر اوڑا لیگیا قصر سے بے خطر
دیا دو برس مجکو رنج عظیم فقط حافظ جان تھا رب کریم
کہون کیا جو مجھ پر مصیبت ہی ہی شب غم کی ہر وقت شامت ہی ہی

ہزاروں ہی صدمے جگر پر دیے | ترستی رہی آب و نان کے لیے
نہ خود گندم و جو سے رکھتا تھا کام | نہ مجھکو دکھاتا تھا ارو سے طعام
فقط گھاس دیتا تھا کھانے کو روز | ترستی تھی ایک ایک دانے کو روز
سدا بے شکر شیر مرتی رہی | نمک کے لیے شور کرتی رہی
ہمیشہ رہی مثل شمع لگن | کف دست میدان مین عریان بدن
بجاے سمور و حریر و کتان | سر شاخون سے اوڑھتی آب و کن
جو تھی ننگے پن سے مجھی ننگ و عار | چھپاتی تھی پتون سے جسم نزار
کھڑے ہین جو یہ پنجتن دو بدو | انہین نے بچائی مری آبرو
دکھایا مجھے پھر سواد وطن | بسایا نئے سر سے اوجڑا چمن
مسیحا صفت از رہ التفات | دوبارہ شہنشہ کو دی پھر حیات
دیا تھا مجھے جس نے رنج گران | کیا اوس ستمگر کو بھی بے نشان
جہان جا نہ سکتا تھا کوئی بشر | بشر کیا کہ جلتے تھے پریون کے پر
وہان بس گئے باز و طاؤس و زاغ | درختون پہ رہتے ہین خوش باغ باغ
فرستادۂ خضر ہین لاکلام | کہ پاس انکے ہے آبحیوان کا جام
شتابی سے اوٹھکر قدم لیجیے | کمر بہر تسلیم خم کیجیے
سنی سرگذشت اپنی جسدم تمام | ہوا مینو چہر اونکا دل سے غلام
سمجھکر اونہین عیسی چارہ ساز | بجا لایا آداب عجز و نیاز
لطافت سے وا کر کے درج دہان | ہوا شکر منت سے یون درفشان
کہ ہون گرچہ شاہنشہ نامدار | میرا مصر و کنعان تلک ہی حصار

کرونگا شاہی تمھاری مگر
نہ رکھونگا شاہنشہی پر نظر

پلا کر مجھے آبحیوان کا جام
بنے آپ خضر علیہ السلام

اگر از رہِ التفات و کرم
جمائین یہان کچھ دنون تک قدم

نئے سر سے یہ شہر آباد ہو
جوابِ گلستان شداد ہو

کھڑے ہون مقابل سے سرو بلند
لب جو بنے باغ قیصر پسند

درختون کو لا لا کے سب باغبان
کرین باغ طیار ایسا یہان

کہ ہون قیصر روم و فغفور چین
دل و جان سے اوس باغ کی خوشہ چین

بچھے لطف سبزے کا چار طرف
کرے طعنہ مخمل پہ رنگِ علف

سجے جائین جھاڑون سی سارے مکان
فرح بخش بنجائین سب کوٹھیان

مزہ جشن جم کا بچھے چارسو
بنین رونقِ بزم جام و سبو

گلابی مے سرخ سے ہر زمان
دکھائے بہار گل و ارغوان

پری سرخی گل مے ناب پر
بط مے کرے طعنہ سرخاب پر

لب جو بجے رات دن جل ترنگ
بنے قلقل شیشہ آواز چنگ

مزہ دختر رز کا ہر سو رہے
رواں کشتئ مے لب جو رہے

وہ بے ڈر و ہو کنڈون مین شراب
کہ ہو جام مے ساغر آفتاب

غرض اب کئی عیش و عشرت مین رات
دوبارہ مجھے دی خدا نے حیات

رہی شام سے صبح تک دھوم و دھام
نہ بے شمع سان کوئی روزی کا نام

جو تھی شاہزادے کی ہمت بلند
ازل سی تھا فرزانہ و ہوشمند

کیا تھوڑے عرصے مین وہ انتظام
کہ حاضر ہوئے آکے سب خاص و عام

ملا بے نشانوں کا دم میں نشان | پھر ہرے علم کے ہوئے پھر عیان
دیا پھر خدا نے وہی اوج موج | ہوئی جمع پھر موج در موج فوج
نئے سر سے آباد گھر ہو گئے | چراغوں سے برج قمر ہو گئے
پڑی تھی جو خاموش شمع لگن | زبان بن گئی پھر سر انجمن
بدستور سابق در شاہ پر | لگی بجنے پھر نوبت آٹھوں پہر
پلا ساقیا مجکو صہبای عیش | کہ آئے نظر ہر جگہہ جای عیش
کروں مستی مے میں سیر دیار | سنوں جا کے کیفیت شہریار

مستعد ہونا پریزاد کا واسطے تلاش مہربانو کو اور بیان کرنا راگ راگنی کا واسطے دل جیسی شاہزادے کے

کروں کیا بیان شاہزادے کا حال | گذرتا تھا جو اوس پہ رنج و ملال
مہیا تھا ہرچند ساز سرور | مے و شیشہ و نقل جام بلور
مغنی خوش آہنگ شیریں دہن | پری چہرہ دلبند شکر شکن
قبائے زرافشاں کلاہ بلند | سر پر روان فیل و تازی سمند
شکر شیر حلوا غذائے لطیف | طعام ہنیں میوہ ہائے لطیف
خیال صنم تھا جو پیش نظر | نہ ہوتا تھا مایل کسی چیز پر
رہے شاد بے بادہ میخوار کب | خوشی آئی شب ماہ دیدار کب
کسیکو نہ سیب زنخ کی ہو چاہ | یہ ہے چاہ بابل خدا کی پناہ
پڑا آسیب بے آب ہے یہ کوان | بنے کس لیے یوسف کاروان
کبھی مثل ہاروت مائل نہ ہو | کوئی قید سے چاہ بابل نہ ہو

غم عشق ہے وہ محیط بلا
ہزارون گئے اسمین ڈوب آشنا

جنون بحر مواج ہے بیکنار
عرب سے عجم تک ہی جسکا حصار

بساط زمین پر ہے پھیلا ہوا
اوچھلتا نہین اسکا ڈوبا ہوا

مصیبت نل و قیس و فرہاد کی
بجا ہے دلیل اسکے بیداد کی

پریزاد جو ازرہ دلبری
بجا تی تھی رسم وفا پروری

ہوئی باادب شہ سے یون گلفشان
کہ غمگین ہے کیون خاطر دشمنان

دیا طبع نازک کو کس نے ملال
جو زلف پریشان کا ہی رنج جال

اگر پاؤن سوز درون سے خبر
کرون دفع مین پیروی سر بسر

دوا سے ہی ممکن کہ ہوجای کم
زبان بند رکھنے سے بڑھتا ہی غم

کہا شاہزادے نے کہ ای غمگسار
سناؤن اگر اپنا احوال زار

قلق سے بہت درد ہوگا تجھے
بڑھیگا اسی دم سے کھٹکا تجھے

مرے زخم خندان کا وہ رنگ ہی
کہ ہردم مری عاقبت تنگ ہی

شب و روز ہنستا ہے روتا نہین
رفو تار سوزن سے ہوتا نہین

پھپھولون مین دانی ہین انگور کی
نمایان ہین آثار ناسور کے

مگر تو جو ہمدرد و غمخوار ہے
بیان سے نہین مجکو انکار ہے

کہ اک دن وطن مین لب جویبار
سر شام مین کھیلتا تھا شکار

اوسی وقت بالاسے آب روان
ہوئی ناگہان ایک کشتی عیان

سوار اوس پہ تھی ایک زہرہ جبین
صفائی سے تھا جسکے منہ شرمگین

سہی سرو باغ جوانی تھی وہ
گل گلشن زندگانی تھی وہ

اکیلی تھی کشتی یہ بے ناخدا خدا جانے تھا اسمین اسرار کیا
مگر بحر عصمت کی تھی وہ گہر چراتی تھی نا آشنا سے نظر
دکھا کر مجھے لطف چاہِ ذقن گئی تشنہ لب چھوڑ وہ گلبدن
لگاتی جو کاش اور تیر نگاہ نہ کرتا کبھی اوسکے پانی کی چاہ
گئی دن لب آب مرتا رہا دم سرد سے آہ بھرتا رہا
نہ آئی پھر آب روان پر نظر خدا جانے تھی کس صدف کی گہر
عداوت سے دیکھین یہ پیر فلک جھکاتا ہے گھر گھر کوین کب تلک
پریزاد نے سنکے سارا بیان ہوئی پھر لب آتر سے یون گلفشان
خیالِ غم دلربا چھوڑئے جنون سے نہ بیہودہ دل توڑئے
چھلاوے یہ دنیا دل اچھا نہین کہ چھپتا ہے انسان کو ہر کہین
پری پر کوئی دل نہ صدقے کرے جو دیتا ہو جی آدمی پر مرے
عبث اوسکے پیچھے پھرو گے ہلاک ہوا نبکی گلشن کی چھانو گے خاک
بدل ڈالیے یہ فقیرانہ بھیس سنا کیجیے پیچ تلانہ دیس
نہ پڑیے ابھی ایسے کھٹراگ مین تپ برق ہی عشق کی لاگ مین
غضب جان گداز کھیل الفت کا ہے برا روگ یارا محبت کا ہے
بسر کیجیے خیریت سے یہین وفادار ہوتی ہین پریان نہین
ہوا کو ہے مٹھی مین لانا محال اوڑا دیجیے دل سے انکا خیال
پری سے کی الفت ستاتی ہے دل بڑھاتی ہے کلفت گھٹاتی ہے دل
جو چھہ راگ چھتیس ہین راگنی خوشی سے یہ کہتی ہین ولکو غنی

اگر انکا چہ چار ہی خوب ہے — کشش راگ کی سب کو مرغوب ہے

بیان راگ و راگنی

سنو حال کو من آج اور سیکھ راگ — سری راگ ہنڈول بھیرون بہاگ
جو دیپک کا ہے چار ہی شام سے — سحر تک گئے رات آرام سے
اوٹھے لطف سارنگ کا دن ہی میں — الاپیں وہ جنکے سمجے ہون گلے
بجائیں مغنی خوش آہنگ چنگ — جمی سندہ سارنگ میں بسی کا رنگ
بسنت او پنچم سے ہون جو خبر — رہیں جلوہ تیں اونکی پیش نظر
گویون کا کم ہو نہ ڈر سے جو ہم — رہے گور گندہار سون کی دھوم
کدارا کی دہن سب سنایا کریں — للت پوربی توڑ سے گایا کریں
اوٹھائیں یہ محفل میں نگ ترنگ — کہ چھا جاے مدہمات سوہا کا رنگ
سدا چھیڑ کر کھمری استاوری — گلے سے بجایا کریں بانسری
شب مہ میں شیریں لب خوش نوا — سنایا کریں مارہوا پوربا
کوئی گوند اہین سنایا کرے — کوئی گوجری گوری گایا کرے
کوئی گاے سنگیت کلیان بہاگ — کوئی گاے کھماج وھوریہ سبھاگ
کوئی گاے ناگیسری کا نہرا — کہ محفل بنے ساری اندر سبھا
عجب راگنی اک ہی رشک پری — وہنا جسکے آگے ہے ہیچ پڑی
اس انداز سے اور ہی دوسری — کہ پہلے سے ہے رام اوسکے آگے کلی
اسیطرح ہے تیسری خوش جمال — کلی جسکے پیچھے ہے پیکی ہے بال
زبانی کروں منہ سے کب تک ادا — کہ ہیں بہار جو انکے ہے بے انتہا

غرض وہ لکھوریکھے خوشی سے بحال | سنا کیجیے ہر وقت بیٹھے خیال
شب و روز محفل مین اہل سخن | غزلخوان رہین مثل مرغ چمن
عجب جان فزا ہے سرور نغم | کہ دم مین بھولاتی ہے برسونکا غم
کبھی محفل عیش برہم نہو | گل و مل سے خالی کوئی دم نہو
رہین رونق آرا وہ رنگین عذار | دکھائین جو باغ ارم کی بہار
چمن سے وسمن بو گل اندام ہون | طرح دار رنگین دلارام ہون
خوش آہنگ باجے بجایا کرین | دلاویز نغمے سنایا کرین
لب آبجو صبح تک شام سے | اوٹھے موج گل شیشہ و جام سے
چلی ایسی کثرت سے ہر دم شراب | کہ لبریز ہووی سے جام حباب
سر بزم ہر دم صغیر و کبیر | ملین چہرۂ گلرخان پر عبیر
زمین سے ہوا پر اوڑائین گلال | کہ ہو روہی چرخ سیہ فام لال
چلین رنگ کی ایسی پچکاریان | کہ رنگ شفق ہو زمین پر عیان
تن لالہ رو ہون پہ لیل و نہار | پڑے ہی قمقمونکی سر بزم مار
دم صبح سے بس یہی دھن رہے | کہ ہر ماہ ہولی سے پھاگن رہے
دیا ہے دل شہ پہ جس گل نے داغ | لگاؤنگی اوسکا ارم تک سراغ
ابھی سے غلامان شاہ زمن | بنین کیون سفر مین غریب الوطن
یہ سمجھا کے اوٹھی وہ ماہ تمام | خبر سب سے کر دی یہ مشہور عام
کہ ہے کس صدف کی وہ یکتا گہر | جو کرتی ہے دریا پہ تنہا سفر
پری خلق کی آشنائی سو ہے | نرالا چلن سب خدائی سو ہے

سر شام سے یاریِ ناخدا — اوڑاتی ہے ٹھنڈی ہوا کا مزا
لب گنگ مثل بنارس جہان — ملے شہر ہمرنگ باغ جنان
وہین ہوگا اوس گلبدن کا وطن — کہ پھولون کا ہوتا ہے مسکن چمن
لگا لاے جو اس پتے سے خبر — کرون گی اوسے صاحب مال و زر
پلا ساقیا وہ مے آتشین — جو ہو دارو ے درد جانِ حزین
اوڑون اوسکی مستی مین مثل ہوا — لگا لاؤن رشکِ چمن کا پتا

جانا پیرزن کا بپیروی پریزادِ سیمین حسن آبادمین اور پتا پانا مہر بانو کا زن گلفروش سے اور ملنا خلخال زرین نگار معشوقہ کی شاہزادے کو شکم ماہی مین

ملی بعد مدت کی اک پیرزن — جہان گرد سیاح دورِ زمن
نظر باز چون شیشۂ دوربین — خدنگ کمان سیر بازِ زمین
سبک رو سبک خیز چابک روان — تگِ اسپ رہوار گردہ روان
غزال سبک گام دشتِ خطا — سمند قدم بازِ بادِ صبا
کشایش دہِ غنچۂ تنگ دل — شگفتہ کن خاطر مضمحل
ہواے سبک خیز برق طپان — سحابِ فلک سیر آبِ روان
خرد مند خوش طبع دانش پسند — برآرندۂ حاجت مستمند
دواے تپ دق علاجِ درون — طبیب دوا ساز دردِ جنون
غذاے جگر قوت جان حزین — دلارام ہمدرد خلوت گزین
شفا بخش بیمار چشم صنم — سرور غم آلودگانِ ستم

وفادار غمخوار غم دیدگان
تشفی دہ جان رنجیدگان

انیس شب ہجر عاشق نواز
ہوا خواہ جان جہان چارہ ساز

رفیق ستمدیدگان زمن
شفیق گرفتار رنج و محن

عصائے زمان دستگیر جہان
پر بے پران قوت ناتوان

رفو ساز و مرہم نہ زخم دل
تسلی دہ خاطر مضمحل

سبک رو تھی جو مثل مرغ گمان
پہونچتی تھی کوسون برنگ خیال

پریزاد سے لیکے زاد سفر
بنی پھر گلگشت باد سحر

لب بحر سنتی تھی کشور جہان
پہونچتی تھی مانند آب روان

کوئی شہر آباد روئے زمین
بچا ڈھونڈھنے سے نہ اوسکی کہین

دیار عرب سے عجم تک گئی
صبا بن کے باغ ارم تک گئی

تلاشی کو ملتی ہے دنیا کی شے
مثل ہے کہ جوئندہ یابندہ ہے

پھری جب بہت مثل گرد روان
کسی کاروان سے ملا یہ نشان

کہ اک شہر ہے حسن آباد نام
جہان رشک یوسف ہین لاکھون جوان

لب بحر خوبون سے آباد ہے
جواب ارم رشک نوشاد ہے

جہازون کا ہے جا بجا یہ ہجوم
خجل جس سے ہے ساحل بحر روم

بتان فرنگ اونپہ ہین جلوہ گر
جو کرتے ہین پانی مین پیدا شرر

تفنگون سے مانند برق طپان
نہنگون پہ رہتی ہین آتش فشان

یہودی مجوسی نصارا انام
جہازون پہ ہین جلوہ آرا تمام

عیان ساحل آب دریا ہی وہ
بنارس لب گنگ گویا ہی وہ

حقیقت مین وہ شہر مینو سواد | ارم ہے جو خوشتر تھا آباد و شاد
پہونچ کر بزنگ صبا جا بجا | لگی ڈھونڈہنے اپنے گل کا پتا
بنی جب نسیم سحر چار سو | کھلی آخر اک روز اوس گل کی بو
کہ ہے برج شاہی مین اک رشک ماہ | درخشندہ خورشید انجم نگاہ
حسین نیرہ وش مہربانو ہے نام | پری رو فریب دل خاص و عام
سر شام دریا پہ مثل حباب | سبک سیر رہتی ہے بالاے آب
چلاتی ہے بجرے کو بے ناخدا | کسی سے وہ ہوتی نہین آشنا
تلاطم سے موجون کے ڈرتی نہین | لب آب دم بھر ٹھہرتی نہین
سدا منزلون مثل آب روان | پہونچتی ہے یکدم مین بر بادبان
جو نکلی تھی سیر چمن کے لیے | بنی مالن اوس گلبدن کے لیے
بنی پھول لالا کے شام و سحر | لگی بیچنے چوک مین بیٹھ کر
تر و تازہ کیا کیا ہمیشہ بہار | بناتی تھی بیلے چنبیلی کے ہار
کہ دیتے تھے کلیون پہ جی مشتری | ہوا ہر سمجھتے تھے سب جوہری
جمائی تھی پھولونکی جس جا دوکان | قریب اوسکے رہتا تھا اک باغبان
قد و قامت اوسکا تھا سرو بلند | کہ تھا باغ شاہی کا وہ نخلبند
حسین اوسکی عورت کہین اوس سی تھی | در باغ رضوان کی سورج مکھی
جہان پھول چننے کو جاتی تھی وہ | سر گل چمن مین جھکاتی تھی وہ
ہمیشہ اوسی ربط گلشن سی تھا | ہر اک پھول سے البتہ وابستہ تھا
غلام اوسکے سرو گلستان تھے سب | ہوا خواہ صد برگ ریحان تھے سب

حقیقت مین تھی سب سے وہ سرفراز
کہ رکھتی تھی مجنون سے حال نیاز

بٹھاکر سدا مہربانو کو یار
بڑھاتی تھی چہرے کی دونی بہار

ہوئی اوس سے مصروف ربط اسقدر
کہ پیدا کیا لطف شیر و شکر

سدا اپنی باتون سے رکھتی تھی شاد
کھلاتی تھی مصری برائے مراد

کسی دم نہ رہتی تھی باتون سے بند
دہان و زبان سے اوگلتی تھی قند

وہ رنگین کہانی سناتی تھی وہ
زنِ باغبان پھول جاتی تھی وہ

بندھا خوب جب آشنائی کا ڈھنگ
جمایا پھر اس طرز سے اپنا رنگ

کہ اے مہربان چارہ ساز زمن
شفیق انیس و غریب الوطن

برستا ہے برسون سے ابر بہار
ہرے ہوگئے سیکڑون کشت زار

مرا نخل امید زیر فلک
نہ پھولا پھلا مرو سان اب تلک

تو رنگ رنگ پھولونکے ہار
بناتی ہون مین بیش قیمت ہزار

کہان تک بکین روز کھاتی ہون غم
دکانین بہت ہین خریدار کم

ملادے اگر مہربانو سے تو
گھٹے فکر سودا بڑھے آبرو

زن باغبان تھی جو برسونکی یار
ہوئی گلفشان جب بصد انکسار

اوسی دم گئی ساتھ لیکر وہان
جہان جلوہ گر تھی وہ جان جہان

کیا بے خلش اپنا مقصد حصول
چنے باغ معنی کے آنکھون سے پھول

بڑھی دیر تک مثل ابر بہار
اوڑاتی رہی لطف روے نگار

ہوئی پھر محل سے یکایک روان
ہوا بن گئی سوئی شاہ جوان

کئی دن مین جب مثل باد سحر
نہی جاکے وہ قاصد خوش خبر

ہوا اس قدر مائل اضطراب کہ صبر و سکون کر گئے پا تراب
اوسی وقت سے تھا خیال سفر کمر بند سے کس چکا تھا کمر
سمند ہوا دار تھا زیر ران رکابون مین پا ہاتھ مین تھی عنان
کھڑی تھی پریزاد پیش نگاہ ہوئی یون بطرز وفا عذر خواہ
سفر کے لیے آج اچھا نہین قمر برج عقرب مین ہے جا نشین
زحل سے نہ ثابت ہے یاری گری نہ زہرہ موافق ہے نے مشتری
نظر آئی جس دم بیاض سحر چھپے چشم مردم سے نور قمر
سوے غرب مانند مہر منیر چلین شرق سے شاہ گردون سریر
ٹھہر جائیے اب نہ گھبرائیے یہین آج دل اپنا بہلائیے
لب جو ہین مچھلیون کے کباب چلے شام سے دس بجے تک شراب
ہوا باہم ایسا عقل عدا اوسے ہوا خوش کلام پریزاد سے
اوسی وقت دریا پہ بہر شکار گیا اسپ گلگون پہ ہو کر سوار
خدا مہربان تھا جو اوس ماہ پر ہوا ایک مچھلی کا اوسی گذر
شناوری مین تھی کوہ سے ہمشکوہ گرانی سے جسکے دہلتے تھے کوہ
نہنگون کا کرتی تھی دل بیقرار مگر سوس سب اوس سے کھاتی تھی خار
پکڑنا تھا دشوار اوسکا مگر قضا آئی تھی پھنس گئی دوڑ کر
لکھا تھا جو قسمت مین ہونا ہلاک کیا جیسے طباخ نے پیٹ چاک
نکل آئی اک اوسمین خلخال زر جواہر سے تابندہ مثل قمر
نگینے اوسکے دیتے تھے انجم کو داغ جڑے تھے کئی گوہر شب چراغ

دو بالا تھی بجلی سی بھی آب و تاب　　مگر برج ماہی کی تھی آفتاب
جو خوبی مین تھی نادر روزگار　　ہوا غرق حیرت سے شہ نامدار
بولا کہ اوسی پیرزن کو وہین　　کہا دیکھ تو اسکے لعل و نگین
یہ خلخال ہے کس دلارام کی　　نشانی ہے کس نازک اندام کی
جواہر ہر اک اسکا نایاب ہے　　یہ وہ غور سے ہم نور مہتاب ہے
یہ سنتے ہی خوش ہو گئی پیرزال　　لگی کہنے شہ سے کہ اے نیک فال
خوشی سے منائیں شہنشاہ عید　　یہ خلخال روشن ہے ماہ سعید
بس اب یوسفِ کاروان ہو چلے　　سوئے مصر گرد روان ہو چلے
شگونِ نکو رہبر راہ ہے　　مددگار بخت شہنشاہ ہے
غلامون پہ ہے فضل رب العباد　　ثمر لائیگا جلد نخل مراد
پلا مجکو ساقی مئے پرتگال　　کہ ہے شہر جانان کا مجکو خیال
فلک سیر ایسی ہو جو پیڑ تک　　دکھائے مزہ حسن آباد تک

پہونچنا شاہزادے کا ساتھ اون چارون رفیقون کے حسن آباد مین اور بھیجنا پیر مرد کو واسطے پیام شادی کیطرف خضر علیہ السلام

موذنون نے دی جب اذان سحر　　بجا صبحدم کا جہان مین گجر
زبان سے ہوئین بلبلین گلفشان　　شکرخا چمن سے ہوئین طوطیان
اوٹھا چار سو شور مرغ سحر　　بجے کاروان مین درای سفر
صبا نے کیا خندۂ گل پسند　　ہوئی آنکھ شبنم کی رونے سے بند
چھپا عکس خورسی ستارونکا نور　　ہوئی ظلمت شب ما فی سے دور

ہوا دیدہ کبک سی مہ نہان　　گئی چرخ سے رونق کہکشان
ہوا پیرا اوڑی طائرون کی قطار　　کھلے دیدہ باز بہر شکار
جو تھا شوق خاطر سی پا در رکاب　　گجر بجتے ہی شاہ عالی جناب
ہوا سوی ملک صنم باد پا　　چلے جسطرح جانب گل صبا
نہ لشکر نہ افسر نہ خدمتگذار　　فقط پیرزن ساتھی وہ چار یار
مہینون مین آخر بر آئی مراد　　نظر آیا شہر صنم کا سواد
قریب اوسکے اک باغ تھا خوش بہار　　تر و تازہ و طیار با برگ و بار
جہان اور تھے لالہ و یاسمین　　یہ سرو روان بھی ہوا جاگزین
قد خوش نما تھا جو موزون تمام　　ہوی سرو و شمشاد سارے غلام
ہوا اور باد صبا ہو گئی　　فضائے چمن جان فزا ہو گئی
وہان سے اوٹھی پھر ان باد پا　　ہوئی داخل شہر مثل ہوا
جہان چوک مین بچھتی تھی ہاٹ　　جمائی پھر اپنی گلون سی دکان
ہوا اوس سی بازار آیا دپھر　　نیا غیرت باغ شداد پھر
نسیم سحر آنے جانے لگی　　شمیم گل تر سونگھانے لگی
جب آیا قرین موسم نو بہار　　لگا بیچنے ہر طرف لالہ زار
جو تھی اوسکی ہمدم زن باغبان　　کیا جاکے اوس سی پھر اک دن بیان
کہ بانون کے ہاتھون مجھے جسقدر　　ملا تھا بدولت تری مال و زر
وہ سب آج تک صرف مین آگیا　　تماشا ہوائی کا دکھلا گیا
محل تک جو ہو پہنچ رسائی مری　　مٹے روز کی بے نوائی مری

عجب کیا جو سوئے ہی وہ سیم تن / بنائے مجھے پھر نہالِ چمن
بیان اوسکا سنکر زنِ گلفروش / رہی صورتِ غنچہ کچھ دم خموش
کیا پھر یہ افسردگی سے بیان / وہ کیفیت اگلی یہان اب کہان
کئی روز سے بیکلی گل کو ہے / غم تازہ شیون سے بلبل کو ہے
پریشان ہین سب سوری و نسترن / اوداسی سے بن سنکئے ہین چمن
کہ اک روز بجرے پہ وہ گلعذار / سرِ شام ہوتی تھی تنہا سوار
مرصع جواہر سے خلخالِ زر / جو پہنے تھی پاؤن مین وہ سیمبر
خدا جانے اوسدم تھا کیا اضطراب / ہوئی چھوٹ کر یک بیک غرقِ آب
اب اوسدن سے ہوں تنگ تر اسقدر / کہ کرتی نہین سوی دریا نظر
سمجھتی ہے خاک آبرو آب کی / تہِ دل سے دشمن ہے گرداب کی
وہ خلخال کیا تھی کہ تھی روحِ تن / جواہر تھے سب اوسکی کالبد مین
کہین ہالۂ مہ سے بہتر تھی وہ / گہر سے درخشندہ گوہر تھی وہ
جڑے تھے جواہر عجب برق دم / تھا کوئی ڈاک اوسکا ہیرے سے کم
وہ نیلم تھا خوشرنگ زیبِ نگین / کہ تھا چرخِ فیروزہ گون شرمگین
رولاتے تھے خونِ گل کو لعلِ یمن / زمرد کے سبزے تھے رشکِ چمن
جواہر جو تھے اوسمین نایاب تھے / حقیقت مین مہرِ جہان تاب تھے
نتھا اوسکا پیدا کوئی مشتری / تحیر مین قیمت سے تھے جوہری
جو مطبوع تھی بال پن سے اوسے / سمجھتی تھی خوش جان و تن سے اوسے
کمال اوسکے جانے سے ہے پر ملال / کہ عالم مین تھی مثل خود بے مثال

کئی دن سے چپ ہے وہ غنچہ دہن | یہ کیا ذکر منہ سے نکالے سخن
لبوں میں ہی آلودہ گویا نبات | خواصوں سے کرتی نہیں کھلکے بات
ہنسی بھی نہیں ہو غصہ پر بہر نام | تکلم تبسم ہیں دونو حرام
پہنتی ہے بدھی نہ بیلے کے ہار | چنبیلی کی کچھ اون ہی کھاتی ہے خار
نہ رکھتی ہے آئینہ پیش نظر | نہ کرتی ہے آراستہ موئے سر
ہوئی یکقلم ایسی زار و نزار | کہ تحریر سرخی کی ہے ناگوار
کبھی گل تھی افسوس بلبل ہے اب | پریشانی دل سے سنبل ہے اب
غرض بیکلی سے ہے بیدل بہت | حضوری ہے اب وسکی مشکل بہت
جو خلخال ملجائے غم بھول جائے | خوشی سے ابھی مثل گل پھول جائے
خدا جانے وہ نادر روزگار | کہاں ہو تہ قعر گرداب خوار
نگل اوسکو مچھلی گئی یا مگر | کہ غواص سب تھک گئے ڈھونڈ کر
کسی میں نہیں اتنا باقی ہو دم | جو موجوں کی پیہم اوٹھائے ستم
یہ ہمت اٹھا صدمۂ آب سے | نکالے اوسے قعر گرداب سے
اسی سے وہ گل ہمدم درد ہے | برنگ گل اشرفی زرد ہے
کرم شاہ نے مطلق اپنا کرے | وہی چاہے تو اوسکو اچھا کرے
جو تھی پاس اوسکے دوائے مرض | یہ سنکر ہوئی شاد وہ خودغرض
کہ بیشک ہوا فضل پروردگار | یہ خلخال ہے وجہ پابوس یار
پہنچ کر در باغ پر شادمان | کیا از رہ مصلحت یوں بیان
کہ اس باغ سے اب نکلجائیے | ہوا دشت کی کچھ دنوں کھائیے

ہزاروں یہاں آتے جاتے ہیں غیر — عدوے دل و دشمن کار خیر
نہ پہونچے جہاں دخل اغیار کا — کسیطرح کھٹکا نہو غبار کا
وہیں سے کرو تیر تدبیر سر — نشانے کی لیں اوپر اوپر خبر
نہو احتیاج کمان و خدنگ — ظفر یاب ہو جنگ میں بے تفنگ
جو تھی مصلحت اوسکی دانش پسند — ضرر سے عمارت کے بے گزند
اوسیدم اوٹھے سب چمن سے ابھی — بنے ہموطن دشت مین خار سی
نہ کھٹکی ذرا بھی ود و دام سے — لگے رہنے جنگل مین آرام سے
شب و روز کرتے تھے باہم صلاح — کہ دیکھیں کہین جلد روئے فلاح
مہینوں سے پھرتے ہین جنگل مین ہم — اوٹھاتے ہین سب وحشیونکے ستم
زبس عقل و دانش سے تھی بہرہ ور — یہ سوچی ہے آخر کو باہمدگر
کہ ہے ساتھ جو پیر دیرینہ سال — ملک سیرت و مرد فرخ خصال
پہونچ کر یہ بدر حسن ہی پیام — کہو بعد تقدیم رسم سلام
کہ ہر چند مین مرد گمراہ ہون — ولے خادم خضر ذی جاہ ہون
خدا کا کرم مہربانو یہ ہے — علی کی مدد دست و بازو یہ ہے
برسم و رہ خاندان شہان — کسی سے ہے منظور اوسکا قران
ابھی تھوڑے عرصے مین آئیگا وہ — نشانی بھی اک ساتھ لائیگا وہ
رچا ہے خدا نے اوسی گل سی بیاہ — مبارک ہے زہرہ سی پیوند ماہ
جڑاؤ اگر لاکھ ہو آرسی — نہو اوس پہ شیشہ تو کس کام کی
انگوٹھی کی زینت نگینے سے ہے — جدا جیسے سوئی کی مینے سے ہے

شکر سے لذیذ اور موتا ہی شیر ۔ نہو گر نمک بے مزہ ہی پنیر
او اگر کے اس شکل سے گفتگو ۔ رکھی جام آب بقا رو برو
غرض او سکو سمجھا کے وقت پگاہ ۔ روانہ کیا جانب بارگاہ
جہان جلوہ آرا تھا پدر صنم ۔ گیا مثل پیک صبا صبحدم
مکان پر جو ٹھہری تھی باہم صلاح ۔ ادا او سنے کی سب بطرز فلاح
جب آب بقا سامنے رکھہ دیا ۔ لگے کہنے سب مرحبا مرحبا
اوسی وقت ارکان شاہ زمن ۔ او ٹھالائے اک ماہی خستہ تن
وہ سوکھی ہوئی تھی کئی ماہ کی ۔ جلی تشنہ کام آتشین چاہ کی
دیا جیسے اوسپر وہ پانی چھڑک ۔ او چھلنے لگی فرش پر بیدھڑک
لب تخت اک حوض تھا خوشنما ۔ بھر آب شیرین سے سرتا بپا
جو گرمی سے تھی ہمدم اضطراب ۔ لگی تیرنے جا کے مثل حباب
بڑھی جب نگاہون مین توقیر پیر ۔ جھکے ہر طرف سے امیر و وزیر
ہر اک مثل محتاج امیدوار ۔ رگڑتا تھا سر پاؤن پر بار بار
کوئی بہر زر کوئی بہر سیر ۔ دعا مانگتا تھا قدم چوم کر
بڑی کشمکش مین پڑی اوسکی جان ۔ کہ تھا گرد اوسکے ہجوم جہان
سر شام مغرب کی پڑھ کر نماز ۔ ہوا شہ سے رخصت بعجز و نیاز
خوشی سے پلاسا قیا جام مے ۔ مزہ جسمین دے نغمہ چنگ و نے
قران مہ و مشتری آج ہے ۔ وصال زہرہ و رشک پری آج ہے

جانا وزیر کا واسطے تفویض خلخال کے بارگاہ سلطانی مین

اور منسلک ہونا شاہزادی کا رشتۂ عقد مہر بانو مین

پیام خضر جب ہوا دل نشین
عقیدت سے سب لوگ لائے یقین

ہوا مستعد دل سے پدر صنم
لگے ہونے طیاری جشن جم

جہان پہلے اوترے ہوئے تھے وہین
جمے جا کے پھر صورت یاسمین

گل و لالہ تھے سب وہ انکے عجیب
کہ دربار شاہی سے تھا لب قریب

معطر گلون سے تھا ہر دم دماغ
اودھر قصر شاہی ادھر چارباغ

زمانے کے وان لطف جان تھے سب
فرح بخش خورشید منزل تھی سب

بنے تھے بڑے ایسے ایسے مکان
کہ تھی اندر اس کی رونق وہان

کوئی ایک مانند برج حمل
کھڑے تھے دو رویہ سنہری محل

کوئی چتر منزل سے تھا خوشنما
کوئی دلکشائی سے تھا جانفزا

کمر بستہ انفرح خاطر تھی روز
صبا دلکشائی کو حاضر تھی روز

ہوا خواہ کی طرح اٹھو پہر
ہلاتی تھی باد شمالی چنور

شب و روز کرتا تھا آب روان
عروسان گلشن کی پابوسیان

ہوو بنا کھڑے سرو آزاد تھے
غلامی کو موجود شمشاد تھے

غزلخوان تھی مرغ چمن سیکڑون
سخن سے کھلے تھے دہن سیکڑون

غرض تھا لطف رہنے کا سر تا بپا
جمایا ادھر سے باغ مین بسترا

کئی دن سے جب خوشی ہو زبان
ہوئے پھر بہم اس طرح ہم زبان

کہ کب تک رہینگے یہان غمگین
کرین فکر عقد گل و یاسمین

رزبیر خسرو دوران کا اب کام ہے
کہ وہ زیرک و خوش سرانجام ہے

جلا بخش ہر کارخانے کا ہے — ارسطو فلاطون زمانے کا ہے
دم صبح کل جاکے دربار مین — بیان یون کرو قصہ سے اظہار مین
کہ اک دن تھا دریا پہ شاہ فتن — دمار نهنگان پہ ناوک فگن
نتھا مچھلیونکا اسے کچھ خیال — کہ ہر اونکی گردن ازل سے حلال
مگر تھی یہ ہین خواہش کردگار — یکایک جو چھوڑا مگر کا شکار
تو سیدھا جھکا مچھلیونکی طرف — چلے جسطرح تیر سوئے ہدف
نہ پہونچا کسی جانور کو ضرر — پھنسی دام مین ایک مچھلی مگر
موٹائی مین تھی وہ سمک سی قرین — تھا جسکے سر پر سے بار زمین
بلندی مین تھی نردبان فلک — درازی مین تھی قاف سے قاف تک
زبس سخت تھی آہن و سنگ سے — ازل سے تھی محفوظ جو زنگ سے
نهنگ اوسکی ہیبت سے بیکام تھے — مگر سوس سب لقمۂ کام تھے
نکلتی تھی جان اوس سے گھڑیالکی — شب و روز نوبت تھی جنجال کی
قضا سے جو ہاری ہوئی ہین تمام — ہمیشہ سے ہے دشمن خاص و عام
ہزاردن گل اندام فولاد تن — پڑے ہین گرے زیر چرخ کہن
ازل سے نہ دیکھا تھا جو روی خاک — ہوئی گرمی خور سے دم مین ہلاک
کیا چاک طباخ نے جب شکم — نکل آئی غلطان اک برق دم
درخشندہ گوہر سے مانند ماہ — بیابان سحرگاہ نور نگاہ
پڑی جب یہ شہ کی جو اوسپر نظر — نہایت ہوا شاد وان دیکھکر
یہ چاہا کہ مانند گنج نہان — رکھون اسکو در پردہ مانند جان

صدا دی ملک نے فلک سے وہین — خیانت امانت مین واجب نہین
کہ ہے جو فلان شاہ عالی ظہور — مہ آسمان پایہ یعنے حضور
اوسیکا یہ مال دل افروز ہے — ترے واسطے برق جان سوز ہے
رکھی اس سے بہرہ ہر خاص و عام — کہ پامال کرتا ہے مال حرام
اوسی مال کو اپنے سمجھے حلال — جو پیدا کرے زور بازو سے مال
نہ رکھ اپنے گھر یہ گرانمایہ گنج — برے مال اسکا پائیگا رنج
خدا کے لیے اسکی گرمی سے ڈر — کہ ہمرنگ ہوتا ہے آتش سے زر
نہ کر ایسے گنج گران پر نگاہ — نگہبان ہے اسکا مار سیاہ
بحکم خدا اسکو لاسے ہین ہم — کلیجے سے ابتک لگائے ہین ہم
اگر حکم ہووے کہ چل دین ابھی — ٹھہر کر کہین اور دم لین ابھی
رہائی گرانبار سے پائین ہم — سبکدوش گھر کو چلی جائین ہم
جو تھی مصلحت یہ بہت دل پسند — اوسیدم وہ ذی جاہ ہمت بلند
ہوا وان یہ رونق دہ بار عام — جہان پیش سلطان تھے حاضر تمام
بزرگ وزیران عالی نسب — ادا کی وہ تقریر سب باادب
لیا نام ظلمال کا جس گھڑی — ہوئی بادشہ کو مسرت بڑی
کہا آگے آیا تھا اک مرد پیر — فرستادۂ خضر روشن ضمیر
خبر دی گیا تھا یہی پیشتر — کہ آئے گا اک شاہ فرخ سیر
بہت ذوق خاطر سے لینا اوسے — جلا عقد گوہر سے دینا اوسے
یہان شاہ و سب اہل دربار تھے — کئی دن سے مشتاق دیدار تھے

جو آئے ہیں ساتھ اونکو لوگ آئیے — فرح بخش میں جاکے ٹھہرائیے
گئی اور ہیں کوٹھیاں جانفزا — دلارام موتی محل دلکشا
اوسی جا لب نہر ہیں رشک چمن — مبارک محل اور مچھی بھون
سبھی کوٹھیوں کے ہیں کمرے تمام — جہاں جا ہوا وہ سجا کر مقام
وزیر خسرو مند دانا سے دہر — جو تھا عقل و دانش میں یکتائے دہر
ہوا یوں لب لعل سے دُر فشاں — کہ اے آبرو بخش تاج شہاں
مرا شہ ازل سے ہے پرہیزگار — طریق زناں ہے اوسے ناگوار
اگر آئیں نزدیک عورت پری — ہے اونکی صحبت سے بیشک بری
عجب پارسائی سے ہے نیکنام — سمجھتا ہے سیر گلستاں حرام
کہ انگور ہوتے ہیں اکثر وہاں — نہ ہو دخت رز ٹٹیوں میں نہاں
یہ وہ بیسوا آفت ہوش ہے — کہیں ہو گئی ویسی ہی جوش ہے
جہاں لگ گئی منہ میں جسکے ذرا — شرارت سے کرتی ہے آفت بپا
دلاتے ہیں رغبت عنادل ہزار — سوے گل نہیں دیکھتا زینہار
کہ شبنم سے میل اوسکا ہے سربسر — کروں کس لیے دامن اپنا میں تر
تماشے سے ہے اسقدر عار و ننگ — نہیں دیکھتا خواب میں ناچ رنگ
کسی چیز سے دل لگاتا نہیں — کوئی کھیل دنیا کا بھاتا نہیں
یہاں تک کہ شطرنج سے عار ہے — پیادہ ونکی صحبت سے انکار ہے
جو کھیلیں گے دو ایک پر ہوگا مات — سمجھتا ہے اس کھیل کو واہیات
ہوئی برد بازی تو ملتا ہے کیا — جو زچ ہو گئی قائم رہی کیا مزا

کوئی ذکر کرتا ہے گر رو برو | تو رخ پھیر لیتا ہے وہ نیک خو
لرزتا ہے بازی سے جو سر کے یون | تھی یا کھٹکتا ہے کانٹے سے جیون
دلاویز کھیل اسکا ہے چند ہی | مگر اسکی بھی اوسکو سوگند ہی
جہان صفت جو سر کا مرتا ہے رنگ | تو بد رنگ چہرے کا ہوتا ہے رنگ
بھو عاقل ہین پاس اسکی جاتی نہین | ملامت جوئین کی اوٹھاتی نہین
یہ ظالم وہ ہے نیمچہ رزمگاہ | ہوئی سلطنت نل کی جس سے تباہ
دیا اوسکو پانسے نے ایسا جواب | پھرا صورت نرد گھر گھر خراب
جوئین مین پھنسا جو ہوا پایمال | کہ بارہ اسکی ہوتی ہے میٹھی کمال
کرے عورتون سے وہ کب اختلاط | جو پہنے ہو پیراہن احتیاط
ادا کرکے اس رنگ سے گفتگو | گیا پھر سوے باغ وہ لالہ رو
کیا اپنے شہ کو خوشی سے بحال | کہ آتا ہے نزدیک روز وصال
فلک چرخ زن کامرانی سے ہے | جہان نغمہ خوان شادمانی سے ہے
دف و چنگ کی نوبت آئیگی جلد | نوائے خوشی نے سنائیگی جلد
مہیا ہو سامان عشق و سرور | رہین شاد اب خادمان حضور
خروش آہنگ ہے جو دہن دف و چنگ | بجا چاہتے ہین نہین کچھ درنگ
ادھر وہ گیا خوش شہ نوجوان | لگا ہونے سامان شادی ہان
کھلا ذکر شادی جو دربار مین | ہوا اشتہر سارے بازار مین
خواصین جو تشویش خلخال سے | دمادم تھین ہم نالہ گھڑیال سے
خوشی سے ہوئین ہمدم و ہم رنگ | جمائی گئی شادمانی کا رنگ

جہاں چھنگلی بیٹھی تھی وہ غنچہ لب
اور اسی سے ہمدوش رنج و تعب

ہوئے سب برابر پہنچ کر وہاں
ہوئیں خوش نہ بازی سے یوں گلفشاں

کہ آئے ہیں وہ لوگ جنکے خبر
اور آئی تھی اوس پر پہنچنے پیشتر

شہنشاہ کو دے کے خلخال پا
سدھارے سوے باغ مثل صبا

اوسی دل میں اک ہو رنگین جوان
جمیل و حسین سرو گلرخان

فرنگی سے گورا وہ بالا ہو رنگ
فقط مار گیسو کا کالا ہے رنگ

عیاں رخ سے ہے صنعت کردگار
کہ قرآن کی ہیں صورتیں آشکار

یہ تشبیہ ہے زلف کی کان پر
رکا لا ہے بانبی سے کالی نے سر

بہت تنگ پری شوخ و طناز ہے
ابھی رخ پہ سبزہ کا آغاز ہے

چمن میں ہے ریحان کا ہونا بجا
کہ سبزے سے ہوتی ہے دونی فضا

سر لوح عارض پہ خط غبار
جمائیگا طغرا یہ طغرا بہار

بجا ہے جو تو ام ہو گلزار سے
ضرر گل کو ہوتا نہیں خار سے

تکلم تبسم ہیں دونو عجیب
کہ سنہ دیکھتے ہیں گل و عندلیب

پہونچ کر اسی ذکر میں پیر زن
ہوئی اور بھی جلوہ ساز سخن

کہ نے جو غلان باغ جنت نشان
وہاں ایک اوترا ہے سرو رواں

سہی قد گل اندام غنچہ دہن
سیہ چشم خوش رنگ نازک بدن

جمائی گلستاں میں جب سے قدم
جھکے تو نہالوں کے سر یکقلم

گلابی نما ایسے رنگین ہیں گال
کہ بے رنگ ہے ساری گلشن کا حال

کہیں گل سے بہتر ہو وہ لالہ رو
پسینے میں آتی ہے بیلے کی بو

رونق وہ نہیں دو سکے ہین جابجا
عقیق و یشمین یہ سراپا ہین سب
خواصون نے ڈالا تھا رغبت کا ہو
ہوئی اسطرح خواہش وصل شاہ
یہ ہی حضرت عشق کا انتظام
ہوا گل کو سودا ہی سر سبز چمن
ادہر عالم افروز دارا حشم
ہوا مستعد بہر عقد یہ ہی
دیا حکم لوگون سے سب یکقلم
نقوط تھی اشارے سے کہنے کی دیر
لگنے لگا شمع روشن کا نور
جو روشن فلک پر تھی قندیل ماہ
ہوئی بیسگونی جھاڑ روشن تمام
جلے وہ گر تدار رنگین کنول
زمین پر تنے خیمہ و سایبان
بچھانے لگے فرش مخمل نوانہ
جہا دختر رز کا محفل مین رنگ
دوا ہی دل مردگان مل ہوئی
ہوا کجا تھا سامان عیش و طرب

ز رنگین کے کھیلا ہوئے یار عنار
ستون قصر شاہی کا گویا ہین سب
جہاں اوسکے کہنے سے اور اوس پہ رنگ
کہ ہو جیسے پیاسو کو پانی کی چاہ
بنا ہما شتے کیکک ما دہ تمام
بنی محو پروانہ شمع لگن
سکتہ رتب یعنے پدر چشم
مزہ جسم گیا انجمنگی استری
کرو جلد آرائش جشن جم
ہوا ساز عشرت مکانون مین جہیر
ہوا فرش پر چاندنی کا ظہور
ٹھہرتی نہ تھی نظر فرش پر رنگا دہ
بنا مطلع خاوری ہر مقام
کہ خورشید منزل فرش کا محل
بپا ہو گئی صورت آسمان
دف و رباط بجنے ہوئی نغمہ ساز
لگے بجنے دلکش خوش آہنگ ساز
صدا ہر قسم آواز قلقل ہوئی
صراحی سبو جام بنت العنب

ہوئی خوب جب گرم بزم سرور
ہوا چوبداروں سے حکم حضور

کہ سلطان عالم کو لاؤ ابھی
سر بزم دولہ بناؤ ابھی

سجے رنگ شادی سے انجمن
مقابل قمر سے ہو شمع لگن

موافق ستارے ہیں سب آج کل
ترازو میں ہے یاوری پر زحل

اثر نیک مریخ و زہرہ میں ہے
نیا لطف عقد ثریا میں ہے

بساط فلک پر ہیں سب کامیاب
عطارد و مہ مشتری آفتاب

بحکم شہنشاہ عالی مقام
اوسی وقت ارکان دولت تمام

شہ نوجوان تھا جہاں جلوہ گر
چلے جانب باغ با کر و فر

ہزاروں زرہ پوش چابک سوار
نشان و علم سیکڑوں چوبدار

نقیب خوش الحان شیریں نوا
جلاجل دہل طبل و کوس و درا

سپہدار پارس صفیر فرنگ
امیر عرب سرور روم و زنگ

گروہ ہمہ پہلوان جہان
صف روسیان مرد گیتی ستان

دلاویز قوال طوطی دہن
مغنی خوش آواز شکر شکن

زر افشانیاں پتھر لالہ گون باورن
سراسر مرصع سرور زمن

بہار چمن تخت گلہائے تر
ثمردار مرجان کے رنگین شجر

بنفشہ بدن یاسمن سیمتن
کمر دار سورج مکھی نسترن

سہی سرو صنوبر کنول نلدار
گل و لالہ و ارغوان خوش بہار

چمکنے لگے چاندنی کے جو پھول
گئی کیک مہتاب کی سیر بھول

ہوائی جو لاکھوں چھٹیں گنج وار
دو بالا ہوئی کہکشاں کی بہار

معصفا یہ تھا چاند چرخی کا نور
زمین پر تھا ماہ فلک کا ظہور
کرتدار تھین جو خیان وہ عجیب
کہ تھین مطلع شرق سی بہت قریب
شہ نو کو با صد تجمل تمام
پھرے لیکے تا ورگہ بارعام
بٹھا کے سر انجمن شمع وار
کیا عہد عقد صنم استوار
اوٹھا غلغل تہنیت چار سو
بر آئی دل شاہ کی آرزو
بنی جب عروس مہ آسمان
رخ برق دم سے فروغ جہان
ہوا پھر ستارون کا ثابت ظہور
چمکنے لگا سلک پروین کا نور
جمی چرخ پر کہکشان کی بہار
چراغون سے عالم ہوا لالہ زار
ثمر لایا آخر کو نخل مراد
ہوا لالہ وصل صنم سی شاد
بہم ملگئے زہرہ و مشتری
نگین سے ہوئی زیب انگشتری
پلا ساقیا وہ مے پر سرور
خماری شب غم کی ہو جس سی دور
بہت تنگ ہون چرخ دوار سی
دیا رنج پھر فرقت یار سی

روانہ ہونا شاہزادی کا ساتھ مہربانو کے حسن آباد سی اور لٹ جانا متاع ننگ و ناموس کا اثنای راہ مین دست بردی پیرزال فرستادہ ہشنگ بادشاہ سے

ہوئی جب نگاہون سی اختر نہان
نیا مہر گردون فروغ جہان
گھر اپنے گئے ہی چھوڑ کر لطف خواب
بر آمد ہوا برج سے آفتاب
جو رکھتے تھے خدمت مین حال نیاز
زیارت سے اونکو کیا سرفراز
سحر شام تک بزم مین بیٹھ کر
ہوا منزل مہ مین پھر جلوہ گر

اسی کیفیت سے وہ خورشید جاہ
رہا رونق آرا کئی سال و ماہ

زحل نے کیا آخر اپنا عمل
خرابی سے میزان مین ڈالا خلل

جفا سے بنا عقرب نیش زن
کیا تیغ مریخ لیکر بزن

کہان عیش و عشرت سی تھا ان سبہا
یہ سوجھی یکایک بازی کی چال

کہ اب چلکے دیکھین سواد وطن
ہوا اب چمن تختگاہ فتن

نئے سر سے مانند شمس و قمر
بنون رات دن نور چشم پدر

نسیم سحر خوش نہ کیون گل کو ہو
ہوائے چمن کیون نہ بلبل کو ہو

شہ مصر تھا یوسف ارجمند
گدائی تھی کنعان کی لیکن پسند

ہوا جب خسر سے اجازت طلب
بنے غم سے شمع عزاخانہ سب

عجب تر شرر ہے جدائی کا داغ
جلاتا ہے دلکو برنگ چراغ

ہوئے مبتلائے الم خاص و عام
پیام رحیل ہے جدائی کا نام

غم ہجر نے سبکو مارا نہیت
ستم یہ کسیکو گوارا نہین

رہی پہلے انکار کی التجا
جز اقبال آخر نہ کچھ بن سکا

شہ مصر نے بر رسم جہان
وفور کرم سے برنگ شہان

دیے گنج در گنج زیور نئے
در و لعل و یاقوت و گوہر نئے

زر و سیم مرجان عقیق یمن
گران قیمت الماس و در عدن

قبائی زرآگین کلاہ برین
عبائی بہین جامہ پوستین

سمور و کتان قاقم و پرنیان
حریر و پری شبنم آب روان

اگر عنبر و عود و مشک ختن
عبیر دلاویز و عطر سمن

عماری ہوادار تخت روان — قطار سمندان صف اشتران
کنیزان چینی غلامان زنگ — پری چہرہ خوبان ملک فرنگ
سپر تیر شمشیر ترکش کمان — دہل کوس گھڑیال نوبت نشان
سپید و سیہ فیل گردن بلند — سبک گام شبدیز تازی سمند
طرحدار طاؤس زرین زرنگار — سرور دل و دیدۂ انتظار
تدرو خوش اندام نازک خرام — کبوتر ہما طوطی خوش کلام
دھنور لعل دراج ہدہد لوا — شکر خورہ و بلبل و فاختہ
مگر تیتر پیارہ شاہین و باز — چرغ مور جرا جھگڑ جنبہ باز
ہوا سے پرے پر و بھو نا محل — کئی پاسبان یک جان گھر کی نکل
جھروکھو کے آنکھون سے آنسو بہے — لب بام سے چشمۂ جو بہے
مصیبت سے گیان تھی سب خاص و عام — ہنسی تھی لبون پر نہیں ہر بام
وہ دن تھا نہ رونق قیامت سے کم — ہر اک در پہ تھی شامت شام غم
الٰہی کوئی غم سے حیران نہو — کسیکو تپ درد ہجران نہو
بجز شربت وصل تسکین سے کیا — جو عیسی سے ہو اسکی بہتر دوا
یہ وہ غم ہے جس غم کا پایان نہیں — یہ وہ درد ہے جسکا درمان نہیں
زمین سے نہ اوٹھا کوئی بیٹھ کر — کھڑا تھا جو در پہ [illegible] تھا
[illegible] — [illegible] تماشا کی
[illegible] — [illegible] لگی کوب ہجران تھی سب
[illegible] — [illegible] سے تک سجائی نہین

کہاں سے وہ لائے نیا اور دم ۔ کہ شغل دل خود مٹاتے تھے ہم
فراق صنم میں تھو سب ہر نفس ۔ ہم آواز ناقوس و بانگ جرس
کیا دختر رز نے محفل سے رم ۔ ہوئی دور آنکھوں سے شغل نعم
سرور نظر ساغر پر شراب ۔ بنا سرنگوں ہو کے جام حباب
یہاں غم زدوں کا برا حال تھا ۔ سفر میں وہاں ماہ شوال تھا
جو تھی منزلوں رنج و غم سے بعید ۔ سمجھتے تھے ذی قعد کو ماہ عید
مناتے تھے دنکو جہاں دوپہر ۔ قدمبوس ہوتی تھی باد سحر
سر شام کرتے تھے جا مقام ۔ دکھاتے تھے آبادی رہ تمام
ازل سے جو ہے مہر سے آسمان ۔ پسند اسکو ہے انقلاب جہان
جہاں دیکھتا ہے نیا رنگ و ساز ۔ عداوت سے ہوتا ہے نیرنگ ساز
بدلتا ہے ہر وقت رنگ جہان ۔ کبھی موسم گل کبھی ہے خزان
کیا ہر شہ نامور کو ہلاک ۔ اوڑاتا ہے تخت کیانی پہ خاک
پلایا سکندر کو زہر ممات ۔ نہ پینے دیا اوسکو آب حیات
ہزاروں شہنشاہ دارا حشم ۔ ہوئے جادہ پیما سے ملک عدم
فریدوں فرامرز و کاؤس و جم ۔ مٹے لوح ہستی سے سب یکقلم
نہ مارا قدم راستی سے کہین ۔ نہ چوکا یہ کالا کجی سے کہین
یہ خود کو سمجھتا ہے چکر میں بند ۔ نہیں بیٹھتے تلے اک گھڑی ورنہ
وہ ہو کوں سیارہ و ثابت قدم ۔ ہو رہتا ہے سکن پذیر ایکدم
یہ شعبدہ طنازیوں سے سے باز ۔ نہ آتا نہیں صبح عالم سے باز

پھنسا اسکے پنجے کا چھٹتا نہین — دیا کسکے بازو پہ صدمہ نہین
قیامت ہے کیا کیا حسین مہ جبین — گئے ظلم گردون سے زیر زمین
نہین غم سے ہے جنکے اب تک فراغ — کلیجون پہ ہے ماہ کنعان کا داغ
ہوئے اُس ہلاکو سے سب خستہ جان — پشن گیو سلجوق چینگیز خان
تہِ خاک ہین سیکڑون بادشاہ — جو مشہور ہین جنت آرامگاہ
نہ موت آئی اس پیر بے پیر کو — کیا سفت بدنام تقدیر کو
خدا کی پڑے ایسے کافر پہ مار — کہ مردونکو دیتا ہے تربت مین خار
مٹاتا ہے کچھ دن مین یہ جانستان — کفن کا بدن کا لحد کا نشان
حسین جو پلے ناز و نعمت سے تھے — ہم آغوش خوبی کی دولت سے تھے
ہوئے بے نشان زیر چرخ کہن — نہ خاک تن ہے نہ تار کفن
سر و پا سے وقف زمین ہو گئے — ہزارون مکان بے مکین ہو گئے
کوئی سرزمین اس سے خالی نہین — گئے جس جگہ ہمنے پایا وہین
کسیکو نہ چھوڑے گا یہ بدچلن — وزیر جہان یا ہو شاہ زمن
نہ گورے نہ کالے کا ہی آشنا — سیہ رو کرے اور اسکو خدا
یہان دیکھیے کیا بگاڑا ہے رنگ — کیا کسطرح شاہزادے کو تنگ
سموم خزان کا یہ جھونکا دیا — کہ کمھلا گیا پھول ہنستا ہوا
جو تھا لطف گلشن سے خوش باغباغ — ہوا لالہ سان پھر ہم آغوش داغ
یہ پُرفن پرانا ہے شطرنج باز — نہین چال سے اپنے آتا ہی باز
پسند اسکو رہتی ہے فرزین کی چال — کبھی سے نہ کسکو کیا پایمال

جہان

جہان اسکا محکم پڑا پیل بند
یہ کمبخت بے رحم ہے وہ بدمزاج
کہان اسنے کی فتنہ سازی نہین
کسے رنج نہ اسنے ستم سے کیا
او لٹ کر بساط سرور و نعم
پیادے نہ گھوڑے نہ ہاتھی بچے
وہ صدمہ دیا شاہ کو راہ مین
کیا دم مین لشکر کو سب گرد برد
جو رہزن کمین گاہ مین ہو نہان
کہ یک شہر مین بادشاہ جوان
مگر بندۂ نازنینان تھا وہ
لب شکرین کی تھی لذت پسند
سدا اچھی صورت کو کرتا تھا پیار
زمانے سے اوسکا نرالا تھا عشق
سنا تھا کہین مہربانو کا حال
ثریا لقب مہربانو ہے نام
لب بام ہوتی ہے جب جلوہ گر
قمر داغ کھاتا ہے رخسار سے
جو تھا دانت مدت سے اوسپہ لگا

پیادون سے دیتا ہے شہ کو گزند
ہوا جس سے قائم ستم کا رواج
کہان تمرد کی اسنے بازی نہین
کسے رہزنی سے نہ دھوکھا دیا
گلو پر چھری پھیر دی بیخطر
نہ ہمدم نہ ہمجنس نہ ساتھی بچے
کہ یوسف پہ گذرا نہ تھا چاہ مین
نہ باقی رہا کوئی اہل خبر
مسافر کی کیونکر بچے اوس سے جان
لڑکپن سے تھا فخر شاہنشہان
تدرو رخ مہ جبینان تھا وہ
نہ رکھتا تھا پروا ہی عناب و قند
غلام حسینان تھا محمود وار
جہان مین تھا نامی بنام شنگ
کہ ہے مثل خورشید روشن جمال
شب چاردہ کی ہے ماہ تمام
ستارونکی پڑتی ہے اوسپر نظر
جھکاتا ہے سر کبک رفتار سے
کہ ہاتھ آئے جسدن وہ شیرین لقا

ملا کر لبون سے لب شکرین — اوٹھایا کرون لذت انگبین
جو دیکھا کہ جاتی ہے وہ رشک ماہ — دکھا کر مجھے غم سے روز سیاہ
شب غم کی شامت ستائیگی روز — غم تیرہ بختی دکھائیگی روز
ہون کیونکر سے دست بی اختیار — کرون فکر صید غزال تتار
اس انداز و فطرت سے پھینکون کمند — کہ تسخیر فتراک ہو بے گزند
وہ پھندا لگاؤن گذرگاہ مین — پھنسے جسمین آہوی چین راہ مین
لڑائی مین ہے احتمال خلل — کرون سحر سے اوس پری پر عمل
بڑی دیر تک اسطرح سوچ کر — سراپا عداوت یہ باندھی کمر
فقط لیکے ساتھ اپنے اک پیرزن — بنا اوس پری کے لیے راہزن
وہ بیٹھی چھری سخت جلاد تھی — خدنگ کمان تیغ فولاد تھی
شب و روز پھرتی تھی اس تاک مین — کرون قید آہو کو فتراک مین
سر دست پاؤن جہان اختیار — بنون پنجۂ باز بہر شکار
خطا سے جو توام تھی وہ بد چلن — دم رم تھی پا ہمہ غزال ختن
اوترتا تھا منزل مین لشکر جہان — بھٹکتی تھی مانند گردوان
تلاشی تھی ہر وقت اس بات کی — نکل آئے صورت کوئی گھات کی
دل و جان سے کرتی تھی کوشش مدام — نہ جمتی تھی موقع یہ تدبیر شام
کہ تھے سد باب اوسکی دربان در — نہ پاتی تھی خیمے کے اندر گذر
جہان قصد کرتی تھی جانیکا وہ — سناتی تھی فقرہ بہانے کا وہ
جھجھکتی تھی سب ٹوکتی تھی اونسے — بڑھا کر قدم روکتی تھی اوسے

جو بے دست و پائی سے تھی بے ثبات
گئی روز تنہائی کی داؤ گھات

لگی تھی جو شہ چال کی گھات مین
نہ دل سے مصروف تھی بات مین

سر شام اک دن وہ دود سیاہ
ہوئی یک بیک داخل خیمہ گاہ

نہ تلوار ماری نہ پھینکی کمند
گیا ٹوٹ شطرنج کا پیل بند

کسیکو نہ سوجھی بچانے کی چال
ہوئی ایک ہی گشت سے پائمال

حرارت سے منزل کی گرد حصار
پڑے تھے یہ بیدم پیادے سوار

کہ لیتی نہ تھی منہ سے کھانی کا نام
ترستے تھے دانے کو گھوڑے تمام

غضب تیرہ تر تھی وہ شام فراق
کہ اوس شب ہوا جاگنا سب کو شاق

کھلا تھا برابر در بارگاہ
نہ تھا شیر افگن کوئی سد راہ

بچھا تھا جہان اوس پری کا پلنگ
گئی گریہ رو سیہ بیدرنگ

گھٹا کی طرح روئی پھوٹ کر
ہوئی چادر ماہ پانی مین تر

کہا بے پری سے ہون اے کامران
ترستی ہون بہر آب و دانہ یہان

میسر نہ تھا گوشہ عافیت
رہی عافیت کی سدا خیریت

غم رزق نے مجکو پیسا سدا
کہ گھر گھر پھری صورت آسیا

مقدر تھا جو آب و دانہ یہان
ہوا مہربان مجھ پہ روزی رسان

یہی آرزو ہے کہ اب عمر بھر
نہ جاؤن کہین مین قدم چھوڑ کر

سرافراز خدمت مین ہر دم رہون
حضوری سے بیگم کی بیغم رہون

در ماہ پر جبہہ سائی کرون
تماشائے شان خدائی کرون

رہی جب تلک طاقت دست و پا
ہوئی مین نہ منت کش آسیا

زمین پر نہین پاؤن دھرتی تھی مین بسر اپنی چل پھر کے کرتی تھی مین
ضعیفی نے معذور تر کر دیا بڑھاپے مین بے بال و پر کر دیا
جو کی چاپلوسی بہت بار بار رہی دیر تک بر سان اشکبار
سمجھ کر اوسے آسمانی ہلال ہوئی مہربان مہربانو کمال
وہ کیا جانتی تھی کہ یہ روسیاہ زحل جیسے مجکو کریگی تباہ
شب و روز مانند شمس و قمر پھرائیگی ہر چار سو در بدر
نہ کھٹکی ذرا وہ غزال ختن کہ یہ فتنہ پرور ہے گرگ کہن
خبردار ہے مکر روباہ سے کریگی جدا خرمن ماہ سے
تھی اوس پہ شاہین کی جو نگاہ لگی رہنے بیڈر وہ زاغ سیاہ
ہوا مسکن بوم صحن چمن بنی ہمدم سیہ طوطی زغن
وہ ظالم تھی پوشیدہ تیغ نیام نہان دم سے لیتی تھی خنجر کا کام
ضعیفی سے ظاہر مین تھی ناتوان ولیکن تھی در پردہ نوک سنان
سراپا تھی برچھی کی گویا انی رگ جان پہ کرتی تھی نشتر زنی
غضب کاٹ تھا اوسکی تلوار مین اوڑاتی تھی سر ایک ہی وار مین
ہوئی شاہزادے سے جب ہم نگاہ کہا مہربانو سے کہ اے رشک ماہ
یہ ہے کون بیگانہ زال کہن عدو ہے جوان مادر راہزن
کوئی اسمین خوبی کی خصلت نہین ٹھگنی ہے بوڑھیا یہ عورت نہین
نہین دیکھہ پڑتی ہے غیر اب یہان شرارت کے آثار ہین سب عیان
کہ رنگت ہے زرد اور گیسون مین بال جو آنکھون کو دیکھو تو ازرق کی لال

خم تیغ بران ہی پشت وہ تا
قبا کٹنے سے معلوم ہوتا ہی صاف
کوئی گھر مین دیتا ہے رہزن کو جا
مہر راہ غافل جہان پائیگی
مین اس زن سے بد ظن ہون بیشک کمال
یہ مشہور ساری خدائی مین ہے
محبت سے کالے کے پچھتائیگی
خدا کے لیے زہر میٹھا نہ کھا
غضب تر سے افعی سے بچھو کی مار
کسی روز پیدا کریگی خلل
یہ بوم سیہ تو مبارک ہما
نہ کر خاکساری پہ اسکے خیال
برا ہے خدا کھینچ لے اس سے ہاتھ
کہین خاک مین آگ پنہان نہو
بجھیگی نہ پھر چشمۂ آب سے
سمجھتا ہے جو قول سعدی بجا
سر چشمہ شاید گرفتن بہ میل
نہ کرنا توانی پہ اسکے نظر
ہرن کا ہو دشمن پلنگ زیان

قضا کی نشانی ہے سر تا بپا
یہ ہے خنجر اصفہان خوش غلاف
خوش آمد سماجت پہ اسکی نہ جا
چھری کی طرح کاٹ کر جائیگی
کسی روز پیدا کریگی ملال
ضرر سانپ کی آشنائی مین ہے
شکر چھوڑ کر زہر کیون کھائیگی
نہ کر تلخیے غم سے جی بے مزا
سولاتا ہے وہ یہ رولاتا ہے زار
کہ ہوتا ہے بد دشمن در بغل
نہ جا اسکے سایہ مین بہر خدا
خوشامد ہے دشمن کی کہ دو دلال
کہ باروت و آتش کا بیجا ہے ساتھ
وہ کب کرتب برق سوزان نہو
کوئین سے ہے نہ دریا نہ تالاب سے
وہ کھاتا نہین دشمنون سے دغا
چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل
یہ روباہ ہے مادۂ شیر نر
خطا کھائیگی ایکدن بیگمان

یہ ٹیڑھی کمان ہے نہایت شریر
بنے گی کسی دن کلیجے کا تیر

نصیحت سنو میری نہ کر در گذر
ترے حق مین ہے سدّ باب ضرر

کہ تلخی ہے اسکی بہت سودمند
مزے مین ہے شیر و شکر سے دوچند

خدا کے لیے مان لے میری بات
کھٹائی ہے اسکی جواب نبات

گرادے اسے دم نظر سے اسے
ڈر اشک سان چشم تر سے اسے

جہان صورتِ برف جم جائیگی
یہ ابرِ سیہ آگ برسائیگی

مقدر مین تھی جو تباہی نصیب
بگڑنے کے دن آگئے تھے قریب

نصیحت نہ اوسکو ہوئی کارگر
لگی کہنے ہنسکر کہ اے تاجور

کریگی خطا کیا یہ زال کہن
تن افسردہ و خستہ و پرشکن

نہ بازو مین طاقت نہ ہاتھون مین زور
ضعیفی سے ہے سر بسر پاے مور

گیا سوکھ گرمی سے خون بدن
رگون سے نمایان ہے تارِ کفن

خمیدہ ہے جو پشت خمدار سے
مثال اوسکی بیجا ہے تلوار سے

نہین اس کمان سے ہے خوفِ خدنگ
کہ مارے گا کیا باز پر زاغ چنگ

لڑے گی یہ روباہ کس زور سے
گرے گا نہ پیل دمان مور سے

گرے گی خطا سے یہ کیا مجکو زیر
ہرن سے کہین زیر ہوتا ہی شیر

یہ ہے مرغ بیچارہ بے بال و پر
ستم سے جو اس سے کرون درگذر

جو ظاہر مین وہ خار گلشن بنے
کسی رنگ سے گل کی دشمن بنے

اوجاڑا نہ اوس زاغ کا آشیان
بنایا اوسے بلبل بوستان

ہوئی فارغ البال جب وہ لعین
تگاپو سے سر پر اوٹھا لی زمین

دیا اسطرح عین خدمت پہ دل
بنی سب کی آنکھون مین پتلی کا تل

جو تعلیم پائی تھی جلاد سے
خبردار تھی مکر صیاد سے

سدا گھات مین فتنہ پرداز تھی
نظر صید پر مثل شہباز تھی

کئی ماہ تک بسکہ اہل سپاہ
رہی مثل خورشید سرگرم راہ

بلند ایک دیکھا کہین ٹیکرا
سبا ٹو کی جس مین تھی آب و ہوا

روان ہر طرف چشمۂ آب تھے
بھرے آب شیرین سے تالاب تھے

لب جو ہزارون تھے زیب چمن
بنفشہ سمن سیوتی نسترن

درختون کے میوے تھے سب خوشگوار
بہی سیب و انگور و خرما انار

قطار غزالان چین برق دم
شلنگون سے ہر دم تھی سرگرم

خوش انداز طاؤس رشک پری
خرامان تھے طاؤس و کبک دری

بھرا تھا جو نہرون مین آب صفا
موافق تھی ہر طرح آب و ہوا

حرارت سے تھی تنگ و بیتاب سب
سمندون سے اوترے لب آب سب

کسی نے نہ پھیری وہان سے لگام
پسند آیا ہر شخص کو وہ مقام

نہ اس تہ کو پہونچا کوئی نکتہ دان
کہ تنگی فراخی سے توام ہے یان

زحل ہے کئی ماہ سے ہمرکاب
بنائیگا سب کو گل آفتاب

دم صبح ہونگے پریشان تمام
نہ لشکر رہیگا نہ دربار عام

گل و لالہ پر ابتری آئیگی
سموم خزان باغ مین چھائیگی

جو تھی لائق صید وہ سرزمین
سرور و شفا بخش جان حزین

دم صبح اوٹھ کر شہ نامدار
چلا جانب بحر بہر شکار

کہ خوش صید سے اپنا جی کیجیے — مے لالہ گون باگزک پیجیے

نہ سوچا سر دست یہ زینہار — کہ بن ہی مین بن جاویگا خود شکار

کھڑا ہی عدو بر سر رہزنی — بھلاوے گا سب تیری صید افگنی

لگا دیگا وہ ناوک سینہ دوز — کہ کھٹکے گا ہر دم کلیجے یہ روز

جو صیاد ہوتے ہین مشتاق کار — نہین اون سے بچتا ہی ہرگز شکار

جہان تھا وہ صیاد یعنی شنگ — گئی مثل ہیک صبا بیدرنگ

خزان کا دن آتا ہے اب دیکھیے — بگڑتا ہے رنگ طرب دیکھیے

خوشی سے کہا جاکے ای نوجوان — مہر سروران فخر شاہنشہان

ملیگی نہ ایسی کسی ورگھات — مری بات کا جانیے اب ثبات

نشانے پہ ہے وہ غزال ختا — کرے گا نہ اب تیر میرا خطا

مرے پاس سب ساز طیاری — فقط ایک گھوڑے کی درکار ہی

سرشام قابو مین جب پاؤن گی — ضرور اوس پری کو اوڑا لاؤن گی

اوسے تھی بھلا کب تحمل کی تاب — کئی دن سے بیٹھا تھا پا در رکاب

منگا کر وہین توسن باد پا — اوڑا لیکے ساتھ اپنے مثل ہوا

جہان تھا بپا خیمۂ سیم تن — پہونچ ہی گیا صورت راہزن

ہوا جاگزین گوشۂ تنگ کا — کہ نامرد تھا عرصۂ جنگ کا

بنا اپنے مطلب کو زن راہزن — چھپایا ڈوپٹے سے سارا بدن

کہ خوف بزن تھا گزرگاہ مین — کھڑے تھے بکٹ جا بجا راہ مین

پہاڑون مین تھی جاگنے کی پکار — غضب دون و بک کر رہی تھی سوار

صداے سمندان تھی وہ پرگزند
ہزبرون کا ہوتا تھا پیشاب بند

کھڑے تھے جو پہرے پہ پہرے تمام
گذرتے تھا پیک صبا سست گام

گذرتا تھا بے اذن جو سوے باب
وہ رہتا تھا پہرے پہ پہرون خراب

اگر پاس خیمے کے پاتے اوسے
طنابون کی بندش دکھاتی اوسے

کہ یہ مرد یکتا وہ تھی دس ہزار
جہان سو ہون دوچار کا کیا شمار

سرِ رہ اوسے الغرض چھوڑ کر
گئی پاس بانو کے وہ حیلہ گر

کہا اس گھڑی شاہ عالی تبار
لب آب جو کھیلتے ہین شکار

خوشی سے سب آسودہ و سیر ہین
ہر اک قسم کی مچھلیان ڈھیر ہین

چنی ہے گزک بھن رہی ہین کباب
بھری کنٹراون مین ہے رنگین شراب

چھلکتے ہین ساقی پیالون مین مے
بجاتے ہین مطرب خوش آواز نے

فرح بخش ہے گرچہ بزم سرور
مگر غمکدہ شہ کو ہے بے حضور

حقیقت مین عاشق کو بی روے یار
خوش آتی نہین چاندنی کی بہار

اگر مفت پاے لگاے نہ ہاتھ
مزہ مے کا ہوتا ہے دلبر کے ساتھ

کھڑی تھین بہت وسجگہہ لونڈیان
سمجھہ کر وفادار مجکو وہان

کہا تو ابھی مثل باد صبا
اوڑاتی ہوئی اوس چمن کو لا

تامل کا مجکو تحمل نہین
مین مشتاق ساز تجمل نہین

سبک گام توسن پہ ہو کر سوار
جمال اپنا دکھلاے خورشید وار

نہ محمل نشین ہو نہ ڈالے نقاب
فقط منہ پہ برقع ہو بہر حجاب

وہ کیا جانتی تھی کہ یہ خود غرض
تپ عشق کا پیدا کرے گی مرض

بناسے گی بیمارِ غم سے زار — سہا جائیگا ہڈ یون مین بخار
ہوئی ایسی فطرت سے نیرنگ ساز — کہ گھبرا گئی وہ بت دل نواز
منگا کر سرِ راہ سے بارگی — ہوئی بس سوار اوس پہ یکبارگی
ٹھہر کر نہ لیتی تھی یکدم قرار — سمند ہوا پر تھی گویا سوار
سبک گام تھا آگے آگے عدو — دوان پیچھے جاتی تھی یہ ماہرو
چھپایا وہ پٹے سے منہ اسقدر — کہ دیکھا نہ رخ مہ نے منہ پھیر کر
سرِ راہ دریا ملا اک کہین — بلا سی جہان موج زن سہمگین
کسی جا نتھا گھاٹ بہر عبور — کنارہ تھا پانی کا نظرون سے دور
جہاز اوس طرف سے گذرتے تھے — گرانبار لنگر ٹھہرتے نہ تھے
دریا ڈال گھوڑے کو بیباک جلد — گیا میر بحرِ خطرناک جلد
اوچھلتے تھے گھڑیال ناکے مگر — نہ کھٹکا وہ خودکام مطلق مگر
پری بھی اوسے جان کر شہریار — ہوئی غوطے کھا کھا کے دریا کی پار
نہ سمجھی کہ یہ غول گمراہ ہے — سیہ کار عیار بدخواہ ہے
وہان سے بھی آگے بڑھا وہ شریر — کہ خشکی مین تھی دہشتِ دار و گیر
پکار اٹھی یار کہ اے بادشا — ٹھہر جا لبِ آب دم بھر ذرا
نہایت ہون درماندگی سے مین تنگ — سنا تو ولیکن نہ بولا ہشنگ
نہ پایا جب اوس گبر سے کچھ جواب — ہوئی تب وہ بت مائلِ اضطراب
اوٹھا کر رخِ ماہ وش سے نقاب — ہوئی گرم مین صورت آفتاب
نظر آئی جب شکل نا آشنا — ڈری سخت دل مین وہ نازک ادا

کہ بیشک کوئی چیکا دشمن ہو یہ — سیہ کار عیار رہزن ہے یہ
پری بنکے آیا ہے یا دیو زاد — الٰہی بر آئے نہ اسکی مراد
رہے قید شیشے مین مثل شراب — کہ مستی سے ہی چال اسکی خراب
نشے سے جوانی کے مخمور ہے — مے شوق کا جام معمور ہے
ہوا دل کے خطرے سے جب یہ گمان — تو پوچھا ترا نام کیا اے جوان
خدا کے لیے دے جواب سخن — ترے خوف سے کانپتا ہی بدن
اگر نام اپنا نہ بتلائے گا — مرا دم اسیدم نکل جائے گا
جو دیکھا کہ گھبرا رہی ہی کمال — قمر سے بنا چاہتی ہے ہلال
رعونت سے بولا کہ ای بے نظیر — فروغ جہان رشک بدر منیر
زمین پر مین ہون شاہ انجم سپاہ — مرا تاج زرین ہے رخشندہ ماہ
ستارون مین ہی مہر سب سے بڑا — مرے در پہ رہتا ہے پہرون کھڑا
کرے تو کسی پر بدی کی نظر — مرا رعب چھایا ہے مریخ پر
عطارد زحل زہرہ و مشتری — یہ ہین میرے ہاتھون کی انگشتری
مہ آسمان کی حقیقت ہے کیا — کرے تو نگین کا مرے سامنا
جو جی چاہون کردون مین زیر و زبر — سمجھتا ہون بہرام کو گورخر
پہاڑون سے اونچا ہی چرخ برین — مگر پست ہی میری در سے کہین
ہمایون سے اکبر ہے رتبہ مرا — جہانگیر کا کب تھا یہ مرتبہ
مین ہر چند ہون مالک بحر و بر — نہ پروای گوہر نہ پروای زر
مگر ہون ترا اے مہ نیک نام — ازل سے درم نا خریدہ غلام

کیا تو نے مجکو نہ کیونکر پسند — کہ یوسف سے رتبہ تھا میرا بلند
زلیخا کہ صد آفرین واہ واہ — کیا چاہ کا مول لیکر تباہ
رہی مجسی نا آشنائی تجھے — ذرا بھی مروت نہ آئی تجھے
ترے غم مین شب بھر رہا مین تباہ — کسی دن نہ کی وصل زر کی چاہ
نہ لیتا تھا بستر پہ سونیکا نام — حقیقت مین تھا مجکو سونا حرام
مرے زخم خندان کا دستور تھا — کہ ہر دم طلبگار ناسور تھا
رولا کر جو کرتا تھا تو نمک — بچھاتا تھا چاندنی مین پلنگ
مہینون یہی ظلم ہوتا رہا — کہ ہنستا رہا وہ مین روتا رہا
سکے جب بہت چرب شیرین کلام — گئی سوکھ ڈر سے وہ ماہ تمام
کہ پیدا کھٹائی میٹھائی مین تھی — عداوت کھلی آشنائی مین تھی
کرے اوس حلاوت کی کیون آرزو — پہلے جسکے کھانے سے کام و گلو
خجالت سے کی پہلے کھاکر نہ بات — وہان و زبان مین تھی گویا نبات
یہ سوچی پھر آخر وہ خورشید رو — پھنسیگی نہ سبے مگر اب آبرو
ہوئی قید دست دغل باز مین — پری پھنس گئی پنجۂ باز مین
نہ بازو مین شہپر نہ پاے فرار — مروست جاتا رہا اختیار
گلستان کی فقرے سناؤن اسی — سبق بوستان کا پڑھاؤن اسی
بنام جہان دار جان آفرین — حکیم سخن بر زبان آفرین
زبان شیخ سعدی کی اب تک ہے — کہ ہے نظم و نثر اوسکی لعل و گہر
ظرافت برستی ہے ہر بات سے — بھرے ہون مین اوسکی حکایات سے

کرون ایسی دم دے کے میٹھے کلام | کہ سمجھے یہ کافر مجھے اپنا رام
جو دے دستگر دان پری بال کے پر | ابھی میرا سایہ نہ آئے نظر
کرون کیا کہ بے دست و پا ہو گئی | گرفتارۂ دام بلا ہو گئی
خدا اپنا دکھلائی وہ انتظام | کہ عصمت سے ہو ہر قلم و مین نام
تورع سے مشہور عالم رہون | زمانے مین ہمنام مریم رہون
غرض اس سے ہون اب سخن ساز مین | ہون بلبل باغ شیراز مین
لب سرخ سی گلفشانی کرون | ادا لطف رنگین بیانی کرون
بہت کر کے یون گفتگوے نہان | کیا جذب الفت پھر اپنا عیان
کہ اے عالم افروز انجم خدم | شہ آسمان جاہ دارا حشم
جوانی پہ کیا بالے پن سی مجھے | محبت ہے شاہ زمن سی مجھے
نہ ہوتی مجھے چاہ کیون شاہ کی | کہ توقیر ہے مہر سے ماہ کی
نہ روشن ہو آتش سی جبتک چراغ | سیاہی سے ہو سینۂ نہ کا داغ
بڑھی تاج شاہان سی آب گہر | وگرنہ تھا ایک قطرۂ آب تر
گل سرخ ہو آبروے چمن | نہین گل تو ہے شمع بے انجمن
مجھے تھی زلیخا سی بھی بڑھ کر چاہ | کہ ہین رشک یوسف غلامان شاہ
غلط ہے کہ تھی دشمن کو لگن | مرے حق مین شیرین بنی پیرزن
کہ پہونچا دیا مجکو خسرو کے پاس | کہان تک جدائی مین بنتی اداس
مرقع سے منگوا کے تصویر شاہ | مین رکھتی تھی ہر وقت پیش نگاہ
فقط دیکھنی مین تھی آنکھون سے دور | رہی مثل آئینہ پیش حضور

شب غم میں ہتی تھی بستر پہ تنگ
مرے حق میں تھی چارپائی پلنگ

سگ پاسبان شیر مجھہ پہ تھے سب
نگہبان در مجکو اژدر تھے سب

مرے جیکو آفت تھی ہر آن سے
نکلنے نہ پاتی تھی دالان سے

محل میں تھا تنگی سے رہنا گران
مجھے کنج زندان تھا صحن مکان

نہ ہٹتا تھا چوکھٹ سے جی کوئی دم
کہ آئے ہون حضرت کہ شاید قدم

پری کی طرح کاش تھے جو پر
پہونچتی میں اوڑ کر در شاہ پر

ہوئی تھی تپ غم سے یہ ناتوان
کہ زیور تھے سونے کے مجکو گران

در گوش شمع عزا خانہ تھا
چراغ سر کنج ویرانہ تھا

پہنتی تھی کانون میں جب بالیان
جلاتی تھیں مانند برق طپان

رلاتے تھے خون تک جو بالی مجھے
دو بالا ستاتے تھے بالے مجھے

نہ کرتی تھی جھومر پہ ہرگز نظر
کہ تھا ضعف سے باعث درد سر

شب ہجر میں پاکے تنہا مجھے
جلاتا تھا سوزن کا ٹیکا مجھے

نہ بھاتے تھے مرے تنہہ کے در عدن
لہو روتے روتے تھے عقیق یمن

سدا ہیکل کی میں تھا دہشت زدی
گلا گھوٹ ڈالے نہ چنپا کلی

سراپا تھی مجھہ پہ مصیبت کڑی
جہان گیریان تھیں مجھے ہتھکڑی

جو تھا لالہ سان داغ چراغ سیاہ
نہ کرتی تھی ہتھہ پھول پر میں نگاہ

نہ آتی تھی سونے میں جگنو کی تاب
جلاتا تھا گویا مجھے آفتاب

کچھہ ایسی تھی اوس کی مجھے جلاسی
کہ رکھتی نہ تھی ہاتھہ میں آرسی

ستاتی تھی ہردم چھڑی پاؤن کی
کڑی ہوگئی تھی کڑی پاؤن کی

مچاتی تھی جو شور وقت خرام / کھنکتی تھی خلخال سے مین مدام
گیا پاؤن سے آخر اوسکو جدا / کہ ہر وقت رہتی تھی آفت بپا
مرصع تھے کان یاقوت و زر / دُرِ بیش قیمت سے درج گہر
زمرد کی سندری بھی وہ آبدار / کہ تھی سبزیِ نخلِ گل شرمسار
چمک مین قمر سے وہ چند آج ہین / کہین ایسے نیلم نہ پکھراج ہین
جواہر تھے موجود ہر کان کے / منور مکلف نئی شان کے
نظر مین مرصع ریزۂ سنگ تھے / زبونی سے انگشت بدرنگ تھے
کھٹکتی تھی ہیرے سے آٹھو پہر / کہ دیتا تھا وہ جان کنی کا ضرر
غم شاہ مین بار خاطر تھی سب / حقیقت مین پتھر جواہر تھی سب
کسی شے سے مین دل لگاتی نتھی / کوئی چیز عالم کی بھاتی نتھی
نہ شربت نہ پانی کی رکھتی تھی چاہ / نہ کرتی تھی شیر و شکر پر نگاہ
نہ کھاتی تھی کشمش نہ بادام تر / نہ پستہ نہ اخروٹ قوت جگر
نہ انجیر و خرما نہ سیب و انار / نہ انگور پروردۂ شاخسار
ہمیشہ رہی خون دل کر کی نوش / نہ آئی کبھی نوبت آب جوش
فلک پایہ سونے کے رنگین پلنگ / سکھاتے تھے سونے کا ہر دم جو ڈھنگ
نہ سوئی کبھی اون پہ مین ہو کے سیر / رہی شیر قالین نیستان کی شیر
پلنگون پہ گھٹتی تھی ہیبت سے جان / پلنگون سے گویا کچھار تھا مکان
نہ تھا ذوق کرسی نہ شوق سریر / مسہری سے خوشتر تھی مجکو حصیر
برنگ عروسان صحن چمن / پہنتی نہ تھی لالہ گون پیرہن

کبھی خواب مین پان کھاتی نہ تھی
کف پا مین مہندی لگاتی نہ تھی

مسی کا نہ سرمے کا تھا اشتیاق
سیاہی سے تھی گرد شام فراق

نہین شل مے تلخ پی وین تھی مین
شکر کی طرح صاف شیرین تھی مین

رہی اپنے خسرو پہ ہر دم نثار
عبث عمر کھو دی نہ فرہاد وار

دعا مانگتی تھی کہ یا ذوالجلال
ملے گا مجھے جب یہ نیک فال

اوسی دن سے مانند چلہ نشین
رہون گی مین اک ماہ خلوت گزین

نہ دیکھون گی تا شام روے طعام
کہ روزے مین ہر دن کا کھانا حرام

پھر آئیگا بعد اسکے وقت سعید
خوشی سے مناؤن گی ہر روز عید

مہینا بھی شوال کا ہے قریب
پھر شکل یاور ہین میرے نصیب

وفور کرم سے غلامان شاہ
کرین قول کا میرے کچھ دن نباہ

نہون خواہش وصل سے بیقرار
کہ دکھلائے گا لطف مے انتظار

جو قابو مین تھی وہ غزال ختن
گرفتار نگرہ کمند و رسن

رم پا سے معذور تر ہر طرح
اسیری سے بے بال و پر ہر طرح

چھلاوے مین اوسکے وہین آگیا
فریب پری سے خطا کھا گیا

یہ سمجھا کدھر اوڑ کے اب جائیگی
پری سے کہان بال و پر پائیگی

مرے شہر گرد دریا ہین چار
غضب تند و زخار و مشکل گذار

حریف آ سکیگا نہ ہرگز یہان
کہ ہین مشکلین آہنی درمیان

سرنگ اسکے نیچے جو دوڑائیگا
بہت زک اوٹھائیگا پچھتائیگا

کہ ہے عافیت تنگ حداد کی
نہ ٹوٹے گی دیوار فولاد کی

بنا کر سر رہ سرائے عجیب / اوتارا پری کو وطن کر قریب
برابر جو دربان سلیمان سی تھے / پری کے نگہبان دل و جان سی تھے
ہر اک در پہ سو سو مقرر کیے / نظر بند سب روزن در کیے
پہ ڈالی طرح ظلم و بیداد کی / کہ تھی تنگ بین جان صیاد کی
نہ جاتا تھا کوئی ادھر بہر صید / جو جاتا تھا ہوتا تھا پھر وہ مین قید
شکاری سے ہر وقت بد ظن تھے سب / نظر باز کے سخت دشمن تھے سب
نہ اوڑتا تھا دھوکھے سے جبر ادھر / کہ سی لین نہ آنکھین کہین دیکھکر
ہرن کا گذر اوس طرف تھا محال / اگر دیکھتے آنکھ لیتے نکال
عدو ہر حریفان تھے وہ سربسر / مسافر کی کرتے تھے خاطر مگر
یہ سب اوس پری کے اشارے سے تھا / کہ دل شاد اوسکا سہارے سی تھا
جو آرام ہر شے کی پانے لگے / مسافر زمانے کے آنے لگے
بچھا کر مصلی کو وہ نازنین / ہوئی مشغل مرتاض خلوت گزین
دیا حکم جو آکے ٹھہرے یہان / گدا بادشا پیر یا نوجوان
خبر اوسکی ہر روز ہنگام شام / مرے پاس پہونچے برابر مدام
نہ چھوٹے سر مو بیان سی ذرا / کرو یون مفصل زبانی ادا
یہ صورت یہ رنگت یہ انداز ہے / چلن اس طرح کا یہ پیداز ہے
بہم دوستی سی دلق ہی یا قبا / حریر اوسکے بر مین ہی یا بوریا
کدھر عزم در پیش کیا کام ہے / ہوائے ختن یا سر شام ہے
ہوا رنج غربت سی کیون خستہ تن / بنا کسکے خاطر غریب الوطن

تن ورخ یہ کیا نقص ہر یا کمال / مہ آسمان سپہر یا ہلال
سیہ فام زنگی ہے یا پرتگال / فرنگی ہے یا گربہ خوش چال
توانا ہے یا خستہ وزار ہے / تہیدست یا مرد زردار ہے
صفائی سے ہمدم ہر آئنہ وار / غبار الم سے ہے یا زیر بار
گھنگھر والے یا پرشکن بال ہین / کہان داغ منہ پر کہان خال ہین
سیہ چشم یا موہی میگون سے وہ / وفا پیشہ یا تشنۂ خون سے وہ
سپاہی پیادہ ہے یا شہسوار / جوان صف آرا ہے یا شہریار
جدا نوک ابرو کی ہے یا بہم / کمان دوتا یا ہے تیغ دودم
خط سبز کا منہ پہ آغاز ہے / صفائی سے یا جلوہ پرداز ہے
مجوسی ہے یا شیخ یا برہمن / مسلمان ہے یا کافر راہزن
یہودی سیہ دل ہے یا ارمنی / خطائی ہے خونریز یا جرمنی
شہ عالم آرا ہے یا بے نوا / امیر جہان یا ہے مسکین گدا
غرض اس ہی بہ تھی کہ شاہ وزیر / نہین سگے مری چاہ مین پھر فقیر
خبر آخر اک دن کہین پائینگے / پہونچتے پہونچتے پہونچ جائینگے
مجھے ساقیا غم مین آکر سنبھال / ہوئی بے صنم زندگانی وبال
ابھی سوی میخانہ لے چل مجھے / کہ بے وخت رہنی نہین کل مجھے

بیقرار ہونا شاہزادے کا فراق مہربانو مین اور پہونچنا بعد مدت دراز کے مہاکن سرا مین

سر شام جب شاہ خورشید جاہ / پھرا صید گہ سے سوئے خیمہ گاہ

تھی پر تو افگن جو وہ شمع رو | اندھیرا نظر آیا پھر چار سو
تب غم سے کھانے لگا دل پہ داغ | کہ کیونکر ہوا گھر مرا بے چراغ
درین بزم رہ نیست بیگانہ را | کہ پروانگی داد پروانہ را
کیا غیر نے گھر مین گھر کس طرح | ہوئی پاسبان بیخبر کس طرح
سواروں کا پہرہ تھا ہر چار سو | کھڑی تھی پیادوں کی صف دو بدو
علم سب کی ہاتھوں مین تلوار تھی | کھڑی در پہ لوہے کی دیوار تھی
وہ تنہا کوئی مین بہادر کوہ تن | تو ہی دست شمشیر زن صف شکن
جو اگر پہان شکل برق طپان | ہوا خرمن مہ مین آتش فشان
کوئی اسجگہ خار دامن نہ تھا | عدو سے در انداز گلشن نہ تھا
تو ہی ظن تھا اوس پیر زن پر مرا | کہ اک دن او جائیگی یہ گھر مرا
کسی روز دوڑا کے مخفی سرنگ | اوڑا دیگی بارود سان بیدرنگ
گری یک بیک بان جو برق بلا | شرارت اوسی کی ہی پہرتا بیا
وہ ظالم تھی ہر چند ٹوٹی کمان | نہ تھا اوس سے ناوک زنی کا گمان
مجھے تو چھری یک قلم ہو گئی | قد خم سے تیغ دو دم ہو گئی
دیا ہے نہانی وہ زخم سنان | کہ خون رو رہا ہے دل ناتوان
کرون کیا مین جراح سے التجا | نہ مرہم کا موقع نہ ٹانکے کی جا
ٹھہرتا ہے پھوڑے یہ پھاہا وہان | جو ہوتا ہے باہر بدن پر عیان
نہ دھیگی نہ اب تشکل انگور کی | ہر دست دہشت ہے ناسور کی
شب مہ کے کب تک سہونگا ستم | کہ ہے چاندنی بھی مجروح سم

جو چلتی مرے راہ پردہ پری — تو رہتا میں سب آفتوں سے بری
وہ دھوکھی میں صیاد کی آگئی — غزال ختن تھی خطا کھا گئی
نکلتی اگر ہمرہ کاروان — تو اوس شک یوسف کا ملتا نشان
خدا جانے وہ روئے حیلہ گر — اوڑا لیگئی اوس پری کو کدھر
چھپایا ہو کس دشت پرخار میں — ترائی میں ہو یا چمن زار میں
لیگی جسے وہ پری بے خلل — بنائیگا بیشک سلیمان محل
کہیں آبرو میں نہ آجاے فرق — کہ زیور سے ہو سر بسر زرق برق
جسے آبرو کی ہے دنیا میں چاہ — وہ کرتا نہیں مال و زر پر نگاہ
لٹا کر اسے دولت مال و منال — بنایا پھر اپنا گدایانہ حال
بھر تھی جو او دل کی ہمدرد چاہ — شہ نو یہ سوجھا جو دل سے نباہ
اونہیں کو کیا پھر شریک الم — چلے ساتھ آہوں کے لیکر علم
دم ... ہمراہ پھرتی ہوئی — سر شکوں سے چھڑکاؤ کرتی ہوئی
... آئی سے مسکین گدا — ہوئی رنج غربت میں پھر مبتلا
... تھی گھر سے زار و نزار — زیادہ ہوئی اوس سے برباد و خوار
ستم ہے ستم ہو کہ پانچوں امیر — بنے اوس پری کے لیے پھر فقیر
نہ رحم آیا گردوں دون کو ذرا — کیا دم میں برباد گلشن ہرا
جو تھیں سنبل و سوسن و نسترن — گل اندام خوش رنگ نازک بدن
سو وہ سون صبا ناز بو سیوتی — چمن کا منی مالتی ..... کیتکی
خوش اندام گلرنگ چنپا گلاب — مدن بان سورج مکھی ماہتاب

نواڑہی ہزارا کیوں ارغوان
رتن منجری چاندنی گل فشان
صنوبر سرافراز گلشن نسیم
دلارام گلفام ریحان شمیم
گہر نور رتن گلبدن جعفری
دلاویز سبزہ زمرد پری
تباہی سے بوئے چمن میں گئین
مصیبت زدہ بے وطن ہو گئین
جو تھی رستم زال رنگی غلام
خداداد شمشاد فولاد نام
پری چہرہ پروردۂ عشوہ ناز
دل و جان محمود رشک ایاز
فریدون دلاور سکندر وزیر
جہانگیر شمشیر شیدی بشیر
خوش اقبال نور خورشید ہلال
دل افروز خورشید روشن جمال
سیاوش جمشید افراسیاب
سپہر آسمان جاہ گردون جناب
ظفر صف شکن بہمن اسفندیار
سرافراز شمشیر زن ذوالفقار
دلارام بہرام شیدی ظفر
زبرجد زمرد حسین خوش نظر
جوان بخت الماس نیلم نظیر
مشرف بہادر جواہر امیر
گل اندام یاقوت فیروزہ نور
گہر غیرت حور غلمان طہور
خرابی سے بے سروساماں ہوئے
خزان دیدہ نخل گلستان ہوئے
ادھر وہ ستمدیدۂ روزگار
ہوا دشت پیما مع چار یار
نہ چھوٹا تجسس سے اوسکے کہین
کوئی کوہ و صحرا ای روئے زمین
شب و روز مانند خورشید و ماہ
شتابی سے رہتا تھا سرگرم راہ
سر شام کرتا تھا اندک قیام
کہ ہے سد باب سفر وقت شام
کئی دن ہوئی جب سفر میں بسر
سر راہ دریا اک آیا نظر

تلاطم سے بیڈھب تھا موجون کا رنگ — اوچھلتے تھے مینڈھی برنگ نہنگ
خم موج ہے دم بدم وار پار — نمایان تھی تیغ جہازی کی دھار
مگر ایک آفت تھی اوسمین بڑی — کہ تھا خوف گھڑیال کا ہر گھڑی
فزون تر سمندر سے تھا شور مین — نہین کم تھا سنلج سے وہ زور مین
تردد سے سبکو ہوا انتشار — کہ کسطرح جائینگے دریا کے پار
کہین سر اوٹھاتی ہی موج بلند — کہین قعر گرداب سے پر گزند
کرین پار جائینگی کیا ہم سبیل — کہ سوتے ہین سب اسکے دریای نیل
کھٹکتی ہے جان اپنی طوفان سے — یہ دریای عمان ہے ہر آن سے
کہان کشتیِ نوح ہم پائینگے — سلامت جو اوس پار تک جائینگے
نہ جیحون نہ سیحون نہ ہے سار جو — سمندر ہے کھبرے ہوئے چار سو
غضب تند و زخار دریا ہی یہ — لہو کا زبردست پیاسا ہی یہ
کہ گھاٹ اسکا ہی گھاٹ تلوار کا — ہر آب پر شور ہے دھار کا
جدھر دیکھتے ہین غضب کاٹ ہے — ملا دامن قاف سے پاٹ سے
جو طیر بیٹھنگے بیشبہہ تھک جائینگے — بھونر مین پھنسکے اٹک جائینگے
نمایان نہین اس سے شکل گذر — تلاطم سے ہوتا ہی پانی جگر
بڑی دیر تک غرق حیرت رہی — گرفتار دام مصیبت رہی
یہ سوچے پھر آخر بحکم خدا — کہ ساتھ اپنے موجود ہی ناخدا
نشناور سبک چابک و ہوشیار — یقین ہے کہ بیڑا لگائیگا پار
کسی آشنا سے جو ملتی خبر — دخانی جہاز آئیگا کل ادھر

تو رو رو کے کرتی بسر آج اور — خدا ہی پہ رکھیے نظر آج اور
جو ملاح دریا سے تھا بےخطر — تھا اوسکو پانی مین ناؤ کا ڈر
مگر سوس گھڑیال مچھلی نہنگ — سب اوسکے عداوت سے رہتے تھے تنگ
وہ شہباز کی طرح تھا تیز پر — کبوتر کو ہوتا تھا بحری کا ڈر
گئی کاٹ کر شاخہائے درخت — بنالیا کشتی نما ایک تخت
سبک بار اوس پار سے بادبان — اوڑا لیگیا اسکو مانند جان
چھٹے جب سمندر کے جنجال سے — ہوئے فارغ البال گھڑیال سے
ٹھہر کر فقط دو گھڑی گھاٹ پر — چلی ساحل بحر سے گرم تر
گئی ون ملک صبح سے شام تک — برابر پھرے رہ مین شام تک
دیار عجم سے عرب تک گئے — بدخشان مین ہوکر حلب تک گئے
نہ چھوٹا کوئی ملک تا اصفہان — نہ حرمن نہ آرمن نہ ہندوستان
رہے بسکہ سرگرم صبح و مسا — ہوئے شام و آشام سے نیز پا
گئی جب ہرن کی طرح بیدھڑک — ختا و ختن چین تا تار تک
ملی شام غربت سے فرصت ذرا — ہوئی صبح امید چہرہ کشا
صبا کی طرح یعنی پہنچی وہان — جہان تھی وہ گل رونق گلستان
زبس بیتکلف تھی مہمان سرا — مسافر کو ہر شے کا تھا آسرا
جہان اور اوترے ہوئے تھے تمام — فروکش ہوئی جاکے ہنگام شام
جو تھی مہتمم اوسکے مہمان نواز — ہوئے آکے موجود باحیلہ ساز
بٹھاکر سر بزم توقیر سے — کیا تازہ دم شکر و شیر سے

وہ شربت محبت پلائی کہ خوش ہو گئے
تر و تازہ سب لالہ وش ہو گئے

پہنچے کھانے اقسام اقسام کے
جو مطبوع ہیں طبع اسلام کے

مزے دار خوش رنگ شیریں پلاؤ
پراٹھے جو زعفر سبک نان پاؤ

صفا خوش مزہ آبی و شیرمال
دل خستہ ہوتا تھا جس سے بحال

کباب و جگر مچھلیاں خوش نمک
جو پی بادہ دیتی تھیں لطف گزک

بہی سیب بادام و کشمش انار
رطب آب جوش انگبیں خوشگوار

شکر قند معجون و حلوا و تر
غذا دل زبان و قوت جگر

کھلائیں عجب قلفیاں برف کی
مربے کیا خوش مزہ دل ربا

غرض ترش و شیریں تھے سب خوشگوار
شکر شیر و حلوا مربا اچار

ادھر غم سے شکل گدایانہ تھی
ادھر دعوت بزم شاہانہ تھی

نعمت کے دیکھے جو کھانے تمام
ہوئے یہ بانوں سے یوں ہم کلام

کہ ہے کس سخی کی یہ مہماں سرا
جو تفریح خاطر سے ہے جاں فزا

مہینوں سے ہم ناچتے ہیں نہیں
یہ دولت یہ نعمت نہ پائی کہیں

سفر میں ملے سیکڑوں یار لوگ
نہیں ایسے دیکھے طرح دار لوگ

ہم آئے تھے منزل کو مارے ہوئے
مہینوں سے رستے کے ہارے ہوئے

تمہاری عنایت دوا ہو گئی
حرارت سفر کی ہوا ہو گئی

سنا تھا یاں سب میں شیریں لوا
کہ خوش خلق طوطی زبان با وفا

مسافر ہیں ہم مثل گرد رواں
مہینوں پھرے ہمرہ کارواں

کسی جا کوئی و شہ سرزمیں
اس اخلاق سے پیش آئی نہیں

کہا

تصدق ہو کسکی طرف سے یہان
یہ ہے کس مسیحا نفس کا مکان

کہ ہر ور سے آتی ہے آواز قم
نشانِ لحد ہے نگاہون سے گم

عیان جو کچھ ہو نسے ہے شانِ خلیل
بنا ہے یہین کیا سکان جلیل

نمایان حرم کے سب آثار ہین
کھڑے چار سو مرد زوار ہین

مدینے کے بھی لطف ہین آشکار
یہین میر حمزہ کا ہے کیا مزار

ثنا خوان رہے وہ جنتک جب تمام
کیا یون یہ لطف سخن شاد کام

کہ ہے اوس سخی کی یہ مہمان سرا
نہین جسکا ہمتا کوئی دوسرا

جمیل و حسین رشک ماہ تمام
فروغ جہان مہربانو ہے نام

دیا اوسکو خالق نے ایسا جمال
کہ عالم مین ہی مثل خور بیمثال

اگر اندر اسکو کہین یا جہان
بجا ہے کہ ہر شے ہے نادر یہان

مکان سارے خوبی سے معمور ہین
خواصین پری لونڈیان حور ہین

یہ خوبی سے آراستہ ہین تمام
کہ خلد برین کے ہین غلمان غلام

زمانے مین جگجگتا ہے نام اوسکا تو
مسافر نوازی ہے کام اوسکا تو

نہ گردید محروم زین بارگاہ
چہ روے سپید و چہ بخت سیاہ

جو آیا یہان شاد و خندان رہا
دل و جان سے مرہون احسان رہا

طراوت سے شاداب ہی یہ زمین
سر ملک پنجاب ہے یہ زمین

عیان ہر طرف لطف کشمیر ہے
کسیکو نہ سودا نہ تبخیر ہے

حرارت کا مارا جو آیا یہان
ہرا ہو گیا مثل سبزہ یہان

امیر و گدا جو یہان آگئے
سپاٹو کی گویا ہوا کھا گئے

معطفا گہربار زیر حصار   بھرین آب زمزم سے نہرین ہین چار
کئی ایک تالاب سے ہین قریب   لبالب پر از آب شیرین عجیب
مزہ ہے جو گلشن کا حاصل یہان   بہار چمن سیر آب روان
گل و لالہ آتے ہین ہر دم نئے   دیکھاتے ہین جوبن سے عالم نئے
خدا نے عجب اسکو رتبہ دیا   کہ آتے ہین سب اولیا انبیا
بجا ہے کہین گر حرم اسکو ہم   کہ عظمت سے بھرتا ہی کعبے کا دم
یہین ہین صفین صاف بہر نماز   جھکاتے ہین عابد جبین نیاز
ہر اک خادم اسکا ہے شبلی مثال   نمازی جنید زمان نیک فال
دلاویز ہے الغرض یہ مقام   خدا اسکو آباد رکھے مدام
یہ تقریر سنکر شہ دردناک   گرا ہو کے بیہوش بالای خاک
رفیقون کا دل پس گیا درد سے   ہوی کہربا چہرہ زردے سے
عجب مثل سنبل پریشان ہوئے   کہان سرو تھے بید لرزان ہوئے
کہ جسدم خبر پائیگا یہ ہشنگ   کریگا ہمین بدگمانی سے تنگ
عجب کیا کہ جور ستمگار سے   ملے سربلندی ہمین دار سے
کریگا اگر خون سے درگذر   دکھائیگا زندان کا کنج بتر
گلے کو ستائیگا طوق گران   مچائینگی غل پاؤن مین بیڑیان
ستائینگے جب پیشہ ہای زبون   نکل آئیگا ہر بن مو سے خون
ستم نیش کے ایسے دکھلائینگے   کہ داغون سے طاؤس بن جائینگے
کھٹکتا ہے روز صیاد سے   ستم مین نہین کم ہے جلاد سے

جو یہ کاٹ کر پھینک دیتا ہی سر | تو وہ قید کرتا ہے ہر نوح کر
فقیمن سے ہو ہو کے آوارہ سب | ترستے ہین لانے کو بیچارہ شب
رہین کس لیے زندگانی سے تنگ | اوٹھائے بلا اپنی قید فرنگ
وہ لائین بہانہ کہ اغیار سب | رہین فہم معنی سے بیکار سب
رخ شاہ پر ملکے عطر و گلاب | ہوئی بدگمانی کے یون سدباب
کہ ہین شاہ صاحب یہ پورے فقیر | جنید زمان پیر روشن ضمیر
فرشتہ صفت ماہ روشن جمال | درخشندہ خورشید چرخ کمال
گرامی گہر بحر صدق و صفا | مسیح زمان خضر راہ خدا
ہمین بھی ہے بیعت سے حاصل نیاز | مریدی سے خدمت مین ہین سرفراز
انھین نے دلائی ہے ہمت ہمین | طواف حرم کی ہے نیت ہمین
نہ چھوڑا تھا جو کنج خلوت کبھی | اوٹھائی نتھی رنج و غربت کبھی
نکالے جو باہر یکایک قدم | سفر مین اوٹھائے الم پر الم
صعوبت سے رستے کے بے اختیار | ہوئے سخت بیمار و زار و نزار
بنے شمع سان یک بیک بے سخن | حرارت سے سوکھی کلی ہے دہن
مٹے گی یہ گرمی نہ اب بے قیام | رہینگے لب آب تا وقت شام
[illegible] صبح یان سے چلے جائینگے | ہوا اور ہی دیس کی کھائینگے
محبت زمانے سے رکھتے ہین کم | ازل سے جہان مین بدیسی ہین ہم
ہوئے تھے مہتمم وان کے مرد شریف | وفادار و غمخوار و جان نحیف
ہوئے سب ثناخوان صفت گلفشان | سمجھیے اسے خاص اپنا مکان

جو آپ ایسے دو چار ماہی وقار | رہین جلوہ افروز خورشید وار
بڑھی رونق اس سرزمین کی دو چند | فلک سے کہین پائی رتبہ بلند
جہاں ہین جو خوبی سے اس جا قدم | بنے یہ مکان بوستان ارم
رہی سوری و یاسمین کی بہار | دو بالا بڑھی رونق لالہ زار
نہین جانتے تھے کہ یہ پنج تن | اوجاڑینگے وقت سحر یہ چمن
یہ شوکت یہ حشمت سب اوڑجائیگی | صبا اور ہی رنگ کھلائیگی
سر شام ہوگا ہجوم جفا | بنیگی یہ مہمان سرا کربلا
پلا ساقیا بادۂ خوش گوار | کہ نزدیک ہے وعدۂ وصل یار
کوئی دم مین ملتا ہے دلبرا | مبارک ہوئی مجکو مہمان سرا

نکال لیجانا شاہزادے کا مہربانو کو مہمان سرا سے اور پہونچنا وہان سے بارگاہ شنگ مین اور کاٹنا سر پیرزن مکارہ کا عین محفل شادی مین

سر شام جب آفتاب منیر | ہوا برج مغرب مین جب سکون پذیر
بدستور ہر شب نگہبان در | در مہربانو پہ بولے خبر
کہ پانچ آدمی خوش گلو خوش بیان | سر شام سے ہین نغمہ کش یہان
مگر سب مین ہی ایک خورشید جاہ | فلک مرتبت غیرت روی ماہ
برستا ہی یہ روی تابان سی نور | کہ محفل مین ہی چاندنی کا ظہور
جبین رشک زہرہ ہی منہ آفتاب | بدن ہی سر و مشتری کا جواب
سراپا مین سر شام وہ سیم بر | ہی اپر تو افگن جو مانند خور

بیاض سحر چار سو چھا گئی | رخ مہ پہ بے رونقی آ گئی
ہوئی صاف گم کہکشاں کی چمک | کیا شمع کو سب نے گل یک بیک
بجا صبح دم کا جو ہر سو گجر | مچانے لگا شور مرغ سحر
جھکا کر صفوں پر جبین نیاز | لگے پڑھنے ہم بھی سحر کی نماز
الٰہی جہاں میں وہ رنگین نہال | گزندے خزاں سے رہے بے زوال
بہت ہم نے چاہا کہ ٹھہرے یہاں | رہے مثل گل رونق گلستاں
مگر اوس کو جانے کا اصرار ہے | سکونت یہاں کی گراں بار ہے
خدا جانے وہ سرو باغ جہاں | کدھر جائے مانند آب رواں
جو فرمائیں اپنی زباں سے حضور | تو شاید ٹھہر جائے وہ رشک حور
کیا سب نے جب یوں مفصل بیاں | ہوئی خوش نہایت وہ جان جہاں
کہ بیشک ہوا فضل پروردگار | مرے شہ کو بھیجا مع چار یار
مدد پنجتن کی بلاشک ہوئی | رسائی خوشی کی یہاں تک ہوئی
اوسی وقت یک خوان حلوائے تر | دیا بھیج بہر شہ بحر و بر
جو سرپوش پر چادر گلعذار | پڑی تھی طرحدار زریں نگار
وہ دیکھی ہوئی تھی شہنشاہ کی | خجالت دہ اختر و ماہ کی
چمکتی ہوئی یک بیک دیکھ کر | ہوا مثل گل اور بھی تازہ تر
بیالید از عیش بر خویشتن | ز شادی نگنجید در پیرہن
بنا کر اوسی وقت پھولوں کا ہار | انگوٹھی سے دی اور دونی بہار
وہ تھی خاص سلطان کی انگشتری | فروزندہ مثل مہ و مشتری

نہ بر جد نہ مرو عقیق یمن
ہوئی موتیے کی دو چند آبرو
خواصون کو دے کر وہ وان احتشم
بنواب ہمارے طرف سے فقیر
گدا کو ہے نسبت کہان شاہ سے
تبرک سمجھ کر اسے لیجیے
فقیرون کا تحفہ ہے برگ گیاہ
سوا اسکے کیا دین کہ بی زر ہین ہم
جو مقبول ہوگا نہ یہ ما حضر
کسی اور در کے نہ بنتے فقیر
بہت دن سے کرتے ہین سیر زمین
تعلق کیے ہمنے سب دور اب
ہر اک اہل اسلام کو یا خدا
کہ جائین پھر آئین بعیش و سرور
نہین جانتی تھین کہ مثل ہرن
حرم سے نکل جاینگی وہ صنم
غرض لیکے اوسکو بصد احترام
جو پائی سلیمان کی انگشتری
نگین سے نشان ملگیا نام کا

جڑے تھے نگین مین جو رشک چمن
بنی رشک پروین گل ناز بو
یہ بولا کہ اے خادمان حرم
کہ حضرت محل آپ ہین ہم فقیر
سمندر کو کیا فیض ہو چاہ سے
سزاوار لطف و کرم کیجیے
کرین اسکی توقیر بانوی شاہ
تہیدست مفلس قلندر ہین ہم
دعا دیکے چل دینگے وقت سحر
جہان مین ہین لاکھون امیر و وزیر
زیادہ ٹھہرتے نہین ہم کہین
زیارت سے کعبے کی منظور اب
یہ ہمت یہ توفیق کر تو عطا
عذاب گنہ سے رہین پاک و دور
کریگا تبرک یہ سبکو خراب
اوجڑ جائیگا یہ مکان صبحدم
ہوئین پاس بانو کی حاضر تمام
ہری ہوگئی وہ زمرد پہ ہی
کہ نگ اتھا جمشید کے جام کا

ہوئی دیکھہ کر یار کو بیقرار ۔ کہ آتی تھی پھولونسے خوشبوی یار
منگا کر او سیدم دوات و قلم ۔ کیا نامۂ عنبرآگین رقم

نامۂ مہربانو بنام سلطان بمضمون رنج وہجران

کہ اے عالم افروز مہر منیر ۔ فریدون نسب شاہ گردون سریر
علاج غم دور افتادگان ۔ تسلی دہ یوسف کاروان
کرون کیا مین اپنی مصیبت رقم ۔ پھٹے جب سے شاہ جہان کے قدم
سراپا ہم آغوش حرمان ہون مین ۔ ستمدیدۂ دور ہجران ہون مین
نصیحت پہ شہ کے جماتی جو تک ۔ اوکھڑتا نہ دھوکھے سی میرا تنک
کبھی پیچ و خم سے بگڑتا نہ تار ۔ اوڑاتی مزے شہ سے لیل و نہار
پھنسی چنگ دشمن مین جیسی یہان ۔ ہوا غم سے دُوراتن ناتوان
مجھے کیا خبر تھی کہ یہ پیر زن ۔ وہی ہے جو تھی دشمن کوہکن
تصور نہ دھوکھا او ٹھانیکا تھا ۔ کہ قصہ یہ اگلے زمانیکا تھا
عجب ہے کہ یہ فتنہ گر آج تک ۔ رہی کس طرح زندہ زیر فلک
ابھی تک ہے قایم مرا نام و ننگ ۔ مگر آنے والا ہے اب وقت تنگ
کہ دو دن کی مہلت ہو وعدی مین اب ۔ ستم مجھہ یہ ہے آج ہی ہی غضب
قرار آئے تسکین سے کیونکر مجھی ۔ کہ پرسون ہے فردای محشر مجھی
تن مردہ ہے لاغری سے بدن ۔ کفن ہوگیا ہے مجھے پیرہن
بھروسا مین حضرت کا پاؤن اگر ۔ کرون اور مر مر کے دو دن بسر
اگر کل تک آئینگے شاہ جہان ۔ مجھے پائینگے خیریت سی یہان

وگرنہ نہیں کچھ بھی کھا کر مرجاؤنگی
بد اندیش کو منہ نہ دکھلاؤنگی

کرے وصل کی کوئی لاکھ آرزو
نہ دونگی کبھی جیتی جی آبرو

صد افسوس اک دن یہ مہماں سرا
بنیگی لہو سے مرے کربلا

اگر مجھ سے ملنے کو کوئی آئیگا
نہ زندہ کیا کہ پانی نہیں پائیگا

مجھے [illegible]
یہ کیا وصل جیتا [illegible] ڈھنگ

فقط غم [illegible] کہ وہ ناصبور
پس مرگ دشمن ہنسیگا ضرور

خدا جانے کیا قہر دکھلائیگا
کہاں لعش جنگل میں پھکوائیگا

قدم شاہ کے چوم لیتی اگر
تو اس ظلم کا بھی نہ رکھتی میں ڈر

ہتھیلی پہ دو دن سے رکھتی ہوں جان
فقط کل کا دن ایک ہی درمیان

جو تدبیر کرنا ہو اب کیجیے
دوبارہ مجھے زندگی دیجیے

صدا سے تم آکر سناؤ مجھے
مسیحا صفت پھر جلاؤ مجھے

یہاں ہے رقیبوں کا دار و مدار
نہیں جز خدا ہی کوئی اپنا یار

غلام حبش ترک روم و خطا
مقرر ہیں گرد مکان جابجا

زمانے کے بیدرد دربان ہیں سب
قضا کی طرح دشمن جان ہیں سب

ستمگار سرہنگ جنگی سوار
شب و روز پھرتے ہیں گرد حصار

جدھر دیکھیے جبھی ہیں بند دیوار گر
ہر اک طرح لاسے ہیں دیوار د

دہلتا ہے ہر وقت ہیبت سے جان
مجھے پھاڑے کھاتا ہے اب یہ مکان

کہ ہم شکل ہے ہر ستون دار سے
مشابہ ہے محراب تلوار سے

[illegible] مجھے بنگئی ہے پلنگ
پلنگوں پہ رہتا ہے خوف نہنگ

کوئی دم کی مہمان حقیقت مین ہون — مصیبت مین ہون مین مصیبت مین ہون
نہ دل سے ہو اب مری یہ دعا — رہے شاہ عالم پہ ظل خدا
سدا خلق مین خادمان حضور — رہین رونق افزای بزم سرور

نامۂ تسلی آگین بنام مہربانو از طرف سلطان

پڑھا شہ نے جب نامۂ پر الم — جواب اوسکا رو رو کیا یون رقم
کہ ای ماہ پر نور اوج صفا — چراغ شبستان مہر و وفا
کرون کیا مین اپنی مصیبت رقم — بنا ہون ترے غم سے بال قلم
رہی اسقدر مجکو مشق محن — مشابہ ہوا تار مسطر سے تن
سفر مین رہا رات دن مین تباہ — مہ و مہر اس بات کی ہین گواہ
نہ ٹھہرا کہین ایکدم راہ مین — گیا تا بہ کنعان تری چاہ مین
مین کہتا تھا بیٹھے اسکی جمدار ہے — پورانی یمانی کی تلوار ہے
کمان کیانی سے کمتر نہین — خدنگ کمان ہو یہ سب بے پر نہین
کسی دن یہ رو یاہ بنکر ہرن — خطا سے دکھائیگی دشت ختن
سہر ہو نتھی اوسمین چور راستی — کجی سے نہ کی آخر اوسنے کمی
وہ ضم دسے کے چہرکا چھری کا دیا — کہ سر تا بپا خون مین نہلا دیا
چلے جب سفر مین رہے ہوشیار — نہو آشنا غیر سے زینہار
کہ رستے مین ٹھگ چور منزل مقام — مسافر کے ہوتے ہین دشمن تمام
بچھا ہو جہان جال ہرگز نجا — شکاری کے پھندے سے ہو ہوشیار
کہ ہے صید گہ نہ جائے وہم و خطر — طمع سے نہ دانے پہ ڈالے نظر

نہ ہوتی وہ رہزن جو ہمدم تری — نہ لٹتی سر راہ دولت مری
صف اشتران خیل فیلان مست — ہزاران جنگی قوی پا و دست
سمندان چالاک قدم راہوار — علم زن سپہدار جنگی سوار
کنیزان خوش رنگ زربفت پوش — غلامان گلچہرہ حلقہ بگوش
سر راہ افسوس سب چھٹ گئے — چلے تھے کہان اور کہان لٹ گئے
زر و سیم و اسباب مال و منال — ہوا دست رہزن سے سب پائمال
ترے حال پر مہربان ہے خدا — جو پہونچے ہم اس جا بزنگ صبا
چلے گی دم صبح باد شمال — کرے گی تجھے پھر ہنسا کر نہال
سر پر سلیمان بناتے ہین ہم — پری کی طرح اوڑ کے آتی ہین ہم
خدا پر نظر رکھ ہراسان نہو — یہ کیا دخل ہے مشکل آسان نہو
الٰہی رہے جب تلک آسمان — مہ و خور سے رونق فزائے جہان
نہ پہونچے کبھی تجھ پہ زخم نگاہ — چمکتا رہے برج عصمت کا ماہ
اودھر نامۂ خوش رقم بھیج کر — جھکا نامہ سان لوح تدبیر پر
کہا یعنی نجار سے کہ اے جوان — مرے دست سے اپنا بھی امتحان
بنا لا تو تخت روان شام تک — کہ پہونچون مین جا اوس دلارام تک
دم صبح ہوگا ہجوم جفا — شب ہجر کی ہوگی آفت بپا
خدا جانے کس کس پہ خنجر چلے — کٹین گے برابر گلے پر سے گلے
اشارہ ہے سلطان کی وقت پگاہ — گیا جانب باغ وہ خیر خواہ
بڑی مشکلون سے ملا وہ درخت — بناتا تھا جس سے ہوادار تخت

مگر اوس پہ تھا ماجرا یہ عجیب
کہ بیٹھا تھا ایک اژدہا یہ مہیب

بن نخل سی ایسا لپٹا تھا سخت
کہ توام تھے گویا بہم دو درخت

نگہبان تھا اوس پیڑ کا اژدہا
گذرتی تھی وان پہ باد صبا

کسی ڈھب نتھی صورت جانبری
کھٹکتی تھی سایہ سی اوسکی پری

دہلتی نہ کیون اوس سی انسان کی جان
پری دیو سب کانپتے تھے وہان

بڑی دیر تک سر جھکائی ہوئی
خدا پر رہا لو لگائی ہوئے

جو تھا شاہ پر فضل پروردگار
سحر سے تھا رحمت کا امیدوار

مہ شام آخر ہوا دو سیاہ
چھپا آنکھ سے مثل تار نگاہ

ہوا وہ نشست جان سی جب بخطر
گیا صورت باد زیر شجر

قلم کرکے دو چار شاخ درخت
بنالایا دم مین ہوادار تخت

فلک سیر پر بیٹھ کر یک بیک
اوڑے صورت باد سوئی فلک

جہان تھی وہ رشک مہ آسمان
فرود آئی مانند برق طپان

تماشا یہ دیکھا عجب اوسگھڑی
کہ ہین صف بہ صف سب اپسرین کھڑی

پری چہرہ بیٹھی ہے غم سی اوداس
کھڑی ہین وہ گھیرے ہوئی آس پاس

پنہاتی ہین پوشاک گل پیرہن
بنی کو بناتی ہین رنگین دولہن

جماتی ہین پاؤن پہ رنگ حنا
کف دست کو دے رہی ہین جلا

چڑھاتی ہین سیندور بھرتی ہین مانگ
شفق کی طرح لال کرتی ہین مانگ

بڑھاتی ہین غازے سی چہرے کی آب
بناتی ہین مہتاب کو آفتاب

جماتی ہین ماتھے پہ افشان کا نور
ستارون کا دکھلا رہی ہین ظہور

اوٹھاتی ہین پھولونکی نکہت ہوا سرو قد یہ لاتی ہین عطر حنا
بچھاتی ہین گدی بچھونا پلنگ ہلاتی ہین پنکھی جینور لالہ رنگ
بلاتی ہین شربت کھلاتی ہین پان مرصع لیے ہاتھ مین خاصدان
بجاتی ہین مرونگ گاتی ہین راگ للت سدھ سارنگ سوہا
لوبھاتی ہین دل بربط و چنگ سے ترنم سرا ہین خوش آہنگ سے
جلاتی ہین کافور کی بتیان بساتی ہین خوشبو سے صحن مکان
محل مین نہ بھجا تھا یہ آگ رنگ کہ وہ دن تھا شادی کا بہر ڈھنگ
زن خانہ گر یعنی وہ پیرزن خوشی سے تھی ہر چار سو گامزن
زمین پر نہ لیتی تھی یکدم قرار اوچھلتی تھی میمون صفت بار بار
کرون کیا حقیقت صنم کی بیان اوٹھاتی تھی جو غم کی صدمے نہان
نہ بھاتی تھی نغمہ خوش آیا تھا راگ لگاتا تھا دیپک کلیجے مین آگ
جہو تھا اوسی سمت اوسکا خیال اوٹھاتی تھی بیٹھی سے وہ با ملال
ہوا سرخی رنگ پان ہو گئی مسی لعل لب کی دھوان ہو گئی
لگا کاٹنے لالہ گون پیرہن بنا جیتی جی سرخ جوڑا کفن
مخاطب تھی محبت جو ایمان سے عزیز اوسکو تھی آبرو جان سے
سمجھ رکھی لیوات پر تھی جان حزین برابر تھا وقت دم واپسین
یہی چاہتی تھی گلا کاٹ کر لہو سے کرون سرخ جوڑے کو تر
سراپا صفت اوسمین مر گئی تھی چھری پاس تھی پر پچھہ دم کی تھی
یکایک جو تخت روان پر دھرک محل مین گرا شعلۂ برق فاک

ہوا صبح [illegible] — [illegible] جوان جری
کئی ہاتھ [illegible] جھول — گیا دشت [illegible] قبول
پچھڑ [illegible] — ہوئی رونق [illegible] بر [illegible]
وہ [illegible] نشان — [illegible] موکفنا
جہا تھا جہان [illegible] شناس — کئی مثل [illegible] زنگ
قلم کر کے تیغ جہان [illegible] سے — ہوئی [illegible] پر
ہوئی خون سے آلودہ [illegible] — ہوا [illegible] تخت گاہ
بہا [illegible] دریائی خون — لہو [illegible] لالہ گون
تھی [illegible] شیر [illegible] جو شیر — ہوئی خون [illegible] قالین [illegible]
گرا [illegible] — ہوا [illegible] سر [illegible]
ہوا [illegible] کا فوق — کہ [illegible] میں [illegible]
گری [illegible] — زیادہ ہوئی اور بھی سہمگین
ہوا شور و غل [illegible] — ہوئی چنگ [illegible] بربط کی آواز بند
گئی سو کہہ و [illegible] ساقی کی جا — ہوئی کشتی مے لہو میں روان
صراحی سبو شیشہ و جام بلور — ہوئے سنگ [illegible] ہی سنگ [illegible]
خرابی سے مل چل پڑی ہر طرف — خوشی ہو گئی بزم سے برطرف
جو تھے شیر افگن دلاور جوان — سیہ چشم ترک خطا پہلوان
ہوئی اس طرح رم سے آشفتہ حال — پلنگوں سے جیوں بھاگتے ہیں شغال
جو بیٹھی رہی ڈر سے بیجان رہی — الگ [illegible] سر در گریبان رہی

گرا تھا جو سر پر سے پیر زن | ہشنگ دور تھا وہی خستہ تن
پلا آج ساقی مجھے وہ شراب | کہ دشمن پہ ہو جاؤن مین فتحیاب
عداوت پہ اہل ستمگار رہے | ہوا سے اوسے عزم پیکار ہے

بھیجنا ہشنگ کا سوارونکو واسطے انتقام شاہزادے کے اور پھر جانا اونکا تھک کر میدان کارزار سے

خبر آگئی بولے خبردار جب | کہ مہمان سرا مین ہوا یہ غضب
سر شام مانند بوی حسین | پری کو اوڑا لیگئے بیجتن
ہمین کیا خبر تھی کہ رہزن ہین سب | نہان در کمان ناوک افگن ہین سب
بنینگے شرارت سے برق طپان | اوڑا دینگے مہمان سرا مین ہوان
پری سی گر بھی تھی وہ کہین تیز بال | ہوا کو پکڑنا تھا امر محال
کہ ہم دیو پری سی تھی بے اختیار | سر پر سلیمان پہ تھے وہ سوار
بجا ہے اگر شہسواران زنگ | کرین گرد نعل سمندان ہتی تنگ
سر شام بھاگی تھے سو سو تتار | ابھی ہونگے رستے مین وہ نابکار
سمندونکو سے میدان بستان کرین | پھر دشمنان وقف پیکان کرین
یہان کام برچھی نہ جمدھر کا ہے | نہ تیغ جمازی نہ خنجر کا ہے
کمند و رسن مین رسائی کہان | جو بام فلک سے بنین نردبان
پر تیر سے ناوک افگن تمام | فلک پہ کرین ابر کا انتظام
بنے بوند پانی کی پیکان اونہین | لہو سے ملے لطف باران اونہین
لفنگو کی دشمن نشانے بنین | بدن گولیون کے خزانے بنین

صدا سنکے پردے پھٹیں گوش کے — دھوان بنکے طوطی اوڑین ہوش کے
کہان درد سر سے تھا آشفتہ حال — یہ سنکر ہوا اور مضطر کمال
لگا کہنے نخوت سے یون یہ بلا — گری کسطرح آسمانی بلا
عطارد زحل سب ہی رام ہین — مددگار مریخ و بہرام ہین
مہ و مہر تھے برسر یاوری — نکوخواہ تھے زہرہ و مشتری
یہ اندھیر کیا ہوگیا یک بیک — خرابی ہے مجھپر جو ٹوٹا فلک
گئے اوج کے کیا ستارے بدل — جو پستی سے حاصل ہوا یہ خلل
مقرر تھے پہرے پہ پہرے تمام — سوارونکا ہر در پہ تھا انتظام
قزلباش تنگی بلان تتار — کھڑے تھے برابر یمین و یسار
عجب ہے کہ کسطرح آگرا ادھر — حرم مین کیا کافرون نے گذر
یہودی مجوسی جہودی تمام — درم ناخریدہ تھے میرے غلام
یہان کانو روا سلے کب آگئی — جو نیرنگ جادو کا دکھلا گئی
دو نہین مین یہ ہے قدرت و سنگ — درختون پہ چڑھ چڑھ کے چلتے ہین ناگ
مکان تھا مرا ہمسر آسمان — گرانبار ہم سنگ کوہ گران
سموم خزان کیا کہ باد بہار — ترستی تھی آنے کو زیر حصار
مین سمجھا تھا اس قصر مین بے جھجک — نہین آ سکیگا کوئی یک بیک
درختون سے اونچے ہین دیوار و در — لگے پھل ہین برچھی کی آتار پر
ہزارون سنہم زیر دیوار ہین — گذرگاہ مین آہنی خار ہین
کہین سولیون سے ہین وہ تیز تر — قدم رکھا کہ لیتے ہین سر کی خبر

کہ مین آب سم مین بجھائی ہوی — صف جنگ کے آزمائی ہوی
یکایک حریف آ گئے کس طرح — محل مین گذر پا گئے کس طرح
کسی سے نتھا ہی کھٹکا مجھے — دیا صید آہو نے دھوکا مجھے
مقدر کی یہ کج ادائی ہوئی — گئی ہاتھ سے دولت آئی ہوی
پھرا تھا خرابی مین جب خستہ حال — ملی تھی وہ تب گنج حسن جمال
مہینون پھرا دشت پرخار مین — رہا سالہا سال کہسار مین
نہ گرمی نہ جاڑے کا لایا خیال — نہ اندیشہ بارش برشکال
کسیکی شکایت کرون کیا ضرور — حریفون کا اسمین نہین کچھ قصور
فریب پری مین مین خود آ گیا — بھلاوے مین پریزاد کے آ گیا
چڑھایا اس افسون نے دم پہ مجھے — کہ دھوکا دیا ہر قدم پر مجھے
گئی ہاتھ سے وہ لالہ رو — رلائیگا پھر زخم دندان لہو
نمک ور چھڑکینگے ہنسکر رقیب — خراش جگر ہوگا ناخن حبیب
اونہین کچھ نہ جب تک کھلاؤنگا مین — خلش سے نہ آرام پاؤنگا مین
بیاض سحر چاندنی رات سے — جو پیچھا کرین لوگ تو گھات سے
پکڑ لائینگے وہ ستمگار جب — مٹیگا کلیجے کا ناسور تب
دھوان دھار بنکر سوے آسمان — تفنگو سے ہون برق آتش فشان
سمجھ کر غرض پختہ مضمون خام — سوارون کو بھیجا پی انتقام
کہ نعل سمند انسے گرد زمین — اوڑائے سوے آسمان برین
کمانسے کرو ایسی تیرون کی مار — کہ ترکش بنین سینہ ہای فگار

گرے جا بجا شبنم گل تر پہ خون ۔ بنے رنگ فرش زمین لالہ گون

اگر ہاتھہ آجائین وہ بیحیا ۔ کرو قید مانند و زد حنا

کہ پامال زندان رہین کچھہ دنون ۔ ستم ہتھکڑی کی سہین کچھہ دنون

مصیبت سی کڑیون کی نالان رہین ۔ دم مرگ تک پا بجولان رہین

سر شام سے صبح تک تنگیان ۔ دکھا یا کرین قید کی لنگیان

غرض کوشش پہلوانی کرو ۔ جہان تک بنے جانفشانی کرو

جو حکم قضا توام اوسنے دیا ۔ ہوا فوج مین شور محشر بپا

گئی تھی جدھر سب وہ گردون دوان ۔ ہوی مثل تیر ہوائی روان

غضب بر سر خشم جنگ آگئے ۔ کہ گھوڑے سے سوارون کی تنگ آگئے

سمندونکے سم رہ مین گھس گئے ۔ جو زیر قدم پڑ گئے پس گئے

چڑھا اسقدر آسمان تک غبار ۔ زمین تھی بجای فلک آشکار

یہ باروت کا اوٹھہ رہا تھا دھوان ۔ کہ نظرون سی گردون ہوا تھا نہان

صدای تفنگ آسمان پر گئی ۔ حرارت ہوا مین اثر کر گئی

دلیرانہ شوکت سے سب بار بار ۔ یہی ہر طرف کر رہے تھے پکار

کہ تیرونسے جان بر نہ جای کوئی ۔ خبردار جانے نہ پائے کوئی

سوی چرخ تیرونکی یہ مار تھی ۔ کہ بے ابر پانی کی بوچھار تھی

برستی تھی گولی جو اولی کی رنگ ۔ چورا تے تھے جی جھاڑیونمین پلنگ

بہا مفت چشم غزالان سی خون ۔ ہرن کرگدن ہو گئے سب زبون

عبث دشت مین ڈھیر پیکان ہوی ۔ خدنگونسے میدان نیستان ہوی

فلک پر جو شادی نکو فال کا / ستارہ چمکتا تھا اقبال کا
ہراسر ہوئی دشمنوں کی ہتک / گئیں عین میدان میں آنکھیں جھپک
پھرے شہسوار اسطرح شرمسار / کہ گویا تھے ناکردہ کارزار
فلک سے تھی زور آزمائی عبث / ہوا سے تھی راحت فزائی عبث
گرا سنگ حسرت بداندیش پر / درخت بدی کا یہی تھا ثمر
مقدر کا تھا جسکے گنج جمال / اوسی کو ملا پھر وہ مال حلال
پلا آج ساقی مئے سرخ رنگ / بجیں باغ میں بربط و رود و چنگ
کہ ہوں بلبلیں سب ترنم سرا / پڑی گوش گل میں خوشی کی صدا

پہونچنا شاہزادے کا ملک فتن میں ساتھ مہربانو کے اور ترتیب دینا جشن جمشیدی کو اسکے باغ میں

ہوا جب عدو پر ظفریاب شاہ / چلا اوپر اوپر سوی تختگاہ
سر رہ سلیمان تھا تخت رواں / سر و رہ رواں سیرگاہ جہاں
تھا اوسکو اندیشۂ بحر و بر / بھٹکتے ہیں سیارہ کب چرخ پر
فلک کوہ و صحرای و بر زمین / ہوا کو کوئی روک سکتا نہیں
ہوا پر سر شام سے تا بگاہ / ہوئی پیش بلی مہینونکی راہ
اودھر چل رہی تھی نسیم سحر / ادھر سے جو پہونچا یہ رشک قمر
خوشی سے گئے بھول اہل وطن / کہ وہ رشک گل تھا جواب چمن
مہ و خور یکایک جو آئے نظر / دوبالا بڑھا نور چشم پدر
لپٹ کر ملی مادر مہربان / ہوئی دونو ہاتھوں سے گوہر فشان

زلیخا جو یوسف کے ہمراہ تھی نیا پیار تھا اور نئی چاہ تھی
وہ چند اوسکی کرتی نہ کیوں آبرو کہ ہم عقد پروین تھا وہ خوش گلو
شب مہ تھی اوس روز تا صبح گاہ رہا برج ایوان شاہی کا ماہ
ہوئی جب بیاض سحر آشکار برآمد ہوا گھر سے خورشید وار
لب جو دیا حکم بزم طرب کہ ہوں جمع ارباب شادی طلب
کھڑے تھے جو ارکان دولت تمام لگے کرنے ہر چیز کا انتظام
بڑھی الغرض آب جو سے یہ آب ہوئی موج زن کشتیوں میں شراب
یہ کثرت ہوئی بادۂ ناب کی کہ چکرا گئی آنکھ گرداب کی
پیالے حبابوں کے پر ہو گئے مے لعل سے لعل دُر ہو گئے
تھی بادۂ آتشیں کی جو تاب تہ آب مچھلیاں ہو گئیں سب کباب
بن آئی تھی البتہ سرخاب کی کہ دانی یہ سرخی تھی عناب کی
جو تھی اوس پہ رنگت سی دونی بہار بط مے نہ کرتی تھی آنکھیں دوچار
مزے پر مزا دوسرا یہ جب سما کہ پھولے ہوئے تھے چمن جا بجا
اودھر نرگس و نسترن نازبو ادھر نقل و بادام و جام و سبو
اودھر تھا گلاب اسطرف تھی شراب اودھر پختہ انگور ادھر تھی شراب
اودھر اشرفی چاندنی نارون ادھر جھاڑ فانوس شمع لگن
اودھر بالتی کیتکی موتیا ادھر خوش جبین نازنین مہ لقا
اودھر باغبان رونق آرای گل ادھر ساقی لالہ رو آب مل
غرض کیا سما اوس گھڑی کا بیان ہزاروں پری رو تھی ایسے وہان

کہ تھا جس سے اندر سبھا صحن باغ — دم رقص کھاتے تھے طاؤس داغ
لگاتی تھی ٹھوکر جہاں پاؤں کی — سر بزم پستے تھے لاکھوں کی جی
وہ تھی پاتکیں کی غضب چال ڈھال — کہ ہو ہو گئے بے چھری سب حلال
ستارے تھے افشاں کی وہ جلوہ گر — ستاروں کی پڑتی تھی جن پر نظر
جو تھیں بجلیاں برق زلفیں گھٹا — نمایاں تھا ساون کا ہر سو مزا
ادائیں پر آفت قیامت تھی چال — کہ ہوتی تھی کبک دری پایمال
سر بزم تھا چار سو قتل عام — نگاہوں سے لیتی تھی خنجر کا کام
کمر پر جہاں چھوڑ دیتی تھی بال — پراگندہ کرتی تھی محفل کا حال
غضب بیٹھنے سے تھا اوٹھنا بلا — کہ آفت پہ کرتی تھی آفت بپا
اوٹھاتی تھی چہری سی انچل جہاں — تبسم سے کرتی تھی قتل جہاں
پڑی گوش گل میں جو آواز چنگ — جما رنگ پر شادمانی کا رنگ
روش پر تھے سب ساز و ساماں بنے — خراماں تھے سرو خراماں بنے
یہ پھیلا تھا سرو چراغاں کا نور — کہ پھولوں پہ تھا چاندنی کا ظہور
عجائب تھا اوس روز دربار عام — فراہم تھے زنگی فرنگی تمام
عرب ارمن ایران خطا و ختن — حلب انگلستان بدخشاں یمن
عجم روم شیراز تاتار زنگ — چگل سیستان روس پارس فرنگ
اوسی بزم میں مثل فغفور چین — بنا رونق آرای تاج و نگین
پلا ساقیا جام عرفاں مجھے — کہ ہو باعث دفع عصیاں مجھے
ہم آغوش لفظوں کی ہوں اسقدر — نہوں خواب میں بخت رہی خبر

مناجات بحضرت پاک پروردگار کہ جسکی فضل و عاطفت سے انجام اس داستان سحر بیان کا ہوا

بس اب روک کر راحت اپنے بیان — زمانے کی موقوف کر داستان

بیان کرتنا ہے خدا و رسول — نکال اب نہ منہ سے کلام فضول

اوسی کی رہے لو لگی ہر نفس — عبث اب ہے دنیا کی دونگی ہوس

خدا سے مخاطب رکھ اپنا ضمیر — یہی کام آئیگا وقت اخیر

عدم کی غضب پُر خطر راہ ہے — کڑی سب سے اسکی گذرگاہ ہے

جسے ہو گی یاد خدا راہبر — چلا جائیگا شوق سے بے خطر

دم مرگ ساتھی نہوگا کوئی — نہ پوچھیگا پانی کو اصلا کوئی

اگر چشم و گوش است گر دست و پای — ہمہ باز مانند یک یک بجای

نہ ہمدرد ہوگا نہ ہمدم وہان — مکان بھی نہ ہوگا بجز لامکان

کسی سے نہوگا کوئی روان یہ کام — خدا سے پڑیگا حقیقت میں کام

جہانسے بجا ہے مثال حباب — کہ اوپر زمین اسکے نیچے ہے آب

ٹھہرنے کے آثار اوس میں کہان — بنا ہو جو پانی کے اوپر مکان

حقیقت میں دنیا ہے جاے سراب — بجا ہے جو کہتے ہیں سب لوگ خواب

الٰہی میں ہون غرق بحر گناہ — مری ناؤ بے ناخدا ہے تباہ

دیئے دم آشنائی کا دم ایکبار — کہ ہو جاؤن اسکے تلاطم سے پار

براے محمد مجھے بھی سنبھال — تہ قعر عصیان سے باہر نکال

جہان پرور اتو تو غفار ہے — رحیم و خطاپوش ستار ہے

کریمی سے ہون تیرے یہ خواستگار — کہ محجوب و مشغول نہ ہوں روز شمار

ہجوم گنہ کا ہٹے ڈر سے مجھے | نہو تنگ میدان محشر مجھے
مرے لوح عصیان پہ ای خوش رقم | عطا سے قلم پھیر دے یک قلم

بیان انکسار و لطف

بجز ذات پروردگار جہان | یہ قدرت کسی مین بھلا ہو کہان
کہ قطرے کو دریا کی دے آبرو | بہائے کف دست میدان مین جو
بنائے بیابان کو صحن چمن | کھلائے سر خار پر نارون
سحاب کرم سے جو برسائے آب | عجب کیا جو کانٹے مین پھولے گلاب
لگین پھول پھل سرو آزاد مین | اوگین سوسنی و لالہ شمشاد مین
درخت بہی بید مجنون بنے | چمن دامن کوہ و ہامون بنے
جو نوشہ ہو پیدا یہ ہووا نہ وار | بنے حنظل تلخ شیرین انار
درختون کے پتے ہون سیب چمن | رہین ناشپاتی پہ سب طعنہ زن
مژہ گل کا خار مغیلان مین ہو | اننناس پیدا نیستان مین ہو
کف دست میدان چمن زار ہو | ثمر گل پہ شبنم گہر بار ہو
بنے نخل خس زیرہ نخل سمن | کھلین جھاڑیون مین گل نسترن
درختون پہ بے فصل پھولی بہار | مزا ماہتابی کا ہو آشکار
ہوائے شمالی سے نخل کرنج | غزالون کو دکھلائے لطف ترنج
سپستان مین انگور کا ہو مزا | حلاوت سے ہو تلخی کشمش ادا
کرنجون مین پیدا ہو لطف شکر | نہ ڈالے کوئی آنکھ بادام پر
یہ ہو ترشی آنولہ خوشگوار | کہ عناب خرما ہو دل پہ نثار

ہلیلے ہیں ہو کیفیت شیر کی — گھٹے جس سے توقیر انجیر کی
اوڑی تھا کہ صحرا سے بوی عبیر — بنے دشت بے زعفران کاشمیر
ہوا سے خنک ہو نہ ہو آب جو — عیان لطف پنجاب ہو جا بجو
ہر اک شے پہ قادر ہے رب قدیر — جسے چاہے یکدم مین کر دے امیر
گدا کو بنائے شہ روم و شام — زمین چرخ پاہی ہو ماہِ تمام
یہ ناچیز ننگ جہان بے ہنر — ہمیشہ سے تھا پیرو اہل نظر
نہ سعدی نہ قدسی نہ تھا انوری — بڑھاتا جو شانِ سخن پیروی
ہلالی کا لاتا کہان سے کمال — کہ وہ تھا مہِ چاردہ مین ہلال
مین پارسی کی لاتا کہان سے زبان — وطن ہے مرا خاص ہندوستان
نہ اردو زبان سے تھا آشنا خبر — بیان تذکرہ کرتے ہین اہل ہنر
اوسیکی عنایت کا ہے یہ ظہور — ہوا جس سے مشہور نزدیک و دور
عطا کر محیطِ سخن سے گہر — عجم سے عرب تک کیا نامور
تلاش گہر مین کئی ماہ و سال — رہا غرق بحرِ معانی کمال
بہت غوطے کھائے جب اوٹھو پہر — ملے تب صدف مین یہ تھوڑے گہر
اوٹھاتا نہ تھا بی سبب دل یہ رنج — کہ اس رنج مین مجکو حاصل تھا گنج
نہ کرتا سخن غمگساری اگر — تو مشکل سے اوقات ہوتی بسر
کہ دل درد غم سے تھا برہم مرا — نہ تھا جز الم کوئی ہمدم مرا
ملے جب تجھے یہ گوہر شاہوار — ہزار و دو صد پر تھی ہشتاد و چار ۱۲۸۴
زبان بہر تاریخ کی مین نے بند — کہ گفتار سعدی تھی مجکو پسند

چو پیر و رشد این نامہ پر دل گنج | زشش صد فزون بود پنجاہ و پنج
مفصل کیا اس سے بین زبان | رہی بہجائش یادگار جہان
نہ ماہ رجب تھا نہ شوال تھا | مہینا محرم کا اوس سال تھا
کریگا جو شفقت سے اس پر نظر | ملیگی اوسے آبروے گہر
رہیگا ہم آغوش راحت مدام | کہ ہے راحت آمیز میرا کلام

در بیان خاتمہ کتاب حسب فرمایش معالی قدر عزیز بجہان سعادت و اقبال نشان لالہ شیو دیال سنگھ تحصیلدار نواب گنج زاد حشمتہ

عزیزو گلستان ہے یہ داستان | بہار عجم گلشن بے خزان
لطافت سے توام ہے گلزار وار | نمایان ہے طغرا پہ طغرا بہار
حقیقت مین ہے یہ بستان کی زمین | بنام جہاندار جہان آفرین
گل اسکے ہین سب نہالش بے ضرر | نہ کانٹے کا کھٹکا نہ صرصر کا ڈر
ہزارون اگر پھول گلچین چنے | قلم کرکے لیے باغبان سر دھنے
نہ ہو نیچے گا ہرگز کسی سے گزند | بڑھیگی دو چند اوس شان بلند
ہر اک بیت اسکی ہے بیت السرور | نہ دیکھا ہو جسنے وہ دیکھے ضرور
کہ ہو بیکلی دل کی ساری ہوا | رہے شاد و خرم برنگ صبا
زمانے کا سب رنج و غم جا بھول | جو باغ معنی کے آنکھوں سے پھول
یہ بیعقل و بیدانش و سست رائی | ازل سے ہے مشہور بھگونت رائی
جو تھی لفظ ہندی سے توقیر کم | کیا اس لیے مین نے راحت سے ضم

خوشی فی الحقیقت ہو جان جہان / وہ تھا قالب عنصری پہ روان
خدا نے جو دی اس سے توقیر اور / بڑھی آبرو صورت میر اور
سخن سے جو نا آشنا تھی زبان / بہت دن سے تھا تنگ تر غنچہ سان
دم صبح یکدن نسیم شمال / نہال گل و لالہ پر تھی نہال
پیالون مین ہر پھول کے بیحساب / گلابی سے بھرتی تھی رنگین شراب
گذرتی تھی دم بھر روش پر جدھر / زر گل سے ڈھیرون لٹاتی تھی زر
ہنساتی تھی کلیون کو ہر چار سو / اڑاتی تھی گلشن سے شبو کی بو
بساتی تھی خوشبو سے صحن چمن / کھلاتی تھی ہر شاخ پر نارون
اڑاتی تھی شبنم کو سوئی فلک / ہٹاتی تھی گلشن سے خار و خسک
بوجھاتی تھی بلبل کا سوز الم / بھولاتی تھی قمری کو کوکو کا غم
ہلاتی تھی پنکھی ہر اک رنگ کی / کھلاتی تھی منہ غنچۂ تنگ کے
بجاتی تھی صد برگ ہر ساز عیش / سناتی تھی ہر گل کو آواز عیش
دکھاتی تھی نرگس کو بے انتظار / گل و لالہ و ارغوان کی بہار
جماتی تھی سبزی پہ سبزی دو چند / صنوبر کو دیتی تھی شان بلند
درختون کی ہر چھائو پر بے محل / جلاتی تھی پھولون کی رنگین کنول
عروسان گلشن کو رنگین ادا / اوڑھاتی تھی ہنس ہنس کے ستر آبیا
تن بیجان مین بڑھاتی تھی جان / گھٹاتی تھی تکلیف نزع روان
خنک چل رہی تھی جو باد شمال / دل باغبان بھی تھا اوس دم نہال
زر گل سے دامان گلچین تھا پر / نہ محتاج زر تھا نہ جویای در

در بیان اوصاف شاہ گل

شہ گل تھا اورنگ پر جلوہ گر ۔ چنور کر رہی تھی نسیم سحر
سہی سرو شمشاد گردن دراز ۔ غلامانہ حاضر تھے مثل ایاز
خیابان گلشن میں آب روان ۔ سرو تن سے زیر قدم تھا دوان
گل مخمل و نرگس و یاسمین ۔ کھڑے تھے لیے چتر و تاج و نگین
غزلخوان تھے مرغ چمن چارسو ۔ نوا سنج تھیں طوطیان و بدو
نکلتی تھی شب بو سے آواز نے ۔ لب گلچکان سے ٹپکتی تھی مے
جلاجل لیے برگ سے سب شجر ۔ بجاتے تھے نوبت بہ نوبت گجر
خوش آہنگ تھی کوکلی خوش مقال ۔ مزا دے رہی تھی چکوروں کی چال
کبوتر خوش آواز شیراز کے ۔ لبھاتے تھے دل نغمہ پرداز کے
شکر بار سبزی پہ تھیں طوطیان ۔ نوا سنج تھیں سرو پر قمریان
سخنور صفت سوسن دہ زبان ۔ سراپا تھے توصیف سے مدح خوان
سر عام پیڑونکے شیرین ثمر ۔ دکھاتے تھے لطف نبات و شکر
جو پیوند باغ ثمر قند تھے ۔ رگ و ریشہ رشک شکر قند تھے
یہ دلبند خوشے تھے انگور کے ۔ کہ منہ بند کرتے تھے ناسور کے
حلاوت سے ہم کوزۂ قند تھے ۔ کلی کی طرح سب کے منہ بند تھے
سیہ رو و لیکن تھے سب خوش مزا ۔ جبش بیچ یونہیں تھا سارا بسا
در باغ پر فوج گل صف بہ صف ۔ قواعد سے تھی جلوہ گر ہر طرف
مصف لالۂ سرخ سے بیشمار ۔ جمی تھی رسالون کی رنگین قطار

قد سرو شمشاد و سے برق دم کھڑے تھے دو رویہ نشان و علم
لب فرش گل چاندنی موتیا صف آرا تھے مثل صبا جا بجا
تہ تاک تھی دخترِ رز مگر کہ مستی کا عالم تھا طاؤس پر
عجب رقص مستانہ کرتے تھے مور درختوں سے منہ تاکتے تھے چکور
تھرکتے تھے جسوقت تھرا کے پر جماتی تھی نرگس پر ان پر نظر
درختان سر سبز با برگ و بار قدم پر جھکاتے تھے سر بار بار
تلاشِ سخن میں پراگندہ سخت اکیلا میں بیٹھا تھا زیرِ درخت
جو تھا مثل برگِ خزان مضمحل یہ ترغیب دی بہر آرام دل
کہ ہے قیصرِ ہند جسکا خطاب زمین و زمان اوس سے ہیں فیضیاب
لکھے شان میں اوسکے وہ چار بند کہ لاکھوں سے ہو جائے تو سربلند
زمین سخن میں اوگیں نسترن بنے تختۂ سادہ رنگین چمن
کھلیں پھول صد برگ کے لاجواب قلم سے نمایان ہو شاخ گلاب
دل و جان سے لکھنے پہ آمادہ ہو گلِ اشرفی کاغذِ سادہ ہو
عجب کیا تجھے وہ شہ بحر و بر در و زر سے دے آبرو سے گہر
منگا کر اسیدم دوات و قلم لکھا اوصاف انصاف کر کر رقم
سلف سے یہ کہتے ہیں اہل زبان کہ رشکِ گلستان ہے ہندوستان
جو سچ پوچھیے اب ہے دونی بہار کہ تھے بیشتر جا بجا خارزار
یہ سنتے ہیں مثل گل نار ون بدن میں بڑھا پیرہن پیرہن
کیے دو رقمی وصف میں فی بیان جو ہیں مثل خورشید سب پر عیان

حقیقت مین کہنا مرا راست ہے — بہم صدق سے بے کم و کاست ہے
مین اون مین نہین جو کہون برملا — گدا کو شہنشاہ شہ کو گدا
زمین کو کہون آسمان برین — فلک کو کہون تحت روے زمین

در بیان اوصاف عدالت ملکہ وکٹوریہ دام ملکہا

خوشا قیصر ہند عالی خطاب — مہ اوج اقبال گردون جناب
سر تاجداران عالی گہر — شہ بحر و بر مالک کان زر
انکو نام وکٹوریہ بے نظیر — سپہر خلافت کی بدر منیر
فلک مرتبت شاہ انجم سپاہ — درخشندہ خورشید گیتی پناہ
مسیحا نفس چارہ ساز زمان — جہان پرور و تاج بخش شہان
جہان پر جو مانند خورشید و ماہ — شب و روز ہے پرورش کی نگاہ
مقرر کیے سیکڑون مدرسے — ہزارون ہی اوجڑے ہوئے گھر بسے
جہالت گئی یکقلم سبکو بہول — ہر اک دیہہ مین ہے فعولن فعول
شکر سے ہین گویا سبہم لام و بے — کہ کہتے نہین خواب مین بھی لبے
جو مجہول معروف تر سب ہوئے تھے — بری مصدر حال و غائب ہوئے تھے
ہوئی جوہر علم سے کان زر — جواہر پہ کرتی نہین اب نظر
شفا خانہ مہمان سرا اسپتال — مٹاتے ہین غربت و رنج کا ملال
فلاطون صفت ڈاکٹر نیک خو — مقرر ہین بہر دوا چارہ سو
جو بیچارہ تھے بیکس و دردمند — اوٹھاتے تھے بیمارینوسے گزند
دوا و غذا مفت پاتے ہین روز — خوشی سے دعائین مناتے ہین روز

زمانے کے محتاج اندھے غریب / تہی دست پا لنگ خالی نصیب

وہ ہر صبح خیرات خانے سے روز / تو پاتے سو وہ ہوتے ہین کھانے روز

عدالت سے ہے بسکہ فخر جہان / کہن ہو گیا نام نوشیروان

کیا ہیبت عدل نے جب سے زیر / چوراتے ہین جی بھیڑ بکری سے شیر

دباتا ہے دم بھیڑ سے بھیڑیا / چھپاتا ہے آہو سے سر تیندوا

دبکتا نہین شیر سے شغال / دکھاتے ہین چیتے کو آنکھین غزال

لب گور گویا ہین سب گورخر / اوٹھاتے نہین صورت مردہ سر

یہ ہے تیغ ہیبت سے گینڈونکا حال / کہ پھر امان پاس رکھتی ہین ڈھال

کھسکتا ہے شیر ژیان گور سے / لرزتا ہے پیل دمان مور سے

زبردست کم زور سے زیر ہے / دل گوسپندان دل شیر ہے

سبے گوشہ چھپتا ہے زیر خسک / ہلاتا نہین خوف سے کان تک

ہر اک جانور سے ہے شیر و دلیر / نہنگ ستمگر ہے دریا کا شیر

مگر اوسکا بھی ڈر سے زہرہ ہے آب / [illegible] سکا ہے گویا حباب

جہان دشت مین ہے اوٹھی ہر خطر / [illegible] سے صاف [illegible]

کہ خرگوش بے ڈر دد و دام ہے / [illegible] آرام سے

سمندر مین غواص و رنا خدا / شب و روز [illegible] گو آشنا

ستاتی نہین اونکو ناکے مگر / کہ [illegible] سب کا پانی جگر

جہان ڈاکو بچتا نہ تھا کاروان / [illegible] تھا خوف جان

مٹائین وہ سب مشکلین آہنی / [illegible] ق

مگر سوس دریا مین ہین سب کہین / کسی سے مگر گھات کرتے نہین
پلنگ یان نے غزالون کے ساتھہ / لیا ظلم سے کھینچ اک مشت ہاتھہ
ندی نالے تالاب کھو سے تمام / پلوں نے سب نے چشمۂ فیض عام
مسافر کو سنتے ہین ہنگام شام / سدا خوف زر سے تھا سونا حرام
سو اب پاؤن پھیلا کے سوتے ہین روز / سر دست آسودہ ہوتے ہین روز
رہا عدل کا گر یو ہین زور شور / عجب کیا جو خون رو وے مہندی کا چور
کریگا کسیکو جو چوری سے تنگ / اوٹھائیگا یک مشت قید فرنگ
زمین تھی جہان ہین جہان خارزار / نہ اوگتا تھا سبزہ نہ نخل بہار
پہاڑون سے لالا کے آب روان / بنایا اوسے غیرت گلستان
جو کرتے تھے ہر شب بری کام روز / گلے کاٹتے تھے سر شام روز
ہرا برا و نہین مل گئین پھانسیان / نہ سر کا پتا ہے نہ تن کا نشان

در بیان توصیف عدالت

جہان مین عدالت اسی کا ہی نام / جو باہم گرہو ددو دام رام
نہ ہاتھی تلے پاؤن سے مور کو / نہ ضیغم دباوے سر گور کو
نہ حیوان کو کھٹکا ہو انسان سے / نہ انسان کو دہشت ہو حیوان سے
نہ آہو سے جھلائین شیر و پلنگ / نہ مارے کبوتر پہ شہباز چنگ
نہ رہزن مسافر کا کاٹے گلا / نہ لوٹے کسیکو کوئی برملا
نہ بیوقت چلاوے مرغ سحر / نہ صیاد پھیرے چھری مرغ پر
نہ دکھلا سکے آنکھہ ہدہد کو باہ / نہ بحری کرے فاختہ پر نگاہ

نہ ڈالے نظر مرغ پر صید باز　　رہی باز خون کبوتر سے باز
نہ چیتے کرین آہو و نسے خطا　　نہ بکری کو دے گرگ خونین دغا
نہ پہونچے کسیکو کسی سے زیان　　رہی بحر و بر مین برابر امان
نہ مچھلی اوٹھائے مگر کے ستم　　رہی ناک مین ڈر سے ناکی کا دم
نہ سیلاب کاٹے سر راہ کو　　نہ گرمی کرے خشک لب چاہ کو
کف پا ہی مردم کو خار و خسک　　نہ چھیڑے سر کوہ پر یک بیک
ہمیشہ چراگاہ مین گوسپند　　رہی ناخن گرگ سے بیگزند
بڑھی طاقت شیر روباہ مین　　او چھلتی پھرے شوق سے راہ مین
بز و میش چاہین لب جو اگر　　قدم چوم لین سر سے ناکی مگر
شناور گذر بحر مین جب کرے　　محبت سے گھڑیال پانی بھرے
گھٹے ناتوان سے دلاور کا زور　　بنے سانپ کو ڈر سے طاؤس مور
ملے سب کو ہر شب مزہ خواب کا　　نگہبان رہی چور اسباب کا
نقب زن در انداز غماز چور　　رہین خوف سے ساکن جوف گور
سر شام منزل مین کھٹکا نہ ہو　　دم صبح تک نیند رستا نہ ہو
اگر ہاتھہ لگجائے دزد حنا　　عنا کی طرح پائے سنگین سزا
سدا قوت عدل سے ناتوان　　جھکا یا کرے گردن سرکشان
رہی گرگ خونین پہ روبہ دلیر　　ملے آنکھہ پائے غزالان پہ شیر
ہزبر و نکو شاخ سے آہوان　　بنے نوک سے خنجر اصفہان
یہ یوز ستمگر کا ہو حال تنگ　　کہ درد کمر سے نہ چھوڑے پلنگ

بتان جفا پیشہ و بے وفا	کریں تہمت خون سے ترک حنا
لگائیں اگر شوق سے ناگزیر	نہیں باخدا از بد گوشہ گیر

در بیان انتظام سلطنت و اجرای چشمۂ فیض از عرق ریزی اہالیان فرنگ

بہت شاہ گذرے ہیں عالی ہمم	کسی نے نہ کی بند راہ ستم
نہ دریا پہ باندھے پل آہنی	نہ کھودی جہاں سے جڑ رہزنی
نہ رستے کیے خار و خس سے صفا	نہ شہریں نکالیں صفا جا بجا
نہ نہروں سے سیراب جنگل کیے	نہ میدانوں کو پانی سے بادل کیے
نہ دریا پہاڑوں سے لائے کہیں	نہ خشکی میں چشمے بہائے کہیں
نہ کثرت سے کھدوائے تالاب چاہ	نہ ہموار کی کوہساروں کی راہ
نہ روشن کیے برق سے اک گھر	نہ دی ہر محل منزلوں کی خبر
نہ یکسر مٹائے ٹھگوں کے نشان	نہ پتھر سے پیسے سر ظالمان
نہ صحرا کیے منزلوں سبزہ زار	نہ کوسوں لگائے شجر سایہ دار
نہ معدوم شیر نیستان کیے	نہ خالی پلنگوں سے میدان کیے
نہ پورے نہنگوں کی توڑیں ہسبان	نہ گرگ کہن سے مٹائے نشان
نہ پیل و بانکو دکھائی گزند	نہ کاٹی گوزنوں کی شاخ بلند
کسی سے بجز نا آئے کسی کام	نہیں ایسے اچھے بن آئے ہیں کام
زمانے سے گزرے دانا بہت با فرہنگ	حکیمان یونان کو ہیں ہوش دنگ
ارسطو فلاطون لقمان سے دانا	گروہ حکیمان میں تھے نامدار

ستاروں میں گنتی ہے اونکی مگر — کہ یہ اوج تدبیر کے ہیں ثمر
بنایا تھا جس شخص نے جام جم — وہ تھا انکی نزدیک جگنو سے کم
زمانے میں مشہور ہے نخشب کا نام — کہ تھا اوج حکمت کا یادہ تمام
زمین پر بھی مثل مہ آسمان — بنایا تھا اک چاند نو جہان
جو ہوتا تو مثل سپہر نہ ہوا — نہ پاتا فروغ انکی آگے ذرا
جہان فراست کے دریا ہیں یہ — تہ غور کے روز جویا ہیں سب
گرامی گہر درج فطرت کے ہیں — گہر آشنا بحر ہمت کے ہیں
بہا لائے کوسوں سے دریائے گنگ — زمین جسکے پانی سے ہے سبز رنگ
جدھر دیکھو اوسکا ہیں چشمے بھرے — ہوئی مخمل بوسیدہ لاکھوں ہرے
طراوت سے انہار کی سب زمین — ہوئی رشک پنجاب ساری زمین
بڑھی ہے یہ پانی سے توقیر آب — زمین جو ہوا ہے سے کشمیر آب
تعجب نہیں کچھ دنوں میں یہاں — طراوت سے پیدا کریں زعفران
جو تھی کھیت محتاج تالاب چاہ — وہ پیتے نہیں آب باران کی چاہ
زمین شور تھی جس جگہ پر نمک — ہوئی آب شیرین سے کشت فلک
جو ملتا ہے بے جستجو آبجو — بن آئی ہے دہقان کی ہر چار سو
کلیں انکی جتنی ہیں نادر ہیں سب — بڑی فہم سے گرچہ ظاہر ہیں سب
کہ کرتے ہیں بے آدمی انتظام — فقط آگ پانی سے لیتے ہیں کام
حقیقت میں عقل رسا دنگ ہے — خیالات سے پنہان تہ سنگ ہے
ہوا کا نہیں جسمیں کچھ میل جول — نکالی ہے کس زور صنعت سے ریل

کہ یک پل مین مانند تیر تفنگ
پہونچتی ہے کوسون تلک بیدرنگ

نہین صاف کھلتا ہے سرعت کا حال
یہ سمجھو خیال ہے یا ہے پیک خیال

بنائی ہین اسٹیشن ایسے صفا
پری ہی دلکشا اندر اسکی بنا

کہ ہین جیسے موتی محل کی بہار
خجالت سے آئینہ پر غبار

فرح بخش ہر مسافر ہین سب
سرور جگر بخش خاطر ہین سب

عجائب ہین رشک پری گاڑیان
سریر سلیمان سرور زمان

مہیا ہے عالم کا سامان عیش
سراپا ہین سب قالب جان بخش

سر شام رشک قمر ہانڈیان
دکھاتی ہین انداز نور جہان

ہر اک جو کیون پر چراغونکا نور
دکھاتا ہے شمع فلک کا ظہور

غضب گرم ہوتا ہے برقی کی چال
خجل جس سے ہے ابر و باد و خیال

کہ سرعت سے دیتی ہے آٹھون پہر
مہینوں کی رستے کی پل مین خبر

لکھے صنعتین انکی کوئی اگر
نہین لکھ سکیگا کبھی عمر بھر

بیان اوصاف ڈپٹی کمشنر شمیم صاحب بہادر و ذکر حقیقت لالہ شیو دیال سنگہ تحصیلدار کہ جسکے صرف ہمت سے یہ داستان دلاویز طبع ہو کر مشہور خاص و عام ہوئی

ادھر سے مین اب پھیرتا ہون قلم
کچھ احوال کرتا ہون اپنا رقم

کہ دو دو پہر بحر فکر سخن
رہا بحر معنی مین مین غوطہ زن

ہوا اس دل جب انکو نسے یہ
ملے ہفت قلزم سے دو چار در

ہوس تھی کہ ہمصورت ملد بین
بنے طبع سے یادگار زمن

سدا حسرت آلودہ تھی آرزو | کہ موتی مرے ہون نہ بے آبرو
نہ ہمدم نہ ہمرجم نہ تخت جگر | نہ فرزند دلبند نور بصر
جو کانون تلک انکو پہونچائیگا | مزہ نغمہ سنجی کا سنوائیگا
قسمت کہان جو برنگ قمر | نہین چشم مردم کی نور نظر
فروغ دو عالم ہون خورشید وار | نہون صورت ذرہ بیقدر و خوار
دوبالا بڑہی آبروست ان مین | رہین مثل گوہر ہر اک کان مین
اسی فکر و تشویش مین یک بیک | ہوا مژدہ گویون سروش فلک
کہ نامی پسیجیہ تیرا اشیو دیال | ازل سے ہی خوش خلق و فرخ خصال
عقیل و متین قدردان سخن | فہیم و ذکی انتخاب زمن
مخیر تو انگر سخی ارجمند | زرافشان گہر ریز ہمت بلند
حلیم و سلیم و کریم و رحیم | محیط سخاوت کا در یتیم
عجب خاتم لطف کا ہے نگین | کہ ہے نام سے جسکی روشن زمین
در بے بہا ہے وہ فرخ لقا | کرے حق خطاب بہادر عطا
بڑہیگا ابھی اوسکا رتبہ عظیم | کہ ہی مہربان اوس پہ رب کریم
مہینون سے زورون پہ ہی مشتری | ثوابت سی ثابت ہی یاوری گری
فلک مہر سے بر سر کام ہے | سپاہی ہوا خواہ بہرام ہے
مہ و مہر با انجم خوش نگاہ | نکوخواہ رہتے ہین شام و پگاہ
عطارد و بیر فلک خوش رقم | مددگار برسون سی ہے یکقلم
زحل ہے کئی ماہ سے راہ پہ | ترازو ہی یاوری مین ہے جلوہ گر

نہوا اختر بخت کیوں اوج پر کہ مریخ و زہرہ کی ہے خوش نظر
قریں بارہ بنکی کے نواب گنج عجائب ہے پر زر یہ اسباب گنج
اوسی گنج زرخیز کا ذی وقار کیا ہے اوسے حق نے تحصیلدار
سنا ہے جو شمشیر بہادر کا نام جوان بخت فرخ نہاد عالی مقام
سر سروران صاحب افسران رفیق شہنشاہ گیتی ستان
گرامی در بحر جود و کرم سخی حاتم دہر عالی ہمم
طبیب زمان چارہ ساز جہاں علاج تپ و درد پژمردگان
نکو رو خوش اخلاق مسکین نواز شفا بخش آزار اہل نیاز
خوش اقبال ڈپٹی کمشنر ہیں وہ مسیحا نفس روح پرور ہیں وہ
خدا ایسے اہل کرم کو سدا کرے دولت روز افزوں عطا
صفائی سے خوش ہیں جو اہل فرنگ خس و خار سے سخت ہوتے ہیں تنگ
قرینے سے مانند فصل بہار بنایا ہے بازار کو لالہ زار
دو رویہ جوانان نو خاستہ دکانوں کو رکھتے ہیں آراستہ
سدا سج کے گلرنگ دستار کو بناتے ہیں بلبل خریدار کو
طرحدار سارے دکاندار ہیں گل و لالہ سان زیب بازار ہیں
گلی کوچے سب وسکے ہیں گلزمین کہیں نام خار و خسک کا نہیں
صفائی سے رہتی ہے آئینہ وار شب تار میں چاندنی کی بہار
نہ کیچڑ نہ مٹی نہ خاشاک و خاک بدر رو ہیں گلیوں کی بد بو سے پاک
وہ سڑکوں کی سیدھی نکالی ہے چال دل رہ نوردان ہے جن پر نہال

یہ مطبوع رستے کی ہے راستی — کہ گوشے سے منہ تاکتی ہے کجی

شب تار مین ہے بصری دھڑک — چلی جاتے ہین پاکے سیدھی سڑک

ٹھہرتی نہین تن پہ گرد ملال — گرین ٹھوکروتسے کہین کیا مجال

جہان اونچے نیچے تھی رستی خراب — برابر کیے مثل سیلاب آب

مہ آسمان روز ہنگام شام — تماشے کو آتا ہے بالای بام

نمکسار کہسار ہین سیکڑون — ہر اک شے کے انبار ہین سیکڑون

دکاندار سب زر سے بے رنج ہین — تجارت سے خوش گنج در گنج ہین

ہر اک جنس ہے گو وہان خوبتر — مٹھائی ہے لیکن ہی کان شکر

امیرون کا مجمع ہے ہر چار سو — نمایان ہے آبادی لکھنو

یہ رہتا ہے تا شام دربار عام — بجا ہے کہون گر اسے روم و شام

زمانے کے سب محکمے ہین وہان — سبھی اہلکارونکی ہین کوٹھیان

قمر منزلت صاحبان فرنگ — ہر اک سمت خیمونکے ہین آب و رنگ

جو بیٹھے ہین اکثر سے خوش مزا — خوش آتی ہے ٹھنڈی سڑک کی ہوا

سر شام مانند ماہ تمام — نکلتے ہین بہر تماشای عام

اس اہل کرم کو خدائی کریم — رکھے شاد و خرم بعمر قدیم

بفضل خدا آج امیدسان — ترے گھر مین موجود ہی قدردان

ترے بخت برگشتہ کا تھا یہ پھیر — ہوئی جو نظر تک گذرنی مین دیر

یہ تالیف تیری جلا پائیگی — بہت جلد مطبع مین چھپ جائیگی

غرض جب سروش فلک نیک خو — ہوا غیب سے اسطرح مژدہ گو

نہایت مجھے شادمانی ہوئی — بڑھاپے مین حاصل جوانی ہوئی
مجھو دیکھہ کر یک قلم دردناک — ہوئی باعث طبع وہ ذات پاک
کیا جسطرح مجکو بے فکر و رنج — ہمیشہ رہے مالک مال و گنج

قصیدہ در تعریف شریف شمع شبستان سخاوت مصباح ایوان شجاعت آفتاب سپہر حکومت ماہتاب فلک معدلت حاکم ذوالاقتدار تحصیلدار ذی وقار شریف پرور قدر دان اہل جوہر جناب منشی شیودیال سنگہ صاحب بہادر تحصیلدار دام اقبالہ

سرچشمۂ سخاوت ہے اقتدار ہے — فرمان روائے کشور جود و وفا ہے
منشی عصر ناظم و نثار روزگار — وہ شیودیال سنگہ سخی نامدار ہے
ہر دلسے محو و مائل تحصیل جو فیض دو — مشہور وہ زمانہ مین تحصیلدار ہے
عدل و سخاوت علم و کرم مین ہر فن عدیل — لطف و کرم کی اوسکی جہان مین پکار ہے
بیشک ہے رشک سعدی و سحبان و انوری — معروف ہر فنون مین شہرہ دیار ہے
زینت فزای بزم محاسن ہے و عنوان — دیباچۂ کتاب سخاوت و وقار ہے
اشراف پرور و گل گلستان مکرمت — اشراف ہے سخی ہے امیر دیار ہے
اللہ نے دیا ہے وہ ذہن رسا اوسے — جودت پہ اوسکی عقل فلاطون نثار ہے
تحصیل علم جو دکار رکھتا ہے دین شوق — فیاضی اوسکی مثل فلک آشکار ہے

کبھو نگر بڑھے نہ شان کچہری کی ہر گھڑی — وہ حاکم غنی و معلّی وقار ہے
قانون دان فصیح و زبان دان وہی تو ہے — ذہن و ذکا کی دھوم کی جہان مین پکار ہے
حکام خوش ہین اوس سے عمائل نہال ہین — خوش خلق خوش مزاج ہے اور بردبار ہے
بخل و غرور و کبر ہین اوس سے سدا فرار — وہ آفتاب عاجزی و انکسار ہے
تعریف اوسکی قصر علی کی کیا لکھون — رفعت سے جسکی اوج فلک شرمسار ہے
توصیف اوسکی اسپ فلک سیر کی ہو کیا — تفرجگا اوسپہ جبکہ وہ ہوتا سوار ہے
کہتا ہے کوئی برق اوسے کوئی باد پا — کہتا کوئی یہ رشک نسیم بہار ہے
مرقوم کیا ہو مدحت شمشیر شعلہ ور — ہیبت سے جسکی سینۂ عدا فگار ہے
اک ضرب مین کرے جو دو پارہ عدو — بیشک یہ رشک رستم و اسفندیار ہے
کرتا دعا پہ ختم ہے یہ حامد حزین — جب تک جہان مین آمد فصل بہار ہے
شادان رہے جہان مین وہ نیر کرم — ہر دم ہے یہ دعا مری پروردگار سے
ہو عمر خضر و بخت سکندر سے بہرہ ور — ہر دم دعا خدا سے یہ لیل و نہار ہے
یہ نذر عید حامد محزون قبول ہو — لایا گلا اس کھو دکے یہ بے دیار ہے
تو قدر دان اہل ہنر ہے جہان مین — تیرے سخا و جود کی ہر جا پکار ہے

خاتمة الطبع

بعد شکر گزاری باری عز اسمہ کے تفرجیان چمن سخن دانی تماشایان گلزار معانی پر پوشیدہ نرہے کہ اندنون ایک تازہ فسانہ نغز و نادر زمانہ موسوم بہ بوستان راحت قصہ شاہزادہ فتن جو رنگ پرداز گلستان سخن جو عجیب و عمدہ دلچسپ و دلاویز بیان ہے

ہے سپہر جان سخن ہزار جان سے قربان ہے سبحان اللہ کیا نظم دلکش
و لطافت آمیز ہے کہ جو غنچہ نمط سراپا گوش دل ہے سامعین کے لیے
شوق انگیز ہے کیوں نہ ہو کہ سخن گو اور زبان آور نکتہ سنج کا کلام ہے
کہ جس کی ذات سے سخن کو فروغ اور معنی کو سو سو طرح کا ناز ہے نظم آرائی
میں شہرۂ آفاق شمع انجمن کی طرح مستانہ سخن یعنی منشی بھگونت رائی
صاحب راحت تخلص متوطن کاکوری نے قصہ ... اپنے معانی کی رنگین
بیانی سے زمین شعر میں وہ گل کھلائے ہیں کہ ہزاروں کے رنگ اڑا دیے
ہیں شاہزادہ فیروز کی فرط محبت کا حال مہربانو کا حسن و جمال پھر
سفر اختیار کرنا اور جدائی محبوب میں مصیبتیں اٹھانا اور وصل تک کا
وقت آنا الحاصل جب یہ مثنوی نوعروس جملۂ سخن لباس زیبائی
و تصحیح سے آراستہ و پیراستہ ہوئی تب حسب ... آفتاب علم و
ایجاد و ہنر پرور صاحب اعزاز و افتخار منشی ... نول کشور صاحب ...
نواب گنج بارہ بنکی کے مطبع نامی گرامی ... اودھ اخبار منشی نول کشور لکھنؤ
... جو کہ ... اشاعت علوم رنگا رنگ کے دماغ ...
شوق کو عطر آگیں کرتی ہیں ومی ماہ بہار ماہ مارچ سنہ ۱۸۸۰ء میں
مطابق ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۷ ہجری کے زیور طبع سے مزین ہو کر

جلوہ افروز نظر یاران علم و دولت ہوئی

الٰہی جب تلک سخن کو قرار و ثبات ہے ۔ تیرے ہی ہاتھ اس مطبع کی عزت کی بات ہے

پدماوت دو ۔ از الیت و شرت

مجموعۂ قصہ قاصد و غیرہ

و قصۂ سندر ۔ حصۂ ذات شیطان

و قصۂ چار لڑکوں کا دل لگی کا قصہ

عقل و حمق کا مقابلہ مولفہ مولوی لطف

مثنوی گلزار نسیم ۔ قصۂ گل بکاولی

منظوم از دیا شنکر نسیم لکھنوی ۔

فسانۂ عجائب منظوم ۔ مولفہ

منشی بھولا ناتھ فراغ تخلص ۔

نل دمن ۔ راجہ نل اور دمن کا

فسانہ منظوم ۔

ہدیۃ الظار ۔ از مولوی ممتاز علی

سندیلوی ۔

ایضاً

مثنوی میر حسن ۔

یوسف زلیخا ۔ اردو منظوم

تصنیف نگار ۔

شیریں خسرو ۔ باتصویر مصنفہ

منشی گوبند پرشاد فضا ۔

بنجارہ نامہ ۔ مصنفہ میاں نظیر

اکبر آبادی ۔

لیلی مجنوں ۔ تصنیف میر تقی میر

بہار دانش منظوم تصنیف طپش

مجموعۂ قصۂ سپاہی زادہ ۔ با

تصویر بارہ قصہ ۔ ۱ قصۂ سپاہی زادہ

۲ ۔ قصۂ چار باغ رنگین ۔ ۳ ۔ قصۂ

جمہور شاہ ۔ ۴ ۔ قصۂ سوداگر بچہ

۵ ۔ عاشق کا جنازہ ۔ ۶ ۔ قاصد نامہ

۷ ۔ پنس نامہ ۔ ۸ ۔ تندرستی نامہ

۹ ۔ دیکھ سکھ نامہ ۔ ۱۰ دولت نامہ

۱۱ ۔ بھوچال نامہ ۔ ۱۲ رنگین نامہ

بحر دانش ۔ یعنے قصۂ سوداگر بچہ

شاہنامہ اردو منظوم تصنیف منشی

موہن چند ۔

طلسم شایان ۔ یعنے داستان

امیر حمزہ منظوم مصنفہ منشی

طوطا رام شایان

قصۂ شاہ روم ۔

نالۂ منظور منظوم ۔ مولفہ سید منظور احمد

مثنوی ابر کرم

مجموعۂ ۔ قاصد نامہ و قصۂ شاہ روم

وغیرہ گیارہ قصہ ۔

۱ ۔ قصۂ شاہ روم ۔ ۲ ۔ قاصد نامہ

۳ ۔ پنس نامہ ۔ ۴ ۔ رنگین نامہ

۵ ۔ اتا دال نامہ ۔ ۶ ۔ گرہ بندِ نظیر

۷ ۔ پیسے نامہ ۔ ۸ ۔ کوڑی نامہ

۹ بنجارہ نامہ ۱۰ جوگن نامہ
۱۱ روئی نامہ —
بکٹ کہانی تصنیف مولوی
الٰہی بخش بطور بارہ ماسہ —
سراپا بے تصویر غم — نظم و نثر میں
سراپا کا بیان ہے تصنیف شوق عالی
تخلص ہست —
باغ عاشق — قصۂ گل و صنوبر
مصنفۂ پنڈت کنہیا لال —
سکندر نامہ — بری و بحری اردو
ترجمہ نظم سکندر نامہ نظامی از خوش
فکری سخنور کامل مولوی غلام حیدر
گوپاموی ضلع ہردوئی —
داستان عبرت افزا —
سراپا سے پری —

مثنویات

مثنوی زینت انجمن — در مدح
نواب غوث محمد خان والی جاورہ
مثنوی سعدین — تصنیف مولوی
انوار حسین تسلیم —
مثنوی فرہنگ عشق مصنفہ
منشی طوطا رام شایان —
مثنوی سراپا سے حسن

مثنوی جوہر عشق تصنیفہ منشی
تصدق حسین —
مثنوی سہ راز ... در مدح
سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم —
مثنوی حیرت افزا — مع غزلیات
رنگین مولفہ محمد قاسم لکھنوی —
مثنوی دلاویز — تصنیف
رشید الدین احمد خان لکھنوی —
مثنوی دریائے عشق تصنیف
جہاں حضرت واجد علی شاہ —
مثنوی بلبھدر تیر — تعریف مکانات
انبو ... بنا کردہ مہاراجہ
رام کشن سنگھ بہادر راجہ ٹیکاری
مصنفہ منشی جواہر لال —
مثنوی مرآت المسرفین —
تقریبات میں اسراف بیجا کے
بارہ میں نصائح تصنیف عنایت حسین
ہلسوی —
مسدس کربلا از حضرت نظیر اکبر آبادی
ایضاً مسدس ... در منقبت
جناب امیر علیہ السلام
مولفہ مرزا محمد مہدی اوج